اور جہاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اور جہان

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

کتاب: اور جہان

مصنفہ: ڈاکٹر زہرا بتول

اشاعت: ۲۰۲۵

پیشکش: فضلی بک، اردو بازار کراچی۔

صفحات: ۳۹۱

قیمت:

ملنے کا پتہ

فضلی بک

اردو بازار، کراچی

021-32633887/03362633887

انتساب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمام حمد وثناء اور ہر تعریف عالمین کے رب کے لئے ہے، اسی کی بادشاہت، اقتدار، اختیار اور حکم اس کائنات کے رگ و پے میں جاری وساری ہے، وہ دلوں کے حال، زمین و آسمان اور کل اشیاء کائنات کے تمام ظاہر اور باطن سے بہ خوبی واقف و آگاہ ہے، کائنات میں موجود ایک پتا بھی اس کے حکم کے بغیر جنبش کی تاب نہیں رکھتا وہ زمین کی اتھاہ گہرائی میں موجود رائی سے چھوٹے دانے کی اصل سے بھی واقف ہے ہم اس کے نہایت عاجز اور گناہ گار بندے ہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور استغفار طلب کرتے ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جو ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔

اس کتاب کا انتساب اللہ رب العزت کے نام ہے جس نے مجھے اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور کائنات کے سربستہ بھید کو کھولنے اور لکھنے کی ہمت، طاقت توانائی اور وقت میں برکت عطا فرمائی۔

پیش لفظ

وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔ (حم السجدہ۔ ۱۲)

ترجمہ۔ ہر آسمان میں (اللہ) کا قانون وحی کر دیا گیا۔

زیر نظر کتاب '**اور جہاں**' موضوع کے اعتبار سے نہایت منفرد اور مشکل کتاب ہے۔

اس کتاب کو لکھنے کی تحریک کے پیچھے کئی قرآنی آیات، امیر المومنین حضرت علیؓ کے کائنات سے متعلق اقوال، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے کچھ حصے، حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے فرمودات اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ کی پر پیچ اور مشکل علمی گتھیاں سلجھانے جیسے محرکات شامل ہیں۔

اس کائنات میں بے شمار دنیائیں آباد ہیں، جہاں ہمارے جیسے انسان، فرشتے اور جنات صدیوں سے آباد ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں! آسمان میں جو تم ستارے دیکھتے ہو ان میں بھی مخلوقات آباد ہیں، نا تم انھیں جانتے ہو اور نا وہ تمھیں جانتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔**وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ** ۔ (طلاق۔ ۱۲)۔

ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تا کہ تم جان لو کے اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

اس سے مراد یہ سات زمینیں یعنی (سات کائناتیں) ہیں اور ہر زمین میں تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے، آدم کی مثل آدم، نوح کے مثل نوح، ابراہیم کی مثل ابراہیم اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔ (روح المعانی) اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔ (حم السجدہ۔ ۱۲)

ترجمہ۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہمیں جو سیارے نظر آتے ہیں، ان میں بھی کھربوں مخلوقات آباد ہیں البتہ ان کی حرکات وسکنات اور شکل وصورت میں مقداروں کا فرق ہے دیگر کائناتی زمینوں

میں بھی اللہ کی تخلیق کردہ یہ مخلوقات مختلف گیسیز، دھات، لکڑی، کرسٹل اور لوہے پر مبنی ہوسکتی ہے اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ۔ (روم۔ ٢٢)۔

ترجمہ۔اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری بولیوں اور رنگتوں کا اختلاف ہے۔بے شک اس میں تمام عالمین کے لئے (قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

وھب بن منبہؒ بیان کرتے ہیں! اٹھارہ ہزار عالمین ہیں، جبکہ دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔(تاج العروس)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے۔

مقاتل نے کہا! اسی ہزار عالمین ہیں، چالیس ہزار خشکی میں اور چالیس ہزار سمندر میں۔

بوالعالیہ سے مروی ہے! جن ایک عالم ہیں، انس ایک عالم ہے، ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو عالمین ہیں۔(الجامع الاحکام القرآن)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ٦٠٦ ھ) فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں،

جہاں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے، ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے، کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ (مدثر۔ ٣١)

ترجمہ۔آپ ﷺ کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت معین الدین چشتیؒ اپنے شیخ حضرت عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں (18) برس تک حاضر رہے، وہ اپنے شیخ کو وضو کروایا کرتے ان اٹھارہ برسوں میں کبھی شیخ نے اپنے شاگرد کا نام نہیں

پوچھا اور نا ہی شاگرد نے کبھی یہ سوال کیا کے حضرت کیا میں صرف آپؒ کو وضو کروانے کے لئے آیا ہوں؟ لیکن ان (18) برسوں میں بتدریج روحانی علوم کی ترسیل ہوتی رہی، بلا آخر ایک دن شیخ نے اپنے شاگرد حضرت معین الدین چشتیؒ سے پوچھا، بتاؤ تم میری ان دو انگلیوں کے درمیان کیا دیکھ رہے ہو؟ حضرت معین الدین چشتیؒ نے فرمایا! حضرت (18,000) عالمین دیکھ رہا ہوں۔

زیر نظر کتاب **اور جہان** پر میں نے سن ۲۰۱۱ء میں کام شروع کیا، یعنی آج سے تقریباً چودہ برس قبل، پھر چند چیدہ نکات کو ایک ریسرچ آرٹیکل کی شکل دے کر، کراچی یونیورسٹی سے شائع ہونے والے ریسرچ جرنل (معارف اسلامیہ) میں ۲۰۱۲ء کی اشاعت میں چھپوا بھی دیا لیکن میرا ذہن ان چنیدہ نکات سے ہرگز مطمین نا تھا، میں مسلسل ڈیٹا تلاش کرتی رہی اگرچہ ریسرچ ایک نہایت صبر آزما اور ضبط و تحمل کا خوگر ہے بسا اوقات کسی ایک ریفرنس کی تلاش میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں یعنی اس سفر میں چونٹی کی رفتار سے چلنا پڑتا ہے جبکہ میرا مزاج اس کے بالکل برعکس گھوڑے کی رفتار سے دوڑتا ہے۔

پھر میرے Laptop کی hard disk اور motherboard corrupt ہو گیا، جس کی وجہ سے میرا نہایت قیمتی ڈیٹا ضائع ہو گیا۔ اس کتاب کا مکمل data تقریباً دو مرتبہ ضائع ہو چکا، پھر ہمت جوڑ کر از سر نو تمام data جمع کیا۔

اس کتاب کو میں دو مرتبہ 2021ء اور 2023ء میں اپنے تیئں مکمل کر چکی تھی بس اس کتاب کو publishing کے لئے جانا تھا، لیکن مستقل کسی نا کسی روکاوٹ کا سامنا تھا، میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی کے ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ پھر قرآن کریم کی تلاوت کے دوران عالمین سے متعلق کچھ آیات نظر سے گزریں۔ مثلاً۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ (ص۔ ۸۷)

ترجمہ۔ (قرآن) تو عالمین کے لئے ایک نصیحت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ۔ (آل عمران۔ ۳۳)۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین سے۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الصافات۔ ۷۹)

ترجمہ۔ نوح پر تمام عالمین میں سلامتی ہو۔

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (انعام۔ ۸۶)

ترجمہ۔ اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو ہم نے تمام عالمین میں فضیلت دی۔

وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (ال عمران۔ ۴۲)

ترجمہ۔ جب فرشتوں نے کہا، اے مریم، بے شک اللہ نے تجھے منتخب فرمالیا، اور پاک بنا دیا، تمام عالمین کی عورتوں کے مقابلہ میں تم کو چن لیا۔

وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰہُمۡ عَلٰی عِلۡمٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (دخان۔ ۳۲)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے عالمین میں فوقیت دی۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (انبیاء۔ ۱۰۷)

ترجمہ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالمین میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا۔ (فرقان۔ ۱)

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکات ہے، جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ عالمین کا ڈرانے والا ہو جائے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (ال عمران۔ ۹۶)

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے ہدایت ہے۔

وَ نَجَّیۡنٰہُ وَ لُوۡطًا اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا لِلۡعٰلَمِیۡنَ۔(انبیاء۔۷۱)

ترجمہ۔ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو اس سرزمین (فلسطین) کی طرف نجات دے دی۔جس میں ہم نے عالمین کے لئے برکت رکھ دی۔

دَعۡوٰىہُمۡ فِیۡہَا سُبۡحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَ تَحِیَّتُہُمۡ فِیۡہَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعۡوٰىہُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔(یونس۔۱۰)

ترجمہ۔(جنتی ، جنت میں آپس میں کہیں گے) اے اللہ تو پاک ہے، اور اس میں ان کا تحیہ سلام ہوگا اور انکی آخری بات اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہوگی۔

مندرجہ بالا آیات نے سوچ کو ایک نیا زاویہ دیا چنانچہ 2025ء کے رمضان المبارک میں قرآن کریم کو سبقاً سبقاً نہایت توجہ سے پڑھا اور **عالمین** سے متعلق تمام آیات کو نہایت باریک بینی سے الگ کیا، جن کی تعداد (72) تھی۔

پھر ایک نئے عزم اور حوصلے سے ازسرنو اس کتاب پر کام شروع کیا۔جو بروز جمعہ یکم محرم الحرام ۱۴۴۷ھ ہجری یعنی 27-06-2025 کو مکمل ہوا۔اس کام کی انجام دہی پر میں اللہ کی بے حد مشکور ہوں۔اللہ تعالی اس کام کو قبول و منظور فرمائے۔آمین۔

پہلے اس کتاب کے (5) ابواب تھے لیکن دوبارہ لکھنے پر یہ کتاب (18) ابواب پر مکمل ہوئی۔

یہ بات درست ہے کے زیرنظر کتاب کی تصنیف و تالیف میں طویل وقت سرف ہوا۔دوران تحریر میں اللہ تعالی سے بار بار ایک ہی سوال پوچھتی رہی ، جب آپ نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کیا ہے تو پھر بھلا ہماری رسائی ان کائناتی رازوں تک کیوں نہیں ہے؟

لیکن اندرون میں اہل علم کا یہ قول گونجتا رہا کے کائنات کے راز اسی پر کھلتے ہیں جس پر اپنی ذات کا راز کھل چکا ہو۔

ڈاکٹر زہرا بتول

فہرست مضامین

باب ۱

کائنات کی پیدائش

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! کائنات کی ساخت میں بساط اول وہ روشنی ہے جس و قرآن کریم نے ماء (پانی) کہا ہے تاہم موجودہ سائنس اسے مختلف گیسیز (Gasses) سے تعبیر کرتی ہے ان ہی صد ہا گیسیز کے اجتماع سے بننے والا پہلا مرکب پارہ ہے اگر چہ پارہ کی مختلف شکل وصورت بطور مظہر پائی جاتی ہیں ان ہی مرکبات کی بہت سی تراکیب کے نتیجے میں مادی اجسام کی مختلف ساخت عمل میں آتی ہیں ان ہی مادی اجسام کو موالید ثلاثہ کہتے ہیں یعنی انھیں حیوانات، نباتات اور جمادات کہتے ہیں۔

تصوف کی زبان میں ان گیسوں میں سے ہر گیس کی ابتدائی شکل نسمہ ہے بالفاظ دیگر نسمہ حرکت کی ان بنیادی شعاعوں کا نام ہے جو مادی وجودی ابتداء کرتی ہے۔

ماء اللہ تعالی کی لامحدود صفات کا مجموعہ ہے ماء (پانی) سے جب تخلیق کی مقداریں مخلوقات کی نوعیت کے اعتبار سے الگ ہوتی ہیں تو نسمہ کہلاتی ہیں گویا نسمہ ماء کی ایسی صورت ہے جس میں ہر نوع کی معین مقداریں ہیں۔

ارباب علم ودانش کے نزدیک کائنات کی پیدائش کب ہوئی، کیسے ہوئی اور کیوں ہوئی بھی ایک گھمبیر اور ناسمجھ میں آنے والا سوال ہے اگر چہ سائنسدان اور ماہرین فلکیات نے مشکل سوال کے کئی جوابات معلوم علوم کی روشنی میں دریافت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تاحال ابھی بھی کئی سوالات جواب طلب ہیں قرآن کریم نے کائنات کے حوالے سے کئی مشکل اور پیچیدہ سوالات

کے جوابات دئے ہیں ۔اسی حوالے سے ذیل میں کچھ آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی جارہی ہیں ۔ارشادات خداوندی ہیں !

اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۔۱

ترجمہ۔کیا وہ لوگ جنھوں نے نبی کی بات کا انکار کیا ہے غور نہیں کرتے کے یہ سب آسمان اور زمین باہم آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی کے ذریعے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

مندرجہ آیت کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے کسی دور میں زمین اور آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے پھر اللہ تعالی نے انھیں اپنی رحمت خاص سے جدا کیا یہ بات اور کلیہ تو قرآن آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بیان کر چکا لیکن ماہرین فلکیات کو اس گتھی کو سلجھانے میں صدیاں گزر گئیں ۔ارشاد خداوندی ہے!

اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُ ۔۲

ترجمہ۔کیا کفار کو یہ نظر نہیں آیا کے زمین اور آسمان پہلے بند تھے پھر ہم نے انھیں کھول دیا۔

اس آیت میں کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُ ۔کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں اس میں لفظ رَتۡقًا کے معنی ہیں باہم جڑی ہوئی ،ملی ہوئی۔

اسی آیت میں اللہ تعالی آگے وضاحت فرمارہے ہیں وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحٰهَا یہاں لفظ دَحٰهَا سے مراد کسی چیز کو وسیع کردینا ،بچھا دینا ،الگ الگ کردینا یا پھر جدا کردینا یعنی ثابت ہوا کے اجرام فلکی (ارض وسماء) پہلے کبھی آپس میں باہم پیوست تھے پھر انھیں الگ الگ کیا گیا اس طرح سے زمین کے کرہ کا جداگانہ وجود عمل میں آیا پھر اس میں مزید توسیع ،تغیر اور ہمواری پیدا کی گئی لہٰذا قرآن اس کیفیت اوو حقیقت کو دَحٰهَا سے تعبیر کرہا ہے۔۳

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ ۔۴

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا۔

اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ ۵

ترجمہ۔ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا۔ کیا وہ ہماری اس خلاقی کو نہیں جانتے ہیں؟

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۔ ٦ ؎ ۔ترجمہ۔اس کے بعد ہم نے زمین کو پھیلا یا۔

کائناتی اقدار سے منسلک رہنا:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءفرماتے ہیں! جس قوم کے ایمان میں کائناتی اخلاص موجود نہیں اور نا ہی وہ قوم کائناتی اقدار کا مشاہدہ کرتی ہے تو یقیناً اس قوم کی فہم وبصیرت کائناتی علوم کی پہنچ سے دور رہے گی کیونکہ اس قوم نے اپنے آپ کو ذات کل سے منقطع کرلیا تاہم اس وضع کی قوم ہزاروں برس مل جانے کے باوجود پالنے کا بچہ ہی رہے گی۔ ۷ ؎

وجود اشیاء:

اگر اللہ تعالی وجود اشیاء کو جوڑوں کی شکل میں نا بناتے تو ان کے درمیان ایک درمیانی فصل جو زمان ومکان بنتا ہے وہ پیدا نہ ہوتا یہ فصل اس وقت تخلیق پاتا ہے جب وجود شے میں ابعاد واقع ہوجاتے ہیں اور ابعاد کا وقوع عالم مثال میں ہوتا ہے عالم ارواح میں نہیں ہوتا اس لئے عالم ارواح میں زمان ومکان نہیں ہوتے وہاں وجود، وجود شے سے صرف امر مشکل ہوتا ہے، امر متحرک نہیں ہوتا چنانچہ نسمہ کی دنیا وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے حرکت کا آغاز ہوتا ہے۔ ۸ ؎

اشیاء کائنات (زمین، آسمان، ستارے، سیارے) کی پیدائش:

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا۔ ۹ ؎

علامہ انو العباس احمد عمر بن ابراہیم القطبی (متوفی ۶۵۶ ھ) نے اس حدیث کی تفسیر میں لکھا ہے کے یہاں نور سے مراد اجسام نیرہ جن میں سورج، چانداور ستارے شامل ہیں یعنی اللہ تعالی نے بدھ کے دن تمام آسمانوں کو پیدا فرمایا کیونکہ تمام ستارے اور سیارے آسمانوں میں ہیں اور ان کا نور اور روشنی آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ ۱۰؎

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ ۱۱

ترجمہ۔ بے شک تمھارے رب نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کے یہ چھ دن اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ ہیں، تمام خلق کو اللہ نے انھی ایام میں پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں یوم السبت (ہفتے کے دن) اللہ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی کیونکہ یہ ساتواں دن ہے اور اس کا نام یوم سبت رکھا گیا ہے جس کے معنی ہے قطع کرنا یعنی پیدائش کا سلسلہ اس دن منقطع ہو گیا۔ ۱۲؎

امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! حضرت عبدللہ ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے متعلق سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اتوار اور پیر کے دن اللہ نے زمین کو بنایا اور منگل کے دن پہاڑ بنائے اور ان میں نفع بخش چیزیں بنائی گئیں، بدھ کے دن درخت، پانی، بنجر زمین بنائی گئی اور شہر آباد کئے گئے چنانچہ یہ چار دن ہوئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ ۱۳

ترجمہ۔ زمین پر پہاڑوں کا بوجھ ڈالا تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگائے نا جائے، تمہارے لیے نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔

دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب ہے اللہ تعالی نے سب سے پہلے اتوار اور پیر کو دونوں میں زمین کو بنایا اور اس کے باشندوں کی روزی چار دنوں میں مقدر فرمائی، پہاڑ نصب کئے، دریا جاری کئے، درخت لگائے اور سمندر رواں کئے اور یہ منافع منگل اور بدھ دو دنوں میں بنائے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ! پھر اس نے آسمان کی جانب قصد کیا اور فرمایا ہو جا حالانکہ وہ دھواں تھا تو اسے اور زمین کو فرمایا کہ ! تم دونوں حاضر ہو جاؤ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے، ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہوئے تو ان کو دو دنوں میں پورے سات آسمان بنا دئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا یہ دو دن جمعرات اور جمعہ تھے۔ ۱۴؎

خلاصہ یہ ہے اللہ تعالی نے اتوار اور پیر کو زمین بنائی اور منگل اور بدھ کو اللہ نے زمین میں پہاڑ نصب فرمائے، دریا جاری فرمائے اور درخت اگائے۔ جمعرات اور جمعہ کو آسمان بنایا اور ہفتے کا دن فراغت کا تھا چنانچہ یہودی ہفتے ے دن کی چھٹی کرتے ہیں۔

چھ یوم:

حضرت ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں !اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا! میں نے دنیا و چھ یوم میں پیدا کیا ہے،

یوم درحقیقت (Illusion) نظر کے دھوکے کو کہتے ہیں، اس کے بھی دو حصے ہیں۔

۱۔ خیال یعنی (Concept)۔ ۲۔ جسم یعنی (Chromosome)۔

مندرجہ بالا یہ دو حصے آگے چل کر مزید چھ حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔

۱۔ وہم۔ ۲۔ خیال۔ ۳۔ علم۔ ۴۔ حرکت۔ ۵۔ عمل۔ ۶۔ نتیجہ۔

تاہم کائنات کی تمام حرکات اسی محور کے ارد گرد گھومتی ہیں جس میں شامل کل کائنات اور کل اشیاء کائنات جیسے جانور، نباتات، ندیاں، نالے، پہاڑ اور زمین وغیرہ ان تمام چیزوں کی تخلیق میں ہوا شامل ہے ان ہواؤں کو ہم برقی رو یا بجلی کا بہاؤ یعنی (Electric current) سمجھ سکتے ہیں یہ بجلی کی رو یا بجلی کا بہاؤ جمادات، نباتات اور حیوانات میں موجود ہوتا ہے اور اسی بہاؤ کی وجہ سے وہ سب آپس میں ہم رشتہ ہوتے ہیں یہی برقی رو ہر شے میں کام کر رہی ہے۔ ۱۵؎

بگ بینگ تھیوری: Big Bang Theory

بگ بینگ تھیوری کے مطابق اربوں کھربوں سال قبل یہ کائنات نہایت گرم اور کثیف تھی پھر ایک عظیم دھماکہ جس کو وہ سائنسی زبان میں Big Bang Theory کہتے ہیں اس کے نتیجے میں یہ دنیا یا یہ کرہ ارض وجود میں آیا ماہرین کے مطابق یہ دھماکہ آج سے اندازاً (13.7) ارب سال قبل پیش آیا اور اس وقت سے آج تک یہ کائنات مسلسل ٹھنڈا ہونے اور وسعت کے عمل سے گزر رہی ہے قرآن کریم میں اس جانب اشارہ موجود ہے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ ۔۱۶ ؎۔ ترجمہ۔ہم نے آسمان بنانے کی طرف توجہ دی اس وقت وہ دھواں تھا۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ ۔۱۷

ترجمہ۔اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں کے آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں ۔۱۷ ؎

فَقَضٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ۔۱۸

ترجمہ۔دو دن میں سات آسمان بنادئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔

اس تھیوری کی بنیاد ۱۹۱۵ء میں البرٹ آئین اسٹائین کے پیش کردہ عمومی نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کی ریاضتی مساوتوں پر ہے جبکہ ۱۹۲۲ء میں روسی طبیعات دان الیگزینڈر فرائیڈ مین نے ان مساوتوں کا یک مجموعہ مہیا کیا جس نے بگ بینگ تھیوری پر زیادہ تر حالیہ تھیوریٹیکل کام کے لئے ایک فریم ورک فراہم کیا۔

پھر اسی نظریے کو بعد میں آنے والے دو سائنسدان مارٹن رائیل اور ایلن سینڈیج نے بھی پیش کیا ان کے مطابق! کائنات ابتداء میں ایک نہایت کثیف اور دھویں دار مقام سے پھٹ کر وجود میں آئی ہے لہٰذا سائنسدان اس مقام کو اکائی یا Singularity کا نام دیتے ہیں شروع شروع میں یہ اکائی نہایت گرم تھی جس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے۔

بقول ماہرین!' ایک سیکنڈ کے سوویں حصے میں یہ اکائی ایک ابتدائی آگ کے گولے کی مانند پھیلتی

چلی گئی اور اس کا درجہ حرارت تقریباً ایک سو ارب ڈگری کیلون (Kelvin) تھا۔۱۹۔
پھر بتدریج یہ آتشی گولا ٹھنڈا ہونا شروع ہوا یہی نہیں بلکہ اس کا پھیلاؤ بھی شروع ہوا یعنی آسمان اور زمین ایک زوردار دھماکے سے علیحدہ ہو گئے اس مثال کو اس آیت کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے!
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔۲۰۔ترجمہ۔کہہ دو کے میں پناہ مانگتا ہوں الْفَلَقِ کے رب کی۔
لغات القرآن میں فَانفَلَقَ کے معنی کسی چیز کا پھٹ جانا جبکہ الْفَلَقِ کے معنی صبح کا واضح ہو جانا ہے۔۲۱۔
عربی زبان میں الْفَلَقِ کے کئی معانی ہیں جبکہ اس کے بنیادی معنی اچانک پھاڑے جانے یا پھر ایک شدید دھماکے کے نتیجے میں الگ ہو جانے کے بھی ہیں اب یہاں ماہرین کا Big Bang Theory کا یہ نظریہ ہے کے یہ عظیم کائنات ایک زبردست دھماکے سے وجود میں آئی جبکہ یہ آیت اس نظریے کو Suport کر رہی ہے۔
مشہور سائنسدان آئین اسٹائین کا شہرہ آفاق نظریہ یعنی 'نظریہ اضافیت'
(Theory of Relativity) اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے مادہ اور توانائی ایک موقع پر ایک ہی چیز تھیں۔۲۲۔
جدید سائنسی تحقیقات اور بگ بینگ تھیوری نے نا صرف انسانی سوجھ بوجھ کو بڑھایا بلکہ کائنات کی جزئیات اور کلیات تک رسائی کو بھی ممکن بنایا چنانچہ اس نظریے کے تناظر میں ایک انتہائی شدید دھماکے نے زمین و آسمان کی بنیاد اور ان کی پیدائش میں ایک اہم کردار ادا کیا جبکہ یہی دھماکہ کہکشاؤں اور ستاروں کے مادی ڈھانچوں کے وجود کا بھی اصل سبب بنا لہٰذا حالیہ تحقیق کے مطابق! اس عظیم دھماکے نے اپنا پہلا مرحلہ ایک سیکنڈ کے ایک اربویں حصے کے اندر اندر مکمل کیا جبکہ اس وقت کہکشاں اور ستاروں کو بنانے والا مادہ بھی بے حد گرم، پگھلا ہوا اور ایک ساتھ جڑا ہوا آمیزہ تھا لہٰذا اس کے الگ ہونے کا عمل ایک سیکنڈ کے ابتدائی ہزارہویں حصے میں مکمل ہوا ۲۳۔
ماہرین ارضیات اور فلکیات کے ان قائم کردہ نظریات کی روشنی میں ہم سورہ الفلق کا مطالعہ اس طرح سے کریں گے!
میں پناہ مانگتا ہوں (بگ بینگ والی تخلیق کے) رب سے اور اس کی پیدا کی گئی اشیاء کے شر سے

چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا

'کُن' اور 'الْفَلَق' دونوں کے اسرار کائنات کے عظیم دھماکے میں ہی مضمر ہیں۔

امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے ۱۹۲۹ء نے تحقیق کے بعد یہ نظریہ پیش کیا دور کی کہکشاؤں میں ہمہ گیر طور پر سرخ ہٹاؤ واقع ہوا ہے لہٰذا ہبل کی اس دریافت نے اس نظرئے کو بہت معتبریت بخشی یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کے کہکشائیں ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں ہبل نے جانا کے زیادہ دور کی کہکشاں متناسب تیزی سے دور جارہی ہیں لہٰذا کائنات اس کے نتیجے میں مسلسل وسعت پارہی ہے لیکن آج بھی سائنسدان اپنی بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کے ان کے پاس کائنات کی ابتدا سے متعلق درست معلومات کا فقدان ہے اگرچہ بگ بینگ تھیوری سے یہ وضاحت ہوتی ہے کے کائنات کی ابتداء یا پھر فوراً بعد کیا ہوا تھا لہٰذا سائنسدان کائنات کو بگ بینگ سے (43.10) سیکنڈ بعد تک جاننے کے قابل ہو گئے ہیں کیونکہ اس لمحے سے پہلے کے وقت کے لئے کشش ثقل کی کلاسیکی تھیوری موزوں نہیں رہی لہٰذا سائنس ایک ایسی تھیوری کی تلاش میں ہے جو کشش ثقل اور کوانٹم مکینیکس کو آپس میں مدغم کردے لیکن تا حال اس میں کامیابی نہ ہوسکی دوسری جانب کئی سائنسدانوں کو یہ امید ہے کے سٹرانگ تھیوری جسے (ایم تھیوری) بھی کہتے ہیں کشش ثقل اور کوانٹم مکینکس کو اکھٹا کردے گی اور وقت میں پیچھے کی جانب سفر آسان ہوجائے گا لیکن فی الحال کائنات میں پیچھے کی جانب سفر کرنا ناممکن نظر آتا ہے نیز بگ بینگ تھیوری اس امر کی وضاحت سے بھی معذور ہے کے آخر بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ تاہم یہ بھی ممکن ہے کے خود وقت کا آغاز بھی بگ بینگ سے ہی ہوا ہو لہٰذا پہلے کی بات کرنا بے معنی ہے اگرچہ پہلے سے بھی پہلے تک کی کھوج کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا جس کے سرے تک شاید کبھی نہ پہنچ سکیں۔لیکن بگ بینگ تھیوری کے مطابق کائنات اپنے اولین مائیکروسیکنڈز میں بہت تیزی سے پھیلی۔ ۲۴؎

کشش ثقل Gravitation:

تمام اشیاء کے درمیان موجود قوت جو ایک دوسرے کو اپنی جانب کھینچتی ہے وہ کشش ثقل کہلاتی ہے

یہ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے تمام اجسام، مادے کی تمام اشکال اور ہر قسم کی توانائی پر اثر انداز ہونے والی ایک ہمہ گیر قوت ہے لہٰذا اگر آسمان پر نظر دوڑائیں تو یہ معلوم ہوتا ہے آسمان پر موجود تمام اجسام فلکی جن میں شامل سورج، چاند، ستارے، کہکشانی نظام اور بہت کچھ ہے ان سب پر بھی کشش ثقل کی ہی مکمل حکمرانی ہے یہی وہ کشش ہے جو چاند کو کرہ ارض کے گرد اور دیگر سیاروں کو سورج کے گرد مدار میں رکھتی ہے یہی نہیں بلکہ ستاروں، سیاروں اور تمام کائنات پر اسی کشش کی حکومت قائم ہے کیونکہ تمام کہکشاں ایک دوسرے کے لئے اندرونی کشش رکھتی ہیں اگرچہ یہ اصطلاح صرف کرہ ارض کی تجاذبی کشش کے حوالے سے ہی استعمال ہوتی ہے لیکن اس کا دائرہ کار اور اثرات کی رینج بہت وسیع ہے کشش ثقل فطرت کی چار بنیادی قوتوں میں سے ایک عظیم قوت ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ۔ ۲۵؎

ترجمہ۔ وہی قادر مطلق ہے جو آسمان کو روکے رکھتا ہے کہ زمین پر نہ آ گرے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔۲۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ آسمان اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کے وہ موجودہ حالت کو نہ چھوڑ دیں اور اگر وہ چھوڑ بھی دیں تو پھر اللہ کے سوا ان کو کوئی تھام نہیں سکتا۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۔ ۲۷؎

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔۲۸

ترجمہ۔ وہ قادر مطلق ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ وہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔نہ سورج کی مجال ہے کے وہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔
اور یہ سب ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۳۰؎

ترجمہ۔وہی ہے جس نے سورج اور چاند کو قابو کر رکھا ہے۔

ذات باری تعالی کائنات میں موجود کل تخلیقات کا موجد اول ہے:

اللہ کا ایک اسم صفاتی المبدی ہے جس کے معانی موجد اول ہے۔
المبدی۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہلی بار پیدا کرنے والا۔
اسم المبدی (ب۔د۔ا) سے مشتق ہے۔

کل کائنات اور اس میں موجود ہر طرح کی مخلوقات کا خالق اور مالک اللہ ہی کی ذات ہے جو کچھ اس کے علم وارادے میں تھا جب اس نے 'کن' کہا تو وہ شے تخلیق پا گئی 'البدی' کا مطلب سردار اول۔۳۱؎

اسم المبدی کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی نے ہی سب سے پہلے خلق کی ابتداء کی اور جو شے بھی تخلیق کی وہ کیا خوب تخلیق کی یعنی عقل انسانی حیران وششدر ہے یعنی ہر شے اور مخلوق کا ایک مکمل اور بے عیب Mechanism (یعنی تکنیکی پہلو) ہے جو اس کے سسٹم کو نہایت کامیابی سے چلا رہا ہے ہر مخلوق کی خاص ساخت، شناخت، شکل وصورت، عادات ومزاج، مخصوص DNA، اس کی زندگی، موت، تقدیر، سانس لینے کے دورانیے، غذائی عادات، دکھ سکھ، بیماری اور صحت الغرض تمام اشیاء کائنات اسی نظام کے تحت قائم ودائم ہیں لہٰذا جہاں جہاں یہ نظام جاری وساری ہے وہاں اللہ کی کئی صفات الٰہیہ کے ساتھ ساتھ 'المبدی' بھی پوری قوت کے ساتھ نفوذ پذیر ہوگی۔ارشادات خداوندی!

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ

الۡاٰخِرَةَؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر ۳۲؎
ترجمہ۔ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو اللہ نے کس طرح مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا، پھر اللہ آخری دفعہ بھی پیدا کرے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَوَلَمۡ یَرَوۡا كَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُه اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡر ۔۳۳

ترجمہ۔ اللہ مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔

اَوَلَا یَذۡكُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنَاهُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ یَكُ شَیۡئًا ۔۳۴

ترجمہ۔ کیا انسان کو یاد نہیں کے ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟

بَدِیۡعُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِؕ وَاِذَا قَضٰی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَه كُنۡ فَیَكُوۡنُ ۔۳۵

ترجمہ۔ آسمان وزمین کا وہی موجد ہے اور جب وہ کسی کام کی ٹھان لیتا ہے تو اس کے لئے فرماتا ہے 'کن' تو وہ ہو جاتا ہے۔

اللّٰهُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۔۳۶؎ ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

لَخَلۡقُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ اَكۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۔۳۷

ترجمہ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۔۳۸؎ ترجمہ۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

وَرَبُّكَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۔۳۹؎

ترجمہ۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم وقدرت والا ہے۔

اَلَّذِیۡ اَحۡسَنَ كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَه ۔۴۰؎

ترجمہ۔ وہ جس نے ہر چیز کو جو اس نے پیدا کی ہے اچھا بنایا ہے۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ۔[41]

ترجمہ۔جس طرح سے ہم نے ابتداء میں تمھاری آفرینش کی ہے۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔[42]

ترجمہ۔جس طرح سے اللہ نے تمھیں ابتداء میں پیدا کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔[43]

ترجمہ۔اللہ نے زمین وآسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن وہ کہتا ہے کہ 'کن' تو وہ ہوجاتا ہے۔

يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔[44]

ترجمہ۔مخلوق کی بناوٹ میں جو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔[45]

ترجمہ۔وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔[46]۔ترجمہ۔اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ۔قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔[47]

ترجمہ۔کیا انسان نے یہ نا دیکھا کے ہم نے اسے ایک بوند سے پیدا کیا، تب ہی وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا، ہمارے لیے مثال دیتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ایسا کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کردے جبکہ وہ بالکل گلی ہوئی ہوں۔تم کہو ان ہڈیوں کو وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور وہ ہر پیدائش کو جاننے والا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے خلق کی ابتداء فرمائی بغیر کسی گزشتہ تجربے کے، اس نے بے جوڑ چیزوں میں توازن وہم آہنگی پیدا کی ہر شے کو جداگانہ طبیعت ومزاج کا حامل

بنایااوران طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں، وہ ذات پاک ان کے وجود میں آنے سے پہلے انھیں جانتا تھااوران سب کی حدودنہایت پر احاطہ کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس اور اعضاء کو بھی جانتا اور پہچانتا تھا پھر اس نے شادہ فضاء، وسیع اطراف واکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں۔۴۸؎

کائنات اور کائناتی نقشے اور مخلوقات کو ازخود نئی طرح سے ایجاد کرنا:

اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے **البدیع** یعنی کائنات میں جتنی اقسام کی ایجادات واختراعات ہیں انھیں پہلی بار خود سے وہ شکل وصورت دینا۔

البدیع۔عربی زبان کا لفظ ہے،اسم صفاتی البدیع (ب۔د۔ع) سے مشتق ہے۔

البدع۔کے معنی وہ کام جو پہلے پہل ہوا ہواوراس سے قبل اس کی کوئی مثال موجود نہ ہو۔۴۹؎

البدیع۔وہ نئی رسی جسے پہلی بار نئے ریشے سے بٹا گیا ہو۔

رکی بدیعۃ۔نیا کھودا ہوا کنواں۔

نواب صدیق حسن خان کہتے ہیں جن الفاظ میں باء کے ساتھ دال آئے ان میں ابتداء اور ظہور کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔

الابدع۔کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی تقلید کے ازخود پیدا کرنا۔۵۰؎

اور جب یہ لفظ خدا کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کسی چیز کو بغیر آلہ، بغیر مادہ اور بغیر زمان ومکان کے ایجاد اور پیدا کرنا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔۵۱

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے جس کے معنی Originator کے ہیں۔

اسم البدیع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم **البدیع** کی نفوذ پذیری کل اشیاء کائنات میں ہر جگہ پر نظر آتی ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو عدم سے

وجود دیا اس کے ساتھ اس کو مخصوص شکل وصورت، عادت ومزاج اور اس کی تقدیر بھی اسے دی تاہم اس سے قبل وہ شے کوئی شکل وصورت نہ رکھتی تھی لیکن وہ اللہ کے علم وارادے میں موجود تھی پھر جب اللہ نے 'کن' فرمایا تو وہ شے اسی طرح سے وجود میں آ گئی جس طرح سے اللہ تعالی چاہتے تھے۔

اللہ تعالی کا اسم صفاتی البدیع اپنی مکمل شکل وصورت میں موجود ہے لیکن اللہ تعالی نے انسان کو بھی اس صفت کا کچھ جزوی حصہ عطا فرمایا ہے یعنی انسان بھی نت نئی اشیاء کو دریافت اور ایجاد کرتا ہے اور ایسا صرف اسی وجہ سے ہوتا ہے کے انسان کیا ندر بھی اسم صفاتی کسی نہ کسی حیثیت میں موجود ہوتے ہیں، اسی حوالے سے روحانی اسکالر جناب شمس الدین عظیمی یہ فرماتے ہیں!

تمام مخلوقات کے اسماء اعظم انسان کے اندر کام کرتے ہیں اسی کے وضاحت میں لکھتے ہیں!

ہر انسان کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں ایک دن کے اور دوسرے رات کے تاہم ان دونوں حواس کی کیفیات کو جمع کرنے پر ان کی تعداد گیارہ ہزار ہو جاتی ہیں ان گیارہ ہزار کیفیات پر ایک اسم اعظم غالب رہتا ہے بالفاظ دیگر اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کے زندگی میں جو اللہ ے اسماء کام کرر ہے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہزار ہے اور ان گیارہ ہزار اسماء کو جو اسم کنٹرول رر ہا ہے وہ اسم اعظم کہلاتا ہے، ان گیارہ ہزار اسماء میں سے دن میں ساڑھے پانچ ہزار اور رات میں بھی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اسماء کام کرتے ہیں انسان چونکہ اشرف المخلوق ہے لہٰذا اس کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لیئے نئے اسم اعظم کی حیثیت رکھتا ہے یہی وہ اسماء ہیں جن کا علم اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھایا۔ تکوین یا اللہ تعالی کی ایڈمنسٹریشن کو چلانے والے حضرات اپنے عہدوں کے مطابق ان اسماء کا علم رکھتے ہیں۔ ۵۲؎

اس کل کائنات اور اس میں بسنے والی ہر مخلوق کو اللہ کی ذات بابرکت ہی عدم سے وجود میں لائی ہے تاہم انسانی سطح پر تحقیق اور کسی بھی تخلیقی کام میں پہلی ایجاد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ پہلی ایجاد ہو گی تو اس کو دیکھ کر دوسری ایجادات وجود میں آتی ہیں۔ مثلاً حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ نے کئی علوم وفنون تفویض فرمائے جن میں سے ایک کپڑے کو کاٹنے اور سینے کا فن بھی تھا انھوں نے اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا یعنی اس اعتبار سے پہلی ایجاد کو

بے حد اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس پہلے لباس کی ایجاد کے بعد لوگوں نے دوسرے کئی لباس سیئے اور آج اتنے ہزار سال گزرنے کے بعد بھی ٹیکسٹائل ڈیزائننگ اور فیشن انڈسٹری جس مقام پر ہے وہ اسی پہلے لباس کی ایجاد کے بعد بتدریج ترقی کرتے کرتے اس مقام تک پہنچی آج دنیا بھر میں کئی ممالک، خطے اور اقوام آباد ہیں جو اپنی ثقافت، موسم، رسم ورواج اور فیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے لباس کونت نئے انداز سے ڈیزائن کرواتے اور پہنتے ہیں، اسی طرح سے جب گراہم بیل نے پہلا ٹیلی فون ایجاد یا تو اس ٹیلی فون کا سائز بھی بہت بڑا تھا اور اس کی رینج میں صرف برابر والا کمرہ تھا جہاں اس فون کی آواز سنی جاسکتی تھی لیکن اس پہلی ایجاد کے بعد کئی اقسام کے فون مارکیٹ میں آئے جن کی رینج بھی زیادہ تھی لیکن موجودہ دور میں وہی فون ترقی کے مراحل طے کرتے ہوا۔سلم اور اسمارٹ فون بن گیا تاہم اس ی رینج بھی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جا پہنچی۔

ارشادات خداوندی:

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۔۵۳

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، سووہ ہوجاتی ہے۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ۚ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔۵۴

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنے والا ہے، اس کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں، اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے، اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے ۵۰،۰۰۰ سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔۵۵

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے

قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا کے لکھ تو اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ، تو اس نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ ۵۶۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین کو بنانے سے ۲،۰۰۰ سال قبل بیت اللہ کو بنایا تھا اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا تمام حمد و ثناء اس خالق و مالک کے لئے ہے جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں۔ ۵۷۔

کائنات کیا ہے اور کتنی وسیع ہے؟

لفظ کائنات اپنے اندر نہایت وسعت، جامعیت اور گہرائی لئے ہوئے ہے جس کے مفاہیم کا ادراک انسان کے لئے ناممکن ہے تاہم اس سے مراد ہر جاندار، بے جان، مرئی، غیر مرئی اشیاء جن میں انسان، جنات، فرشتے، عرش، سدرۃ المنتھیٰ، حجاب محمود، بیت المعمور، کرہ ارض، آسمان پر موجود بے شمار ستارے اور سیارے، ان میں بسنے والی لاتعداد مخلوقات، زمین، سمندر، تحت الثریٰ اور ان میں بسنے والی بے شمار مخلوقات وغیرہ، جن کے کل مجموعے کو کائنات کا نام دیا گیا ہے۔ اس کائنات میں شامل بے شمار کہکشائیں اور ان بے شمار کہکشاؤں میں موجود لاشمار زمینیں، آسمان، ستارے، سیارے پھر ان ستاروں اور سیاروں موجود بے شمار سورج، چاند، ستارے، انسان، جنات، فرشتے اور ان کے لاشمار نظامات۔

کائنات ہر لمحہ توسیع پا رہی ہے:

کائنات میں ہر لمحہ توسیع اور وسعت پذیری کا عمل جاری و ساری ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَّإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔ ۵۸

ترجمہ۔ہم نے آسمان کوقوت اورقدرت سے پیدا کیا ہے اور ہم اس میں ہر آن توسیع کررہے ہیں۔
حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! سات آسمان دراصل سات شعور ہیں جو انسان کے اندر ہمہ وقت متحرک رہتے ہیں۔۵۹ ۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ۔

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑوں کو دیکھو گے،تو آپ انھیں جما ہوا گمان کرو گے حالانکہ وہ بادلوں کی مانند چل رہے ہیں یہ اللہ کی کاری گری ہے،جس نے ہر چیز کو خوب مضبوط بنایا ہے۔یقیناً جو تم کرتے ہو وہ اس سے بخوبی باخبر ہے۔۶۰ ۔

کتاب المبین:

حضور قلندر بابا اولیاء کائنات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں!

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے،انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں۔ وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری،نفرت،محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں۔ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس وجن ہیں۔۶۱؎

لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔۶۲؎

حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا عالمین کی دو اقسام ہیں۔ا۔عالم کبیر۔۲۔عالم صغیر۔

ا۔عالم کبیر۔۔۔۔۔۔۔آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔عالم صغیر۔۔۔۔۔۔۔انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں اللہ تعالی نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے۔

مقاتل نے کہا اسی ہزار عالمین ہیں، چالیس ہزار خشکی میں اور چالیس ہزار سمندر میں۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے جن ایک عالم ہیں، انس ایک عالم ہے، ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو عالمین ہیں۔۶۴؎

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں اللہ سبحانہ تعالی نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ۔۶۵

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کتاب المبین اور لوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔٦٦

ترجمہ۔خشک وتر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔٦٧

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں ایسی کوئی پوشیدہ بات نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔٦٨

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔٦٩

ترجمہ۔تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔۷۰

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ۔٧١

ترجمہ۔ہر زمانے کے مناسب احکام ہوتے ہیں، اللہ جو چاہے موقوف کر دیتا ہے اور باقی رکھتا

ہے،اوراسی کے پاس اصل کتاب ہے۔
وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا۔ ۲۷؎۔ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کوقلم بند کر رکھا ہے۔
خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! جو چیز لوح محفوظ پر نقش ہوگئی اس کا مظاہرہ لازم بن جاتا ہے ۔ ۴۳؎

سائنسدان کہتے ہیں ہماری کائنات میں تقریباً ایک کھرب کہکشائیں ہیں ، ہر ایک کہکشاں تقریباً ایک ملین ستاروں پر مشتمل ہے سائنسدان کہتے ہیں کائنات میں ستارے بہت بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں جنھیں گننا ناممکنات میں سے ہے۔
ماہرین کے مطابق ہماری اس دنیا کی حیثیت اس کائنات میں بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک بڑے صحرا میں ریت کا ایک باریک ذرہ کائنات کی وسعتوں کا حساب لگانے کے لئے سپر اسمارٹ کمپیوٹرز بھی ناکام ہیں کیونکہ ہماری اس زمین کی طرح بے شمار زمینیں اس کائنات میں موجود ہیں جس میں ہماری اس زمین کی طرح انسان بستے ہیں اور ان زمینوں میں بھی بسنے والے انسانوں کو زندگی گزارنے کے تمام وسائل دستیاب ہیں۔ ۴۴؎
سائنسدان اور ماہرین کائنات کی وسعتوں کو جاننے کے لئے جدید اور طاقتور دوربین کا استعمال کررہے ہیں لیکن ہرنئی ایجاد کے باوجود وہ مزید بےبس ہوتے جارہے ہیں کیونکہ کائنات ہر لمحہ ناصرف وسعت اختیار کررہی ہے بلکہ سیاروں کے درمیانی فاصلوں میں بھی توسیع ہوتی جارہی ہے اس کے ساتھ ہی نئے اجرام فلکی بھی روز مشاہدے میں آتے چلے جارہے ہیں چنانچہ سائنسدانوں کی انتہائی کوششوں کے باوجود ابھی تک کائنات کی وسعتوں اور انتہاؤں کا سراغ نہیں لگایا جاسکا ہے کیونکہ اب تک کی تیز ترین بصری دوربین سے بھی کائنات کے صرف اور صرف (۵) ارب نوری سال کی دوری کا ہی مطالعہ ممکن ہوسکا ہے جبکہ دوسری جانب بڑی سے بڑی ریڈیائی دوربین کے ذریعے کائنات کو صرف (۶۰) ارب نوری سال کی دوری پر ہی دیکھا گیا ہے جبکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کے ایک نوری سال تقریباً ۶۰ کھرب میل کے برابر ہوتا ہے کائنات کی وسعت کے مطالعے میں سائنسدانوں کو جو دوسری مشکل درپیش ہے وہ ہر جانب کہکشاؤں کا بے حد ہجوم ہے جس کی وجہ سے ان کے پاس دستیاب وسائل اور جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی آلات کی کارکردگی بھی

متاثر ہورہی ہے۔

سائنسدان اور ماہرین فلکیات کے لئے کائنات کی ابتداء اور انتہاء سے متعلق سوالات بھی نہایت مشکلات کے حامل ہیں جبکہ یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کے معلوم شدہ کائنات میں ہمارے سورج یا نظام شمسی کی حیثیت نہایت ادنیٰ ہے یعنی صحراءاعظم میں ریت کا ایک نہایت معمولی ذرہ۔

کائنات کی ابتداء کے حوالے سے ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! صرف ایک سیکنڈ جو حقیقی ہے اور اس سیکنڈ کی تقسیم سے ازل سے ابد تک کا وجود صادر ہوا ہے یعنی وہی ایک سیکنڈ حقیقی سیکنڈ (وقفہ کا چھوٹے سے چھوٹا یونٹ) تقسیم ہوکر وقت کے لامتناہی یونٹوں میں رونما ہورہا ہے اس ایک سیکنڈ کے تکوینی مراحل کا اظہار اس عمل پر مبنی ہے کے اس کی تقسیم لامتناہی یونٹوں کی شکل و صورت اختیار کرے اس شکل وصورت کا نام مظاہر کائنات یا عالم ناسوت وجبروت ولاہوت ہے۔۵۷ے

۱۔عالم لاہوت۔

۲۔عالم ناسوت۔

۳۔عالم جبروت۔

سائنسی اعتبار سے یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کے جب ہم کائنات میں موجود اجرام فلکی کا مشاہدہ کرتے ہیں یا اس سے خارج ہونے والے مختلف سگنلز کو وصول کرتے ہیں تو گویا ہم زمان میں ماضی کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے جب ہم اپنی نزدیکی کہکشاں 'انڈرومیڈا' کو دیکھتے ہیں تو جہاں ہم (۶۰) لاکھ نوری سال کے فاصلے پر چلے جاتے ہیں وہیں ہم (۲۰) لاکھ سال قبل ماضی میں بھی سفر کرتے ہیں کیونکہ 'انڈرومیڈا' سے جو شعاعیں آج ہم تک پہنچ رہی ہیں انھیں وہاں سے چلے تقریباً ۶۰ لاکھ سال کا عرصہ گزر چکا۔

باالفاظ دیگر آج 'اینڈرومیڈا' ہمیں جیسی نظر آرہی ہے وہ دراصل آج سے ۲۰ لاکھ سال پہلے ایسی تھی کائنات میں ہم آج جہاں تک دیکھتے گویا ہم ماضی میں اتنی دور تک سفر کرتے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کے ابھی تک انسان کی رسائی کائنات کی سرحدوں تک ممکن نہ ہوسکی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَّإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔ ۴۷

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا ہے اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔
تحقیق کے مطابق اس کائنات کی عمر کا اندازاً تقریباً (۱۵) ارب سال لگایا گیا ہے، جس میں ہماری کہکشاں (۱۲) ارب سال قدیم بتائی جاتی ہے تاہم اس کہکشاں میں موجود سورج اور نظام شمسی کی عمر (۵) ارب سال قدیم ہے کل کائنات میں ہماری اس کہکشاں سے ملتی جلتی تقریباً ایک کھرب تیس ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں جبکہ ہماری اس کہکشاں میں اندازاً ایک سو ارب سے زائد ستارے موجود ہیں جو تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے حجم پر پھیلے اور بکھرے ہیں کائنات کی وسعتوں کا اندازا لگانا نہایت ناممکن ہے کیونکہ ایک ارب نوری سال کا فاصلہ (۶،۰۰۰) ارب میل کے برابر تصور کیا جاتا ہے جبکہ کائنات میں کہکشائیں (۱۵) ارب نوری سال کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہیں تاہم کائنات میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔
فلکیاتی ماہرین اور سائنسدانوں نے قابل مشاہدہ کائنات میں ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً

10,000,000,000,000,000,000,000 سیاروں کی موجودگی کا پتا دیا ہے۔
تاہم زیر نظر تحریر میں نظام شمسی کے آٹھ سیاروں۔ ۱۔عطارد۔ ۲۔زہرہ۔ ۳۔زمین۔ ۴۔مریخ۔ ۵۔مشتری۔ ۶۔زحل۔ ۷۔یورینس۔ ۸۔نیپچون کا مختصر تعارف کروایا جا رہا ہے، نظام شمسی میں کچھ ایسے بھی سیارے پائے جاتے ہیں جہاں ہر وقت ہیروں کی بارش ہوتی ہے جبکہ ماہرین کا یہ ماننا ہے کے صرف زمین ہی وہ سیارہ ہے جہاں لکڑی اور درخت پائے جاتے ہیں باقی کسی بھی دوسرے سیارے پر لکڑی کا وجود ناپید ہے۔

۱۔(Dark Energy) ڈارک انرجی کیا ہے؟

فلکیات میں اگر کسی بھی چیز کے ساتھ ڈارک (Dark) کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کے سائنس اس چیز کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی اور نہ ہی اس کا کبھی مشاہدہ کیا گیا ہے، لیکن اس کے اثرات کائنات میں ہر جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

1998 میں دو مختلف ٹیموں نے دریافت کیا کہ کہکشائیں ایک دوسرے سے تیزی سے دور جا رہی ہیں، اور یہ رفتار وقت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ پہلے سائنس دانوں کا خیال تھا کہ بگ بینگ کے بعد کائنات کا پھیلاؤ سست ہو جائے گا، لیکن حیران کن طور پر یہ الٹا تیز ہو رہا تھا! اس کے بعد supernova observation اور دیگر تجربات سے معلوم ہوا کہ کوئی نامعلوم قوت خلا میں موجود ہے جو کہکشاؤں کو ایک دوسرے سے دھکیل رہی ہے، اور اسی کو **تاریک توانائی** یا **(Dark Energy)** کہا جاتا ہے۔

ڈارک انرجی کے اثرات ہمیں کائنات کے پھیلاؤ کی تیزی میں نظر آتے ہیں۔

سب سے پہلے 1929 میں مشہور سائنسدان ایڈون ہبل نے یہ دریافت کی تھی کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

ڈارک میٹر اور تاریک توانائی کیا ہیں؟

کائنات کے رازوں میں سے دو سب سے بڑے معمے ڈارک میٹر اور تاریک توانائی ہیں۔
یہ دونوں انسانی مشاہدے میں تو نہیں آتے، لیکن ان کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔

ڈارک میٹر کیا ہے؟

ڈارک میٹر ایک پراسرار قسم کا مادہ ہے جو نا روشنی کو جذب کرتا ہے، اور نا منعکس کرتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی برقی مقناطیسی شعاعوں کے ساتھ تعامل کرتا ہے۔ اس لیے انسانی آنکھ اسے براہِ راست نہیں دیکھ سکتی، لیکن اس کی موجودگی کو کششِ ثقل کے اثرات سے جانچا جا سکتا ہے۔

ڈارک میٹر کیوں ضروری ہے؟

کہکشاؤں کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں موجود نظر آنے والے ستارے اور گیسز اتنے بھاری نہیں کہ کششِ ثقل کے ذریعے کہکشاؤں کو ایک ساتھ باندھ سکیں، کچھ اور بھی ہے جو اضافی کششِ ثقل فراہم کر رہا ہے، اور یہی ''ڈارک میٹر'' ہے۔

اگر ڈارک میٹر نہ ہو تو کہکشائیں اپنی جگہ پر نہ رہیں بلکہ بکھر جائیں۔

بعض سائنس دانوں کے مطابق، ڈارک میٹر پوری کائنات کے مادے کا تقریباً 27 فی صد ہے، جب کے عام نظر آنے والا مادہ صرف 5 فی صد ہے۔

تاریک توانائی کیا ہے؟

تاریک توانائی ایک ایسی نامعلوم قوت ہے جو کائنات کے پھیلاؤ کی رفتار کو بڑھا رہی ہے۔
یہ کائنات کی سب سے بڑی اور پراسرار طاقت مانی جاتی ہے۔

ڈارک میٹر کی موجودگی کے شواہد:

کہکشاؤں کے کنارے پر موجود ستارے زیادہ تیزی سے حرکت کر رہے ہیں، جو ڈارک میٹر کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔
روشنی کا راستہ مڑ جاتا ہے جب وہ کسی بڑے ماس کے قریب سے گزرتی ہے، اور سائنس دانوں نے ایسی جگہوں پر روشنی کے جھکنے کا مشاہدہ کیا ہے جہاں عام مادہ کم نظر آتا ہے، جو ڈارک میٹر کی نشاندہی کرتا ہے۔

کائناتی مائیکروویو پس منظر:

بگ بینگ کے بعد بچی ہوئی روشنی میں جو چھوٹے جھٹکے (Fluctuations) نظر آتے ہیں، وہ ڈارک میٹر کی موجودگی کی تصدیق کرتے ہیں۔

۲۔ تاریک توانائی یا Dark Energy کے شواہد:

ٹائپ Ia سپرنووا (Supernovae) کی روشنی کا تجزیہ بتاتا ہے کہ کائنات کے پھیلاؤ میں تیزی آرہی ہے۔

کائناتی مائیکروویو پس منظر (سی ایم بی) کی فریکوئنسی:

بگ بینگ کے بعد بچی ہوئی روشنی میں کچھ خاص نمونے تاریک توانائی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

بڑی ساختیں:

کہکشاؤں کے جھرمٹوں کی ترتیب میں جو فرق نظر آتا ہے، وہ تاریک توانائی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔تاریک توانائی یا Dark Energy کے ممکنہ نظریات:

آئن اسٹائن نے ایک دفعہ خلا میں ایک مستقل توانائی کی پیش گوئی کی تھی، جو آج تاریک توانائی کی وضاحت کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔

حیران کن امر یہ ہے کے انسان جو کچھ روزمرہ زندگی میں دیکھتا ہے (ستارے، سیارے، کہکشائیں، وغیرہ)، وہ کائنات کا صرف 5٪ ہے، باقی سب کچھ ابھی تک ایک راز ہے۔ اگر ڈارک میٹر اور تاریک توانائی کا مکمل راز کھل جائے، تو یہ جدید طبعیات میں ایک انقلابی دریافت ہوگی۔

یہ نہ صرف کائنات کے پھیلاؤ اور ارتقاء کو سمجھنے میں مدد دے گا، بلکہ ہمیں نئی طبعیات کے اصولوں کی طرف بھی لے جا سکتا ہے جو آئن سٹائن اور نیوٹن کے قوانین سے بھی آگے ہوں گے، کائنات کی اصل ترکیب کو سمجھنا جدید طبعیات کا سب سے بڑا چیلینج ہے۔

انسان جس قدر کائناتی وسعتوں کو دریافت کرتا چلا جا رہا ہے اسی قدر اس کی بے بسی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

ڈارک میٹر اور تاریک توانائی، یہ دونوں کائنات کا 95٪ حصہ بناتے ہیں، جسے انسان نے ابھی تک براہ راست نہیں دیکھا۔ تاہم مستقبل کی تحقیقات نئی طبعیات کی طرف لے جا رہی ہیں۔

سائنس دانوں کا اندازہ ہے کے ڈارک میٹر کے ذرات کا وزن ایک پروٹون کے وزن سے 100 گنا زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن وہ اتنا کمزور تعامل کرتے ہیں کے انہیں ابھی تک دریافت نہیں کیا جا سکا، اگر ڈارک میٹر نہ ہوتا تو کہکشائیں شاید وجود میں نہ آتیں۔

بگ بینگ کے بعد ابتدائی کائنات میں ڈارک میٹر نے اپنی کشش ثقل کے ذریعے عام مادے کو

اکٹھا کیا، جس سے ستارے اور کہکشائیں بنیں۔
1998 میں سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ کائنات کا پھیلاؤ کم ہونے کے بجائے تیز ہو رہا ہے۔ نیوٹن کی کشش ثقل کے اصولوں کے مطابق، مادہ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، تو کائنات کا پھیلاؤ آہستہ ہونا چاہیے تھا، لیکن ایسا نہیں ہو رہا۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نادیدہ قوت کہکشاؤں کو مزید دور دھکیل رہی ہے، اور یہی ''تاریک توانائی'' ہے۔ یہ کائنات کے کل توانائی کے تقریباً 68 فی صد پر مشتمل ہے۔
کائنات کی توانائی کی تقسیم کچھ یوں ہے۔ 5٪ عام مادہ (جو انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے)، 27% ڈارک میٹر، 68٪ تاریک توانائی۔
کچھ نظریات کے مطابق اگر تاریک توانائی کا اثر وقت کے ساتھ بڑھتا گیا تو یہ ممکنہ طور پر big rip کا سبب بن سکتی ہے گویا ''قیامت'' سب سے پہلے کہکشائیں ایک دوسرے سے الگ ہوں گی۔ پھر ستارے اور سیارے منتشر ہو جائیں گے۔ آخر میں ایٹمز بھی الگ ہو جائیں گے اور کائنات مکمل طور پر ختم ہو جائے گی، یہ نظریہ بہت خوف ناک لگتا ہے، لیکن اس بھیانک امکان سے انکار ممکن نہیں۔
اہل علم کے نزدیک کائنات کے راز اسی پر کھلتے ہیں جس پر اپنی ذات کا راز کھل چکا ہو۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۶۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۷۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین اولیاء۔کراچی۔سن ندار۔
۸۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین اولیاء۔کراچی۔سن ندار۔

۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۷۔ص۔۳۴۳۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۱۲۔تفسیر ابن کثیر۔امام ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر شافعی دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۷۔ص۔ ۱۷۸۔مطبوعہ شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ۔داالسلام۔
۱۳۔سورہ نحل۔آیت۔۱۵۔
۱۴۔مطبوعہ دارالکتب۔بیروت۔
۱۵۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین اولیاء۔کراچی۔سن ندار۔
۱۶۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۱۔
۱۷۔سورہ روم۔آیت۔۲۵۔
۱۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۱۱۷۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۲۰۔سورہ الفلق۔آیت۔۱۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔ص۔۱۳۰۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۱۸۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۲۳۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۲۲۹۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۲۴۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔ص۔۷۶۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۲۵۔سورہ الحج۔آیت۔۶۵۔
۲۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۴۱۔
۲۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۲۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۲۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۳۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۳۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۰۔
۳۳۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۹۔

۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۷۔
۳۷۔سورہ المومن۔آیت۔۵۷۔
۳۸۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۹۔
۳۹۔سورہ القصص۔آیت۔۶۸۔
۴۰۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۴۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۴۔
۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۴۳۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۴۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۴۵۔سورہ یونس۔آیت۔۴
۴۶۔سورہ یونس۔آیت۔۶۴۔
۴۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۷۔۷۹۔
۴۸۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ اول۔ص۔۹۲۔رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز۔۲۰۱۶ء۔
۴۹۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔ص۔۱۳۰۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۰۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۵۲۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۵۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۱۔
۵۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۷۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ اول۔ص۔۳۷۔رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز۔۲۰۱۶ء۔
۵۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۵۹۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۶۰۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۷۔
۶۱۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔
۶۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۶۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔ا۔ص۔۱۳۸۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔۱۳۰۶ھ

۶۴۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔ا۔ص۔۱۳۸۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۶۵۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۱۔

۶۶۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۶۷۔سورہ یونس۔آیت۔۶۱۔

۶۸۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔

۶۹۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔

۷۰۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔

۷۱۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔

۷۲۔سورہ النباء۔آیت۔۲۹۔

۷۳۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۷۴۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۰۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۷۵۔کتاب تذکرہ قلندر بابا اولیا۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ۔

۷۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔

باب ۲

کہکشائیں

ستاروں کے بہت بڑے گروپ کو کہکشاں کہا جاتا ہے تاہم بڑی کہکشاؤں میں کئی ارب ستارے ہوتے ہیں جبکہ چھوٹی کہکشاؤں میں لاکھوں، کروڑوں ستارے ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ا ۔ترجمہ۔ برجوں والے آسمان کی قسم۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ۔ ۲

ترجمہ۔اللہ وہی ہے جس نے ایک شخص سے تم سب کو پیدا کیا پھر ایک تو تمہارے ٹھکانے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ، تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ان کے لیے جو سوچتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ۔ ۳

ترجمہ۔ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اوران سے دیکھنے والوں کے لئے زینت دی۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا۔ ۴

ترجمہ۔ بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۣ الْكَوَاكِبِ۔۵ ۔

ترجمہ۔ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ -٦؎

ترجمہ۔ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا۔

وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ -٧؎

ترجمہ۔وہ ستاروں سے راستہ معلوم کرلیا کرتے۔

لیکن یہ چھوٹی کہکشائیں بھی اتنی زیادہ وسیع وعریض ہوتی ہیں کے روشنی کو اس کے دوسرے سرے تک پہنچنے میں بھی کئی ہزار نوری سال درکار ہوتے ہیں۔

نظام شمسی جس کہکشاں میں واقع ہے اس کا نام جادہ شیر (Milky Way) ہے۔

یہ ایک barred spiral کہکشاں ہے۔اس کا قطر ایک لاکھ نوری سالوں پر محیط ہے اور اس میں 2 کھرب ستارے موجود ہیں۔ ہمارا سورج اس کہکشاں کے بیرونی بازوؤں میں سے ایک اورائن بازو یا مقامی spur میں موجود ہے۔سورج سے ہماری کہکشاں کا مرکز تقریباً 25,000 سے 28,000 نوری سال کی دوری پر ہے اور یہ کہکشاں کے مرکز کے گرد تقریباً 220 کلومیٹر فی سیکنڈ کے رفتار سے گردش کر رہا ہے۔اس رفتار سے اسے ایک چکر پورا کرنے میں اندازاً 22.5 سے 25 کروڑ سال لگتے ہیں۔اس چکر کو نظام شمسی کا کہکشانی سال (galactic year) بھی کہتے ہیں۔

ماہرین کے خیال میں سورج کے اس محل وقوع کا زمین پر زندگی کے ارتقا میں بہت اہم کردار ہے۔ سورج کا مدار تقریباً دائروی ہے اور یہ اسی رفتار سے کہکشاں کے مرکز کے گرد گردش کر رہا ہے جس رفتار سے کہکشاں کے بازو گردش کرتے ہیں۔ رفتار کی اس یکسانی کے باعث سورج ان بازوؤں میں سے کبھی کبھار ہی گزرتا ہے۔ چونکہ ان بازوؤں میں خطرناک سپرنووا کی کافی کثرت پائی جاتی ہے،سورج کا ان میں سے نہ گذرنا زمین کو ان خطرناک اثرات سے نسبتاً محفوظ رکھتا ہے اور زندگی کو ارتقا کا موقع فراہم کرتا ہے۔

سورج ستاروں کی گنجان آبادی والے مرکزی خطے سے بھی کافی فاصلے پر ہے۔اگر سورج مرکز کے قریب واقع ہوتا تو دوسرے ستاروں کے قریب ہونے کے باعث ان کی کشش ثقل اورت بادل کے اجسام کو مسلسل ان کے مداروں سے ہٹا کر اندرونی نظام شمسی کی جانب بھیجتی رہتی۔ان میں سے بہت سے اجسام زمین سے ٹکرا کر زندگی کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتے تھے۔کہکشاں کے مرکز

سے آنے والی برقناطیسی لہریں پیچیدہ جانداروں کے ارتقا میں خلل انداز بھی ہوسکتی تھیں۔

کہکشاؤں کی درج ذیل چار مرکزی اقسام ہیں۔

۱۔بیضوی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بیضوی شکل کی کہکشاں ہوتی ہے جس میں زیادہ تر عمر رسیدہ اور بوڑھے ستارے موجود ہوتے ہیں۔

۲۔چکردار۔۔۔۔۔۔۔اس کہکشاں میں اگرچہ عمر رسیدہ سیارے بھی موجود ہوتے ہیں لیکن نئے ستارے بھی اس کہکشاں میں تشکیل پاتے ہیں۔

۳۔چپٹی چکردار۔۔۔۔۔۔اس کہکشاں میں نیوکلیئس گول کے بجائے لمبوترا ہوتا ہے۔

۴۔غیر ہموار۔۔۔۔۔۔۔۔اس کہکشاں میں مختلف شکل وصورت کے کئی جھرمٹ پائے جاتے ہیں۔

جس طرح زمین پر انسان مختلف خاندان،قبائل،اقوام اور ممالک میں رہائش پذیر ہیں بالکل اسی طرح سے یہ کائنات بھی مختلف اکائیوں پر مشتمل ہے جس میں ستارے،سیارے،کئی شمسی نظامات اوران کے سورج اور چاند شامل ہیں۔

اس کائنات میں کئی کہکشائیں موجود ہیں جن میں اربوں کھربوں ستارے موجود ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ماہرین فلکیات اور سائنسدانوں کے خیال کے مطابق ہمارے نظام شمسی سے قریب ترین دریافت شدہ ایک بڑی کہکشاں اینڈرومیڈا تصور کی جاتی تھی لیکن حالیہ برسوں میں سائنسدانوں نے ایلسیونیس نامی ایک بہت بڑی کہکشاں دریافت کی ہے ۔ ایلسیونیس اس کائنات کی اب تک کی دریافت شدہ سب سے بڑی کہکشاں تصور کی جارہی ہے اگرچہ کافی عرصہ قبل ہی اس کہکشاں کے شواہد دریافت ہوچکے تھے لیکن سائنسدانوں نے طویل مطالعے کے بعد یہ اعلان کیا کے ایلسیونیس ایک بڑی ریڈیو کہکشاں ہے جس میں ستاروں،گیس کے بادل اور ایک عظیم الشان سپرمیسیو بلیک ہول ہے۔

یعنی اس ایک کہکشاں میں ہماری ملکی وے جیسی (100) کہکشائیں بآسانی سماسکتی ہیں،ایلسیونیس نامی کہکشاں جو کے ایک ریڈیو کہکشاں ہے اس کے مرکز سے کئی تیز رفتار اور طاقتور ریڈیائی لہروں کا مسلسل اخراج بھی بدستور جاری ہے جن کو طاقتور ریڈیو لہروں کے ذریعے سے ہی دیکھا جاسکتا

ہے تاہم یہ خصوصیات ہر کہکشانی نظام میں موجود نہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ایلسیونیس نامی کہکشاں تقریباً (ایک کروڑ تریسٹھ ہزار نوری سالوں) کے فاصلے پر ہے واقع ہے جو اب تک کیا دریافت شدہ سب سے بڑی ریڈیو کہکشاں ہے۔۸۔

تحقیق کے مطابق اس کائنات کی عمر کا اندازاً تقریباً (15) ارب سال لگایا گیا ہے، جس میں ہماری کہکشاں (۱۲) ارب سال قدیم بتائی جاتی ہے تاہم اس کہکشاں میں موجود سورج اور نظام شمسی کی عمر (5) ارب سال قدیم ہے کل کائنات میں ہماری اس کہکشاں سے ملتی جلتی تقریباً ایک کھرب تیس ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں جبکہ ہماری اس کہکشاں میں اندازاً ایک سو ارب سے زائد ستارے موجود ہیں جو تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے حجم پر پھیلے اور بکھرے ہیں کائنات کی وسعتوں کا اندازا لگانا نہایت ناممکن ہے کیونکہ ایک ارب نوری سال کا فاصلہ (6,000) ارب میل کے برابر تصور کیا جاتا ہے جبکہ کائنات میں کہکشائیں (15) ارب نوری سال کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہیں تاہم کائنات میں مسلسل اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَّإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔۹

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔

۲۰۱۶ء میں سائنسدانوں کو اسپیس سے ایک ریڈیو سگنل موصول ہوا جو لگ بھگ پانچ ارب نوری سال کی دوری سے آیا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کے جس وقت یہ سگنل دور سے ٹرانسمیٹ ہوا اس وقت ہماری دنیا موجود بھی نہ تھی۔۱۰۔

کائنات میں بے شمار سورج:

شمس عربی زبان کا لفظ ہے، الشّمس کو اردو میں سورج، آفتاب یا خورشید بھی کہا جاتا ہے، کائنات میں اللہ کی دیگر مخلوقات کی طرح سورج بھی مسلسل حرکت میں رہتا ہے کائنات میں ہمارے سورج

جیسے (5,00,000) ملین ستارے ہمارے ملکی وے میں موجود ہیں۔
کائنات میں موجود بے شمار سورجوں کا خالق و مالک اللہ تبارک تعالیٰ ہے سورج اللہ کی نشانیوں میں ایک عظیم نشانی ہے جو اللہ کے حکم سے طلوع اور غروب ہوتا ہے سورج بھی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے جو شعور رکھتا ہے قرآن کریم میں اللہ نے سورج کی قسم کھائی ہے اور سورہ الشّمس (سورج) نامی ایک سورہ کو نازل فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔۱۱؎

ترجمہ۔وَالشَّمْسِ یعنی (سورج) کی قسم اور (سورج) کی دھوپ کی قسم۔

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا۔۱۲؎۔ترجمہ۔دن کی قسم جبکہ وہ سورج کو نمایاں کر دیتا ہے۔

وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا۔۱۳؎۔ترجمہ۔رات کی قسم جبکہ وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ۔۱۴؎

ترجمہ۔بے شک اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ۔۱۵

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔۱۶

ترجمہ۔وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو منور فرمایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو، یہ سب کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے، وہ اپنی آیات سمجھداروں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا۔۱۷

ترجمہ۔ بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں ستارے بنائے اوراس میں چراغ اور چمکتا ہوا چاندبھی بنایا۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۔١٨

ترجمہ۔(اللہ) نے چاند کو چمکتا ہوااور آفتاب کو چراغ بنادیا۔

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۔١٩ ۔ترجمہ۔دن کی قسم جب وہ روشن ہو۔

وَالضُّحٰى ۔٢٠

ترجمہ۔ چاشت کے وقت کی قسم ۔(چاشت کا وقت وہ ہوتا ہے جب دن نکل آئے اوردھوپ چڑھ جائے)۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔٢١ ۔ترجمہ۔صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۔٢٢ ۔ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو قابو میں کر رکھا ہے۔

روئے زمین پرسب سے پہلے جہاں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جگہ جزائرفجی میں ہے۔ ٢٣

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۔٢٤

ترجمہ۔وہ جنت میں مسندوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، وہ جنت میں نہ گرمی کی دھوپ پائیں گےاور ناہی سردی کی ٹھنڈک۔

مذکورہ بالا آیات میں الشّمس یعنی (سورج)اس کی دھوپ، اس کی بے مثال روشنی وحرارت، روشن صبح اور ہر وہ صبح جو سانس بھی لیتی ہے کا تذکرہ کیا گیاہے۔

سائنسی اعتبار سے یہ آیات نہایت معانی خیز ہیں جن میں اہل علم ودانش کے لئے تحقیق کے حوالے سے بےشمار پیغامات چھپے ہیں۔

ان آیات کے مطالعے سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کے کل اشیاء کائنات اللہ کے حکم سے نا صرف اپناانفرادی تشخص رکھتی ہیں بلکہ وہ شعور بھی رکھتی ہیں،ان کی پیدائش ،موت ، تقدیر، زندگی کا دورانیہ،سانس کی آمدورفت،ان کی تسبیحات اورعبادات کا پروگرام،ان کے سجدے،ان کا رزق

اور تقدیر اللہ نے لکھی ہے اور وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت ہزاروں سالوں سے بلا چون و چرا کر رہے ہیں۔

مشاہدے میں ہے کے جب سے دنیا بنی ہے نا سورج کبھی غیر حاضر ہوا اور نا ہی اس نے کبھی ایک لمحے تاخیر کی وہ نہایت مستعدی سے ہر روز مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہو جاتا ہے سورج اللہ کی ایک مستعد مخلوق ہے جو ہر روز اپنا کام نہایت ذمہ داری سے انجام دیتا ہے اور وہ قیامت تک یہ ذمہ داری نہایت مستعدی سے انجام دیتا رہے گا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۔۲۵

ترجمہ۔اس نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگا یا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۲۶

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہے، جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ
وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔۲۷

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، یہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۔۲۸

ترجمہ۔(اللہ) کے حکم سے سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں۔

سورج کی روشنی سے فصلیں، اناج، پھل اور سبزیاں پکتے ہیں، جن ممالک میں دن کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے ان ممالک میں پھل اور سبزیاں زیادہ بڑے سائز کے کاشت ہوتے ہیں کیونکہ انھیں سورج کی بہت روشنی حاصل ہوتی ہے تاہم سورج کی تپش اور روشنی سے کئی بیماریوں، وباؤں اور بلاؤں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

ہمارا سورج ہماری زمین سے دس لاکھ گنا زیادہ بڑا ہے، ہمارے سورج جیسے (5,00,000) ملین ستارے ہمارے ملکی وے میں موجود ہیں سورج مختلف گیسز کا مجموعہ ہے ۔سورج کے مرکز میں واقع ہونے والے ایٹمی ری ایکشنز توانائی کو خارج کرتے ہیں، سورج ہماری زمین سے قریب ترین ستارہ ہے جس کا با آسانی مطالعہ ممکن ہے، سورج کی سطح پر کچھ تاریک دھبے بھی پائے جاتے ہیں جن کو 'شمسی دھبے' کہا جاتا ہے تاہم یہ دھبے ہر گیارہ سال کے بعد مزید نمایاں ہوجاتے ہیں ہمارے سورج کا زمین سے فاصلہ تقریباً (14,96,80,000) کلومیٹر ہے کہکشاں کے مرکز سے سورج کا فاصلہ (30,00) نوری سال ہے سورج کے مرکز میں ہائیڈروجن کے ہیلیئم میں تبدیل ہونے کی شرح (60) کروڑ ٹن فی سیکنڈ ہے چنانچہ یہ توانائی سطح تک پہنچتی ہے اور پھر خلاء میں سفر کرتی ہے ہائیڈروجن کے ہیلیئم میں تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج ہر منٹ میں اپنے کل حجم میں سے 40 لاکھ ٹن خرچ کر رہا ہے تاہم کرہ ارض کے فضائی کرے میں پہنچنے والی شمسی توانائی کی مقدار (1.37) کلوواٹ بجلی فی مربع میٹر کے برابر ہے۔

ہمارا سورج اپنی وسعت کے اعتبار سے اتنا بڑا کہ اس میں مشتری سیارے جتنے ۱۳۰۰ سیارے با آسانی سما سکتے ہیں۔

دوسری جانب UY Scoty نامی سیارے میں ہمارے سورج جتنے تقریباً 5. 1ارب سورج با آسانی سما سکتے ہیں۔

سورج کی پیلی رنگت:

سورج کا اصل رنگ سفید ہے لیکن سورج کی short wave lenght ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں پیلا نظر آتا ہے اگر چہ کائنات اور ہمارے اردگرد کئی ایسی اشیاء ہیں جن کی اصل رنگت کچھ اور ہوتی ہے لیکن وہ دیکھنے میں کسی اور رنگ کے نظر آتے ہیں۔

سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ ارشاد خداوندی ہے!

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۔۲۹

ترجمہ۔سورج اپنی مقرر شدہ منزل تک چلتا رہتا ہے، یہ بہت غالب اور بے حد علم والے کا بنایا ہوا

نظام ہے۔
اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج کی قرارگاہ عرش کے نیچے ہے۔ ۳۰
حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جانتے ہو کے سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ تو صحابہ نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج عرش تلے جا کر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس وقت تک اسی حالت میں رہتا ہے یہاں تک اس سے کہا جاتا ہے کے بلند ہو اور جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا، تو وہ لوٹ کر اپنی طلوع ہونے کے مقام سے طلوع ہوتا ہے یہ معمول اسی طرح سے جاری رہے گا اور لوگ اس میں کچھ فرق نہ پائیں گے یہاں تک کے ایک دن جب سورج عرش کے نیچے سجدہ کرے گا تو تو اس سے کہا جائے گا کے بلند ہو اور مغرب سے طلوع ہو اس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور کیا تم جانتے ہو کے وہ کون سا دن ہوگا؟ وہ دن ایسا ہوگا جس دن کسی ایسے انسان کا ایمان قبول نہ ہوگا جس اس سے پہلے مسلمان نہ ہو چکا ہو یا جس نے اس سے پہلے ایمان لا کر کوئی نیکی نہ کی ہو۔ ۳۱
اللہ تعالی کے ارشاد کا یہی مطلب ہے!

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ ۳۲

ترجمہ۔ سورج اپنی مقرر شدہ منزل تک چلتا رہتا ہے، یہ بہت غالب اور بے حد علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔

زہرہ یعنی وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہوتا ہے:

وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (122) دنوں یعنی تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (243) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ۔
یہ اللہ کی شان ہے کے سیارہ زہرہ پر سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہے لیکن اس کائنات میں کئی

ایسے سربستہ مقامات ہیں جہاں سورج اللہ کے حکم سے کسی بھی سمت سے طلوع ہوتا ہو، اللہ کے لئے یہ کیا مشکل ہے۔کل بادشاہت اسی کی ہے اور وہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے۔

ذوالقرنین (اللہ کے بندوں کا مددگار اور اللہ کے قوانین کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کی):

سورہ کہف میں ذوالقرنین کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۔۸۳

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، یہ لوگ تم سے ذُوالقرنین کے بارے میں پُوچھتے ہیں،ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تم کو سُناتا ہوں۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔۸۴

ترجمہ۔ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔۸۵ ترجمہ۔اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۔۸۶

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا،تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۔۸۷

ترجمہ۔اس نے کہا جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ

اَمۡرِنَا یُسۡرًا ۔ ۳۸

ترجمہ۔ اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اُس کے لیے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے۔

ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ۔ ۳۹ ؎ ۔ ترجمہ۔ پھر اُس نے (ایک دُوسری مہم کی) تیاری کی۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَطۡلُعُ عَلٰی قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ۔ ۴۰

ترجمہ۔ یہاں تک کے طلوعِ آفتاب کی حد تک جا پہنچا وہاں اس نے دیکھا کے سُورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جس کے لیے دُھوپ سے بچنے کا کوئی سامان ہم نے نہیں کیا ہے۔

کَذٰلِكَ وَ قَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَیۡهِ خُبۡرًا ۔ ۴۱ ؎

ترجمہ۔ یہ حال تھا اُن کا اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اُسے ہم جانتے تھے۔

ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ۔ ۴۲ ؎ ۔ ترجمہ۔ پھر اس نے (ایک اور مہم کا) سامان کیا۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیۡنَ السَّدَّیۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا یَكَادُوۡنَ یَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ۔ ۴۳

ترجمہ۔ یہاں تک کے جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اسے ان کے پاس ایک قوم ملی جو مشکل ہی سے کوئی بات سمجھتی تھی۔

قَالُوۡا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلٰۤی اَنۡ تَجۡعَلَ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَهُمۡ سَدًّا ۔ ۴۴

ترجمہ۔ اُن لوگوں نے کہا! اے ذوالقرنین، یاجوج اور ماجوج اس سرزمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام لیے دیں کے تُو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے؟

اَلَ مَا مَكَّنِّیۡ فِیۡهِ رَبِّیۡ خَیۡرٌ فَاَعِیۡنُوۡنِیۡ بِقُوَّةٍ اَجۡعَلۡ بَیۡنَكُمۡ وَبَیۡنَهُمۡ رَدۡمًا ۔ ۴۵

ترجمہ۔ اُس نے کہا جو کچھ میرے ربّ نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے، تم بس محنت سے میری

مدد کرو، میں تمہارے اوران کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں۔

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًاۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ۔۴۶

ترجمہ۔ مجھے لوہے کی چادریں لاکر دو آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو اس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا کے اب آگ دہکاؤ حتیٰ کے جب (یہ آہنی دیوار) بالکل آگ کی طرح سُرخ ہو گئی تو اس نے کہا لاؤ، اب میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیلوں گا۔

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۔۴۷

ترجمہ۔(یہ بند ایسا تھا کے) یاجوج و ماجوج اس پر چڑھ کر بھی نہ آ سکتے تھے اور اس میں نقب لگانا ان کے لیے اور بھی مشکل تھا۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۔۴۸

ترجمہ۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے ربّ کی رحمت ہے مگر جب میرے ربّ کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس کو پیوندِ خاک کر دے گا اور میرے ربّ کا وعدہ برحق ہے۔

حضرت ذولقرنین علیہ السلام:

علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے کے ذولقرنین اللہ کے برگزیدہ نبی تھے جن کو اللہ تعالی نے زمین میں اقتدار اور اختیار عطا فرمایا۔ ذولقرنین کی نبوت کے ثبوت میں علماء کرام قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں!

قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۔۴۹

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین آپ ان کو سزا دو اور یا ان میں خوبی کا معاملہ اختیار کرو۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے اللہ تعالی پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں سے بذریعہ وحی کلام فرماتے ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے ان سے فرمایا! اے ذولقرنین! آپ ان کو سزا دیں یا ان میں خوبی کا معامل کریں۔

اس آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ تعالی ذولقرنین سے مکالمہ فرمار ہے ہیں، یعنی وہ اللہ کے نبی اور پیغمبر ہیں جب ہی اللہ انھیں حکم دے رہے ہیں، کیونکہ عام انسان سے اللہ کلام نہیں کرتے۔تاہم جیسے ہی ذولقرنین کو نبی سمجھ لیں گےتو ان کے اختیارات ،فراست، طاقت اور علم وفہم کا بھی کماحقہ ادراک حاصل ہوجائے گا،اسی تناظر میں یاجوج ماجوج کوروکنے کے لئےتعمیر کی گئی دیوار کی حقیقت کو بھی سمجھنے میں مدد ملے گی، کیونکہ انبیاءکرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے ہیں ان کے اختیارات کا دائرہ بےحد وسیع ہوتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کے ذوالقرنین اللہ کے نبی تھے۔۵۰؎

علامہ حجر عسقلانی اور علامہ امام رازی نے ذوالقرنین کواللہ کا نبی ہی مانا ہے۔

ابن اسحاق،فریابی، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعدالموت میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ علی بن ابی طالبؓ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کے وہ ایسا بندہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اس نے اللہ کے لئے اخلاص پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کی قدردانی فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک قوم کی طرف بھیجا۔۵۱؎

اللہ تعالی کے کچھ برگزیدہ انبیاء اور رسول ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس دنیا کے علاوہ دیگر دنیاؤں میں بھی اللہ کے پیغامات کو پہنچایا ہے یعنی دیگر آسمانی زمینوں پر بھی دعوت دین کی ذمہ داریاں ادا کی گئیں ہیں، کیونکہ قرآن خود کہتا ہے!وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق !اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔یعنی۔وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

کچھ اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تھے، جو زمین پر آکر فساد پھیلاتے تھے، چنانچہ لوگوں نے اس بات کی شکایت ذولقرنین سے کی،اور

ان سے مدد طلب کی، چنانچہ انھوں نے اس جگہ ایک دیوار بنائی جہاں سے یاجوج ماجوج دنیا میں آ کر فساد پھیلاتے تھے اسی حوالے سا رے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔ ۵۲

ترجمہ۔ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔ ۵۳ ۔ ترجمہ۔اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۔ ۵۴

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا،تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے۔

یہاں غروب آفتاب سے مراد بلیک ہول لیا گیا ہے،یعنی ایک سرکش قوم کو ذوالقرنین نے قید کیا لیکن جب یہ یاجوج ماجوج اپنی دیوار توڑیں گے تو کسی بلندی سے نیچے کی جانب آئیں گے اور یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کے سمندر کا پورا پانی پی جائیں گے یعنی یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں۔(واللہ عالم)

اللہ تعالی نے حضرت ذولقرنین کا واقعہ بھی سورہ کہف میں بیان فرمایا ہے!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔ ۵۵

ترجمہ۔ہم نے اس کو (ذولقرنین) کو زمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب اور وسائل بخشے تھے۔

ذولقرنین اگرچہ مستقل مسافت میں رہے جہاں اجنبی لوگوں سے ان کی ملاقات ہوتی رہی اور وہ ان کی مدد کرتے رہے اور یاجوج ماجوج سے بچاؤ کے لئے وہ ان کی مستقل مدد کرتے رہے کیونکہ

اللہ کے قرب کے حصول کا سب سے زیادہ موزوں ترین اور مختصر راستہ خلق خدا کی خدمت میں پوشیدہ ہے، دوسری جانب اللہ کی زمین پر اللہ کے حکم کے نفاذ کا سب سے بڑا حق اللہ کا ہے چنانچہ اللہ کے نظام کے نفاذ کے بعد انسان ہر قسم کے باطلی اور دجالی نظام سے محفوظ و مامون ہوجاتا ہے، ذوالقرنین نے بھی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی شکرگزاری کرتے ہوئے تکبر سے اللہ کی پناہ چاہی اور اللہ کی نعمتوں پر شکرگزاری کا امتحان پاس کیا۔

سورج پرستی Sun Worship:

مورخین عراق کی قدیم وادی میسوپوٹامیا کو دنیا میں سب سے پہلا آفتاب پرستی کا مرکز قرار دیتے ہیں ابتداء میں عراق چھوٹی چھوٹی کئی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور ہر ریاست میں الگ دیوتا اور مذہب تھا لیکن آگے چل کر بابلیوں کے یہاں بڑے دیوتاؤں میں سورج دیوتا شمس اور مردوک سمجھے جانے لگے جبکہ مردوک دیوتا کی شکل بیل سے مشابہہ ہے اور اس کو زمین کا دیوتا تصور کیا جاتا ہے چنانچہ جب حمورابی نے اپنا مجموعہ قوانین مرتب کیا تو اس نے ابتدائی کلمات میں اس بات کا اقرار کیا کے یہ قانون خود میری ذاتی اختراع نہیں بلکہ سورج دیوتا شمس کا ودیعت کردہ ہے اگرچہ بابلی سورج کو عظیم دیوتا مانتے اور اس کی مختلف شبیہات بھی بناتے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ علامتیں متروک ہوتی گئیں اور شمس دیوتا کے لئے (۲۰) کا عدد لکھا جانے لگا چنانچہ ۲۰ نمبر شمس دیوتا کی نمائندگی کا مظہر تصور کئے جانے لگا۔

سورج پرستی ایک قدیم عبادت ہے، قدیم انسان اندھیرے سے خوفزدہ رہتا کیونکہ رات کی تاریکی اور سکوت، تمام دلفریب مناظر کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی اور ساری کائنات پر سناٹے کا راج قائم ہوجاتا چنانچہ قدیم انسان نے سورج کی حرارت اور روشنی کی وجہ سے اس کی عبادت شروع کی اگرچہ یہ بتانا ممکن نہیں کے انسان نے سورج کی عبادت کیوں کی لیکن قرائین یہی بتاتے ہیں کے اس کی ممکنہ وجوہات یہی تھیں۔

قدیم فارس میں سورج دیوتا 'متھرا' کی بھی عبادت کی جاتی شاید اس کی وجہ یہ تھی کے سورج کے طلوع ہوتے ہی ہر منظر صاف، روشن اور چمکدار اور ہر سو اجالا پھیل جانے کے ساتھ ہی حرکت،

حرارت، سکون، اطمینان، خوشی اور روشنی کا احساس اجاگر ہوجاتا جبکہ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی اندھیرا چھا جاتا ہے جو خوف، اضطراب، مایوسی، تنہائی اور اداسی کی علامت ہے تاہم ایرانیوں کا قومی نشان شمس ہے۔۵۶

قدیم مصر میں سورج دیوتا کی عبادت بھی لازمی حیثیت کی حامل تصور کی جاتی ہے ان کے عقیدے کے مطابق سورج ایک آسمانی گائے کا ایک سنہرا بچہ ہے جو روز زندہ ہوتا ہے اور روز مرتا ہے جبکہ کبھی کبھی سورج کو عقاب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ہیلی پولس کے پروہتوں نے اوسیرس دیوتا کو سورج دیوتا ہی قرار دیا ہے اسی نظرئے کے تحت وہ اپنے تمام فرعونوں کو بھی سورج دیوتا کی اولاد تصور کرتے ہیں اور وہ فرعون ان کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود بھی ہوتے ہیں جن کی عزت وتکریم کسی عظیم دیوتا سے کم نہیں ہوتی مصری سورج دیوتا کو آمن اور آتم بھی کہتے ہیں چنانچہ قدیم مصری سورج کو ہی خالق عالم تصور کرتے تھے جبکہ مصر کا بادشاہ اپنے آپ کو سورج دیوتا کا بیٹا کہا کرتا۔

مصریوں کے یہاں اپنے دیوی اور دیوتاؤں کی خوشنودی کے حصول کے لئے ان کے چرنوں میں قیمتی ہیرے جواہرات کے علاوہ انسانی قربانی اور اس کے خون کے چڑھاوے کو پیش کرنے کی بھی بڑی مضبوط روایت موجود تھی اور اس ضمن میں کنواری اور خوبصورت لڑکیوں کا انتخاب کیا جاتا تھا اور انھیں سورج دیوتا کے مندر میں بھینٹ چڑھایا جاتا تھا جبکہ مصر کا ایک فرعون عامن حوطب دوم نے شام سے لائے گئے قیدیوں کو قتل کر کے ان کے خون کو خود اپنے ہاتھوں سے عامون راع کے قدموں میں نذر کیا تھا۔۵۷

مصر میں راع عمون کی پوجا کی جاتی، راع عمون کو مصری سورج کا دیوتا مانتے تھے اس خدا کا سب سے بڑا مندر میمفس کے پاس ہیلی پولس میں تھا جو آگے چل کر پورے مصر کا مذہبی مرکز بنا اگرچہ مصر میں مذہب کی حیثیت ہر چیز سے بلند و بالا تھی جبکہ اس کے اثرات نے تمام شعبہ ہائے زندگی کو نہایت گہرائی سے متاثر کیا تھا اگر چہ مصریوں کے مذہبی اعتقادات میں کوئی یکسانیت اور تسلسل نہ تھا وہ بہت سے خداؤں کی پوجا کرتے یہی نہیں بلکہ ان کے ہر شہر اور خطے کا خدا بھی علیحدہ تھا اور ایک اندازے کے مطابق پورے مصر میں اس وقت دو ہزار دو سو سے زائد خداؤں کی کسی نہ کسی طور

پرعبادت کی جاتی تھی ان خداؤں میں سب سے بڑا خدارا ع عمون تھا۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الَّيۡلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ‌ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ۔۵۸

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں، سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاندکواور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

ہمارا سورج اپنی وسعت کے اعتبار سے اتنا بڑا کے اس میں مشتری سیارے جتنے ۱۳۰۰ سیارے با آسانی سما سکتے ہیں۔

کائنات میں بے شمار چاند:

کائنات میں بے شمار چاند بھی پائے جاتے ہیں خود ہمارے نظام شمسی میں چاند کی تعداد(۱۰۰) سے زائد بتائی جاتی ہے دوسری جانب اس کائنات میں بے شمار کہکشانی نظام میں نجانے سورج اور چاند کی کتنی تعداد ہوگی یہ قیاس سے باہر ہے چاند اللہ کی ایک روشن نشانی ہے جو اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش پذیر ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۔۵۹ ؎۔ترجمہ۔قسم ہے ماہ کامل کی، جب وہ پورا ہو جائے۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۔۶۰ ؎

ترجمہ۔سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش) میں ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ‌ ؕ كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ۔۶۱

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند پیدا کئے اور ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔۶۱ ؎

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ‌ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ۚ

یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ۶۲

ترجمہ۔وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو منور فرمایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو، یہ سب کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے، وہ اپنی آیتیں سمجھداروں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔ ۶۳

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کونورانی بنایا۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا۔ ۶۴ ۔ترجمہ۔(اللہ) نے چاند کونورانی بنایا۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ ۶۵

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں (ان سے) کہہ دو یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ ۶۶

ترجمہ۔وہ صبح کا نکالنے والا ہے، اور اس نے آرام کے لیے رات بنائی ہے اور سورج اور چاند کا حساب مقرر کیا ہے، یہ غالب جاننے والے کا بنایا ہوا ہے۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ ۶۷

ترجمہ۔سورج، چاند اور ستاروں کو اس طرح سے پیدا کیا کے سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى یُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ ۶۸

ترجمہ۔اس نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگایا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۶۹

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہے، جو ہر وقت چلتے رہتے

ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۔۷۰؎

ترجمہ۔قیامت قریب آگئی اور چاند دوٹکڑے ہوگیا۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔۷۱

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، یہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۷۲

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج اور چاند کو قابو میں کر رکھا ہے۔

مندرجہ بالا آیات اپنے اندر نہایت بلیغ پیغامات لئے ہوئے ہیں۔

اشیاء کائنات میں تفکر کرنے والوں کے لئے ان آیات میں نہایت اہم سائنسی اصول پنہاں موجود اور مستور ہیں۔

چاند اللہ کی ایک نشانی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی ایک مخلوق بھی ہے۔ چاند شعور رکھتا ہے، مسلسل گردش کرتا ہے، سانس لیتا ہے، اپنے رب کی حمد و ثناء، تسبیحات اور عبادات کرتا ہے یہی نہیں بلکہ سورج کی طرح چاند بھی اپنے جائے سجدہ سے واقف ہے، چاند اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے مسلسل بغیر رکے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہا ہے، اس دوران نا وہ کبھی غیر حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی کبھی تاخیر کرتا ہے، وہ الگ بات ہے کے موسم ابر آلود ہے یا شدید بارش ہو رہی ہو جس کی وجہ سے وہ نظر نہ آئے لیکن وہ آسمان پر موجود ضرور ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۷۳

ترجمہ۔(اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگایا ہوا ہے، یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔۷۴

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہے جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات ثابت ہوگئی کے چاند افلاک میں اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش میں مصروف ہے۔

قمر عربی زبان میں ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ۔۷۵

ترجمہ۔وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں (ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

ہلال پہلی، دوسری، چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔

البدر چودہویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔۷۶ اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ۔۷۷ ترجمہ۔قسم ہے ماہ کامل کی، جب وہ پورا ہوجاتا ہے۔

ایام جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔۷۸

چاندکی کی روشنی سے اناج، پھلوں اور سبزیوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے جبکہ سورج کی روشنی سے فصلیں پکتی ہیں۔

کائنات سے ہمہ وقت روشنیوں کا اخراج ہوتا ہے، یہ روشنیاں اشیاء کائنات لہروں کی شکل میں وصول کرتے ہیں، ان ہی لہروں میں پیغامات اور اطلاعات بھی موجود ہوتی ہیں اور ان ہی لہروں کے ذریعے مخلوقات اپنے خیالات کو دوسروں تک منتقل بھی کرتے ہیں۔

طبی اور نفسیاتی ماہرین کے مطابق! چڑھتے چاند کی تاریخوں بالخصوص (۱۴) تاریخ کو ذہنی اور نفسیاتی مریضوں کے مرض میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے یہی نہیں بلکہ چاند کی (۱۴) تاریخ کو لوٹ مار، قتل وغارت گری، فسادات، خودکشی، پاگل پن میں اضافے اور ڈپریشن میں اضافہ بھی دیکھا گیا ہے۔

اسی طرح سے چاند گرھن اور سورج گرھن کے بھی اثرات انسانوں، جانوروں اور پودوں پر نوٹ کئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں سے ماہرین اس نتیجے پر پہنچے کے انسان اور دیگر مخلوقات پر ریڈیائی لہریں اثر انداز ہوتی ہیں اور چونکہ ہر مخلوق بہ شمول انسان کے اندر بھی ریڈیائی حسیات پائی جاتی ہیں چنانچہ ان لہروں کے اثرات انسانوں پر بھی نظر آتے ہیں۔

مختلف تہذیبوں میں چاند کی عبادت:

مختلف تہذیبیں اور ان میں بسنے والی اقوام نے چاند کی عبادات بھی کی ہیں۔

بابل کی کھدائی کے دوران ملنے والے کتبات سے یہ معلوم ہوتا ہے کے اہل بابل تقریباً ۵،۰۰۰ دیوی اور دیوتاؤں کی عبادات کرتے قدیم بابل میں موجود ہر شہر کا الگ خدا ہوتا جبکہ 'ار' شہر کا خدا 'رب البلد ننار' (چاند دیوتا) تھا تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کے بابل کے قدیم شہر 'ار' میں پیدا ہوئے جن کی قوم زبردست مظاہر پرست تھی انھوں نے اپنی قوم کو اس مظاہر پرستی اور سورج، چاند ستاروں کی عبادت سے سختی سے روکا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْ اَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى كَوْكَبًا ۖ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۖ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۖ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۖ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا ۖ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ

شَيۡـًٔا‌ؕ وَسِعَ رَبِّىۡ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا‌ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ ۔۷۹

ترجمہ۔اور (یاد کر) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو خدا جانتا ہے، میں تجھے اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں، اور ہم نے اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھائے اور تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے، پھر جب رات نے اس پر اندھیرا کیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا، پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرے گا تو میں ضرور گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا، پھر جب آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہی میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو، سب سے یکسو ہو کر میں نے اپنے منہ کو اسی کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا، اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں، اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا، اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں جھگڑتے ہو اور اس نے تو میری رہنمائی کی ہے، اور میں ان سے نہیں ڈرتا جنہیں تم شریک کرتے ہو مگر یہ کہ میرا رب ہی کچھ (تکلیف پہنچانا) چاہے، میرے رب نے اپنے علم سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے، کیا تم سوچتے نہیں۔

بابلی سورج، چاند، ستاروں، اجرام فلکی اور دیگر قدرتی چیزوں کی عبادات کیا کرتے وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر ان پر مال وزر، سونا، چاندی، غلہ، اناج، اور شراب کے چڑھاوے چڑھاتے اور اپنی مصیبتوں میں انھیں پکارتے اور ان سے مدد طلب کرتے یہی وجہ تھی کے وہ بیماری، پریشانی، فصل کی خرابی، زمینی آسمانی آفات وبلیات اور دیگر تمام مواقعوں پر اپنے دیوتاؤں کے حضور اپنی حاجات کو نہایت عاجزی سے پیش کرتے اس کے ساتھ ہی مختلف دیوی دیوتا جن میں محبت کی دیوی 'عشتار' (جو بعد میں وینس کہلائی) اس کی بھی عبادت کی جاتی اور ہر سال اس کے اعزاز میں موسم بہار کے آغاز میں جشن منایا جاتا زمین کے دیوتا مردوک کی شکل

(بیل کے جیسی تھی) اس کا بھی سالانہ جشن منایا جاتا جس میں تمام لوگوں کی شرکت ضروری تھی

بالکل اسی طرح سے آسمان کا دیوتا آنو جو آسمان سے بارش برساتا اگر وہ غضب ناک ہوکر تیز ہوائیں اور طوفان بپا کرتا۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الَّيۡلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ۔۸۰

ترجمہ۔(اللہ) کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں،سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

نظام شمسی: Solar System

نظام شمسی میں سورج اور اس کی کشش ثقل سے جڑے ستارے،سیارے،شہابیہ،سیارچے،دم دار ستارے اور سیاروں کے چاند شامل ہیں اور انھی اجزاء سے مل کر نظام شمسی ترتیب پاتا ہے تاہم اس نظام شمسی میں سب سے وزنی جسامت سورج کی ہے یعنی نظام شمسی کی کل کمیت کا(99.9) حصہ سورج میں مرتکز ہے جبکہ باقی ماندہ کمیت کا زیادہ تر حصہ آٹھ بڑے سیاروں کے حصے میں آتا ہے دوسری جانب دیگر کمیت سیارچوں،شہابیوں،دم دار ستاروں اور سیاروں کے چاند کی ہے۔۸۱ے

نظام شمسی کے چار پہلے سیارے اپنی ساخت کی بنا پر باقی سیاروں سے مختلف ہیں۔ان کی سطح عموماً چٹانوں اور اونچا نقطہ انجماد رکھنے والی معدنیات،مثلاً سلیکیٹ وغیرہ سے بنی ہے۔ان کی ٹھوس سطح کے نیچے انتہائی گرم اور نیم مائع مینٹل پایا جاتا ہے اور اس کا بھی غالب جز سلیکیٹ معدنیات ہی ہیں۔ان کا مرکز لوہے اور نکل کا بنا ہوا ہے۔چار میں سے تین سیاروں (زہرہ،زمین اور مریخ) میں کرہ ہوائی بھی موجود ہے۔ان سب پر شہاب ثاقب ٹکرانے کی وجہ سے تصادمی گڑھے بھی پائے

جاتے ہیں ۔چونکہ ان کی ٹھوس سطح کے نیچے مائع مینٹل زیرحرکت رہتا ہے،اس لیے ان کا سطحی قرش بھی وقتاً فوقتاً حرکت کرتا ہے ۔قرش کی اس حرکت کے باعث سطح پر آتش فشاں پہاڑ اور کھائیاں جنم لیتی ہیں ۔

سیاروں کی گردش کا اصول:

امام غزالی سے ان کے ایک شاگرد نے یہ سوال کیا کے قرآن کریم کی ہر خشک وتر چیز کا ذکر موجود ہے لیکن قرآن کریم ،کائنات میں سیاروں کی گردش یک طرفہ گردش کا ذکر کرتا ہے جبکہ سیاروں کی دوہری گردش یعنی (Multiple) ہوتی ہے یعنی سیارے جس سمت میں سفر کرتے ہیں واپسی اس کی مخالف سمت میں ہوتی ہے،ایسا کیوں ہے؟ امام غزالی نے فرمایا اگرچہ قرآن پاک میں بیان کردہ اس دہری حرکت سے دنیا واقف نہیں ہے پھر امام غزالی نے تختہ سیاہ پر قرآن کریم کی یہ آیت تحریر کی۔

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۔ ٨٢ ؁ ترجمہ۔تمام سیارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

امام غزالی نے پھر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا پہلے اس آیت کے ہر ہر لفظ کو دائیں جانب سے بائیں جانب پڑھو وہ ایک طرف کی حرکت ہے پھر اس کو الٹا پڑھو اور دیکھو کے وہی لفظ اسی ترتیب سے ہیں وہ اس کی الٹی حرکت ہے۔اس دوطرفہ حرکت یعنی (Multiple Motion)) مکمل ہوجاتی ہے اس کے بعد امام غزالی نے اس اصول کی وضاحت اس طرح سے فرمائی!

ک	ک
ل	ل
ف	ف
ی	ی
ف	ف

ل

ک

ل	
ک　83\	

فلکیاتی ماہرین اور سائنسدانوں نے قابل مشاہدہ کائنات میں ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک تقریباً
10,000,000,000,000,000,000,000,000 سیاروں کی موجودگی کا پتا دیا ہے۔ ۸۴؎

تاہم زیرِ نظر تحریر میں نظام شمسی کے آٹھ سیاروں ۔ ا۔عطارد ۔ ۲۔زہرہ ۔ ۳۔زمین ۔ ۴۔مریخ ۔ ۵۔مشتری ۔ ۶۔زحل ۔ ۷۔یورینس ۔ ۸۔نیپچون کا مختصر تعارف کروایا جارہا ہے، نظام شمسی میں کچھ ایسے بھی سیارے پائے جاتے ہیں جہاں ہر وقت ہیروں کی بارش ہوتی ہے جبکہ ماہرین کا یہ ماننا ہے کے صرف زمین ہی وہ سیارہ ہے جہاں لکڑی اور درخت پائے جاتے ہیں باقی کسی بھی دوسرے سیارے پر لکڑی کا وجود ناپید ہے۔

ا۔عطارد:Mercury

عطارد(Mercury) ہمارے نظام شمسی کا سب سے اندرونی سیارہ ہے جو سورج کے گرد ایک چکر زمینی اعتبار سے 87.969 دنوں میں پورا کرتا ہے۔اس کے علاوہ سورج کے گرد لگنے والے ہر دو چکروں میں عطارد اپنے محور کے گرد تین بار گردش کرتا ہے۔ چونکہ زمین سے عطارد ہمیشہ سورج کے قریب دکھائی دیتا ہے اس لیے عطارد کا مشاہدہ عموماً سورج گرہن کے دوران ہی کیا جاتا ہے۔
شمالی نصف کرے پر عطارد کو دیکھنے کے لیے غروب آفتاب کے فوراً بعد یا طلوعِ آفتاب سے ذرا قبل کا وقت مناسب ہوتا ہے۔
عطارد کے بارے نسبتاً بہت کم معلومات موجود ہیں۔ زمین سے دوربین سے کیے جانے والے مشاہدات سے ہلال کی شکل کا عطارد دکھائی دیتا ہے تاہم زیادہ تفصیل نہیں دکھائی دیتی۔ عطارد کو جانے والے دو خلائی جہازوں میں سے پہلا جہاز میرینز دہم تھا جس نے 1974 سے 1975 کے دوران عطارد کے 45 فیصد حصے کی نقشہ کشی کی تھی۔ دوسرا جہاز میسنجر تھا جو عطارد کے مدار میں 17

مارچ 2011 کو داخل ہوا اور بقیہ حصے کی نقشہ کشی میں مصروف ہو گیا ہے۔
عطارد شکل میں ہمارے چاند سے مشابہہ ہے اور شہابیوں کے گرنے سے پیدا ہونے والے گڑھے یہاں بے شمار ہیں۔ اس کا اپنا کوئی قدرتی چاند نہیں اور نہ کوئی خاص فضاء ہے۔ تاہم چاند کے برعکس اس کے اندر بہت بڑی مقدار میں لوہا پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا مقناطیسی میدان زمین کے مقناطیسی میدان کا محض ایک فیصد ہے۔ اپنے چھوٹے حجم اور لوہے کے اندرونی ڈھانچے کے باعث عطارد بہت کثیف ہے۔ سطح کا درجہ حرارت منفی 183 سے 427 درجے تک رہتا ہے۔ سورج کی دھوپ والے حصے سب سے زیادہ گرم جبکہ قطبین کے نزدیک والے گڑھے سب سے سرد مقام ہیں۔
عطارد کے مشاہدات کے بارے پہلی دستاویزات قبل از مسیح زمانے سے ملتی ہیں۔
چوتھی صدی قبل مسیح میں یونانی ماہرینِ فلکیات کا خیال تھا کہ یہ سیارہ دراصل دو مختلف اجرامِ فلکی ہیں۔ ایک جرمِ فلکی صرف سورج نکلنے اور دوسرا سورج کے غروب ہونے پر دکھائی دیتا ہے۔
عطارد کا انگریزی نام مرکری ہے جو یونانی تہذیب سے مستعار لیا ہوا ہے۔
عطارد کا شمار نظام شمسی میں سورج کے قریب ترین سیارے کا ہے سورج سے عطارد کا اوسط فاصلہ ((58 ملین کلومیٹر ہے یہ سورج کے گرد اپنی گردش کو (۸۸) دنوں میں مکمل کرتا ہے، عطارد کا دن اور رات دونوں، زمین کے ۹۰ دنوں کے برابر ہیں یعنی عطارد کا ایک دن دنیا کے تقریباً تین ماہ کے برابر ہوتا ہے یہاں سردی اور گرمی دونوں بہت شدت کے ساتھ ہوتی ہے، نظام شمسی کے سیاروی مدار میں عطارد کا مدار بیضوی ہے، عطارد پر کوئی چاند نہیں، عطارد چٹانوں سے بنی ایک دنیا ہے جس کی سطح پر بے شمار گڑھے ہیں تاہم عطارد کے بے شمار گڑھوں کو معروف موسیقار، مصور، معمار اور قلم کاروں کے نام سے موسوم یا گیا ہے جیسے ٹالسٹائی، شیلے، شوپین ہاور، مائیکل اینجلو اور گوئٹے وغیرہ، عطارد یعنی Mercury کا نام ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو نہایت تیز رفتار قاصد کے فرائض انجام دیتا تھا تاہم اس سیارے کا نام Mercury اسی نسبت سے رکھا گیا کیونکہ یہ سیارہ نہایت برق رفتاری سے کرہ ارض کے آسمان پر حرکت کرتا ہے۔
ماہرین فلکیات کے مطابق عطارد کی فضاء نہایت پتلی اور باریک ہے جس میں زمین کی فضا کے

مقابلے میں دن میں (دس کھرب گنا کم سوڈیم اور پوٹاشیم) پائے جاتے ہیں، عطارد پر رہنے والے کسی بھی انسان کے لئے طویل ترین راتیں اور نہایت مختصر ترین سال یقیناً حیران کن ہوں گے۔

عطارد ہمارے نظام شمسی کے چار اندرونی سیاروں میں سے ایک ہے جو ارضی سیارے (terrestrial planets) کہلاتے ہیں۔اس کی ساخت پتھریلی ہے جو زمین سے مشابہ ہے۔ہمارے نظام شمسی کا یہ سب سے چھوٹا سیارہ ہے اوراس کا استوائی رداس 7.439,2 کلومیٹر (0.516,1 میل) ہے۔اس کا 70 فیصد حصہ دھاتی جبکہ 30 فیصد سلیکیٹ سے بنا ہے۔عطارد کی کثافت 5.427 گرام فی مکعب میٹر ہے جو زمین کی کثافت (5.515 گرام فی معکب میٹر) سے ذرا سی کم اور نظام شمسی میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ ہے۔اگر عطارد اور زمین دونوں سے ثقلی دباؤ (gravitational compression) کے اثر کو ختم کر دیا جائے تو عطارد کا مادہ زمین کے مادے سے زیادہ کثیف ہوگا۔عطارد کی کثافت کی مدد سے ہم اس کے اندرونی ساخت کے بارے جان سکتے ہیں۔زمین کی کثافت کی سب سے بڑی وجہ اس کی کششِ ثقل کے دباؤ سے اس کا سکڑنا ہے۔اسی وجہ سے زمین کا انتہائی کثیف مرکزہ (Core) وجود میں آیا ہے۔زمین کی نسبت عطارد کا حجم انتہائی مختصر ہے اور اس کے اندرونی اجزاء اتنے سکڑے ہوئے نہیں ہیں۔اس وجہ سے اس کے کثیف ہونے کا سبب اس کا بڑا مرکزہ اور اس میں لوہے کی کثرت ہے۔ماہرین ارضیات کے مطابق عطارد کا مرکزہ اس کے کل حجم کا 55 فیصد گھیرتا ہے۔جبکہ زمین میں یہ شرح 17 فیصد ہے۔ 2007 میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق عطارد کا مرکزہ مائع حالت میں ہے۔مرکزے کے گرد 500 سے 700 کلومیٹر چوڑی تہ ہے جسے غلاف (mantle) کہتے ہیں۔ یہ تہ سیلیکیٹس سے بنی ہے۔میرنیر دہم سے حاصل ہونے والی معلومات اور زمین سے کیے گئے مشاہدات کی بنا پر یہ مانا جاتا ہے کہ عطارد کا قشر (crust) کلومیٹر تک چوڑا ہے۔عطارد کی سطح کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس پر کئی تنگ ناہموار سطحیں ہیں جو کئی سو کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔خیال کیا جاتا ہے کہ جب عطارد کا مرکزہ اور غلاف سرد ہونے شروع ہوئے تو بیرونی سطح پہلے سے ٹھنڈی ہو کر ٹھوس ہو چکی تھی اور اس کے سکڑنے کی وجہ سے اس طرح کی سطح وجود میں آئی۔

عطارد کے مرکزے میں ہمارے نظام شمسی کے دیگر اہم سیاروں کی نسبت بہت زیادہ لوہا پایا جاتا ہے۔اس ضمن میں کئی نظریات بھی پیش کیے گئے ہیں۔سب سے عام مانا جانے والے نظریے کے مطابق عطارد میں دھات اور سیلیکٹ کی شرح ویسی ہے جیسی کونڈ رائیٹ شہابیوں کی ہوتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق ایک بہت بڑا شہابیہ عطارد سے ٹکرایا جس سے اس کے قشر اور غلاف کا بہت بڑا حصہ دھول بن کر اڑ گیا اور مرکزہ اس کی جسامت کے حساب سے بہت بڑا باقی رہ گیا ہے۔ زمین کے چاند سے متعلق بھی اسی طرح کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ایک اور نظریے کے مطابق عطارد کا جنم شمشی سحابیہ (solar nebula) سے ہوا تھا جب سورج کی توانائی کے اخراج کی شرح مستحکم نہیں ہوئی تھی۔اس وقت عطارد کی کمیت آج سے دوگنا زیادہ تھی، تاہم جب سورج سکڑنا شروع ہوا تو عطارد کا درجہ حرارت 500.2 سے 500.3 کیلون (سینٹی گریڈ میں کیلون منفی 273 ڈگری) تھا۔عین ممکن ہے کے یہ درجہ حرارت 10000 ڈگری کیلون رہا ہو۔

اس انتہائی بلند درجہ حرارت سے عطارد کی چٹانی سطح پگھل کر بخارات بن گئیں ان بخارات نے چٹانی کرہ ہوا بنایا جنہیں شمسی ہوا (solar wind) اڑا لے گی۔تیسرے نظریے کے مطابق شمسی سحابیے (solar nebula) سے پیدا ہونے والی کشش کی وجہ سے عطارد کی سطح پر موجود ہلکے ذرات عطارد سے نکل گئے۔اس طرح ہر نظریہ عطارد کے بارے نیا خیال پیش کرتا ہے۔

اگلے دو خلائی مشن میسنجر اور بیپی کولمبو انھیں نظریات کی تصدیق کریں گے۔

۲۔ زہرہ: Venus

زہرہ حجم میں تقریباً زمین کے برابر ہی ہے (0.815 کمیت ارضی)۔زمین کی طرح اس کا مرکز بھی فولادی ہے جس کے گرد ایک موٹی مینٹل کی تہ ہے جو سلیکیٹ کی بنی ہے۔زہرہ پر اچھا خاصا کرہ فضا بھی موجود ہے۔زہرہ کا موسم خشک اور فضا زمین کی نسبت نوے گنا زیادہ کثیف ہے۔اس کی سطح پر اندرونی ارضیاتی فاعلیہ (geological activity) کے بہت سے آثار جیسے کہ آتش فشاں پہاڑ اور کھائیاں پائی جاتی ہیں۔زہرہ کا کوئی بھی چاند نہیں ہے اور پورے نظام شمسی میں یہ سب سے گرم سیارہ ہے۔اس کی سطح پر درجۂ حرارت اکثر 400 درجۂ صد (centigrade) سے بھی

زیادہ ہوجاتا ہے۔اس گرمی کی وجہ غالباً اس کی کثیف فضا اور اس میں موجود دفیئہ یا حبس المکاں (Green House) گیسیں ہیں۔
نظام شمسی میں زہرہ دوسرا سیارہ ہے جو سورج سے قریب ترین سمجھا جاتا ہے وینس کو صبح اور شام کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے، یہ نہایت روشن سیارہ ہے اور سورج اور چاند کے بعد اس سیارے کی روشنی سب سے زیادہ مانی جاتی ہے جب زہرہ زمین سے قریب ہوتا ہے تو ایک روشن ہلالی شکل میں نظر آتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (۲۴۳) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ، وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (۱۲۲) دنوں یعنی تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کی زمین کا رنگ سیاہ جبکہ یہاں ہوا ۳۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے چلتی ہے، زہرہ کا کوئی چاند نہیں، وینس کا سائز تقریباً دنیا جتنا ہی ہے لیکن اس کی فضاء نہایت کثیف ہے جس میں سلفیورک ایسڈ سے لبریز گہرے بادل ہر وقت فضاء میں اڑتے رہتے ہیں۔زہرہ کا ماحول نہایت شدید اور کثیف ہے یہاں کا زیادہ درجہ حرارت اور شدید دباؤ سانس لینے میں مشکلات پیدا کرتا ہے۔
زہرہ میں ہمہ وقت تیز آندھیاں اور شدید تلاطم بپا رہتا ہے۔
ماہرین کے مطابق نظام شمسی کے تمام سیاروں میں سب سے زیادہ درجہ حرارت وینس کا ریکارڈ ہے، زہرہ کی سطح پر مردہ آتش فشاں پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں، نظام شمسی میں زہرہ اور پلوٹو کا شمار ان دو سیاروں میں کیا جاتا ہے جو اپنے محور کے گرد الٹے گردش کرتے ہیں۔

۳۔ زمین Earth:

زمین سورج سے تیسرا سیارہ ہے اور واحد فلکیاتی جسم ہے جس پر زندگی موجود ہے، یہ اس لیے ممکن ہے کے زمین ایک سمندری دنیا ہے، جو نظام شمسی میں واحد ہے جو مائع سطحی پانی کو برقرار رکھتی ہے۔زمین کے تقریباً تمام پانی اس کے عالمی سمندر میں موجود ہیں، جو زمین کی سطح کے 70.8٪ حصے کو ڈھانپتے ہیں۔باقی 29.2٪ زمین کی سطح خشکی ہے، جس کا زیادہ تر حصہ براعظمی خشک رقبہ کی شکل میں زمین کے نصف کرہ میں پایا جاتا ہے۔زمین کی زیادہ تر خشکی قدرے نم ہے اور نباتات

سے ڈھکی ہوئی ہے، جبکہ زمین کے قطبی صحراؤں میں برف کی بڑی تہیں زمین کے زیرِ زمین پانی، جھیلوں، دریاؤں اور فضائی پانی سے زیادہ پانی اپنے اندر محفوظ رکھتی ہیں۔ زمین کی سطح آہستہ آہستہ حرکت کرنے والی ٹیکٹونک پلیٹوں پر مشتمل ہے، جو پہاڑی سلسلے، آتش فشاں اور زلزلے پیدا کرنے کے لیے آپس میں تعامل کرتی ہیں۔ زمین کا ایک مائع بیرونی کور ہے جو ایک مقناطیسی میدان پیدا کرتا ہے جو زیادہ تر تباہ کن شمسی ہواؤں اور کائناتی تابکاری کو موڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

زمین کی انسانی آبادی سات ارب ساٹھ کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور انسان اس پر ہمہ وقت جنگوں میں مصروف رہتے ہیں۔

زمین کی تاریخ:

نظام شمسی میں پائے جانے والے قدیم ترین مواد کی تاریخ 4.5672±0.0006 بلین سال قدیم ہے۔[22] آغاز میں زمین پگھلی ہوئی حالت میں تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ زمین کی فضا میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا اور اس کی سطح ٹھنڈی ہو کر ایک قرش (crust) کی شکل اختیار کر گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی چاند کی تشکیل ہوئی۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ مریخ کی جسامت کا ایک جسم تھیا (Theia)، جس کی کمیت زمین کا دسواں حصہ تھی، زمین سے ٹکرایا اور اس تصادم کے نتیجے میں چاند کا وجود عمل میں آیا۔

اس جسم کا کچھ حصہ زمین کے ساتھ مدغم ہو گیا، کچھ حصہ الگ ہو کر خلا میں دور نکل گیا اور کچھ الگ ہونے والا حصہ زمین کی ثقلی گرفت میں آ گیا جس سے چاند کی تشکیل ہوئی۔

پگھلے ہوئے مادے سے گیسی اخراج اور آتش فشانی کے عمل سے زمین پر ابتدائی کرہ ہوا ظہور پزیر ہوا۔ آبی بخارات نے ٹھنڈا ہو کر مائع شکل اختیار کی اور اس طرح سمندروں کی تشکیل ہوئی۔ مزید پانی دمدار سیاروں کے ٹکرانے سے زمین پر پہنچا۔ اونچے درجہ حرارت پر ہونے والے کیمیائی عوامل سے ایک (self replicating) سالمہ (molecule) تقریباً 4 ارب سال قبل وجود میں آیا اور اس کے تقریباً 50 کروڑ سال کے بعد زمین پر موجود تمام حیات کا جدامجد پیدا ہوا۔

ضیائی تالیف کے ارتقا کے بعد زمین پر موجود حیات سورج کی توانائی کو براہ راست استعمال کرنے کے قابل ہو گئی۔ضیائی تالیف سے پیدا ہونے والی آکسیجن فضاء میں جمع ہونا شروع ہو گئی اور کرہ ہوا کے بالائی حصے میں یہی آکسیجن اوزون (ozone) میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی۔ چھوٹے خلیوں کے بڑے خلیوں میں ادغام سے پیچیدہ خلیوں کی تشکیل ہوئی جنھیں (eukaryotes) کہا جاتا ہے۔آہستہ آہستہ یک خلوی جانداروں کی بستیاں بڑی سے بڑی ہوتی گئیں،ان بستیوں میں خلیوں کا ایک دوسرے پر انحصار بڑھتا چلا گیا اور خلیے مختلف کاموں کے لیے مخصوص ہوتے چلے گئے۔اس طرح کثیر خلوی جانداروں کا ارتقا ہوا۔زمین کی بالائی فضا میں پیدا ہونے والی اوزون (ozone) نے آہستہ آہستہ زمین کے گرد ایک حفاظتی حصار قائم کر لیا اور سورج کی بالائے بنفشی شعاعوں (ultra violet rays) کو زمین تک پہنچنے سے روک کر پوری زمین کو زندگی کے لیے محفوظ بنا دیا۔اس کے بعد زندگی زمین پر پوری طرح پھیل گئی۔

زمین کی عمر:

کائنات کی عمر کے بارے میں سائنس دان متفق نہیں ہیں، تاہم زمین کی عمر کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ آج سے پانچ ارب سال پہلے گیس اور غبار کا ایک وسیع وعریض بادل کشش ثقل کے انہدام کے باعث ٹکروں میں تقسیم ہو گیا سورج جو مرکز میں واقع تھا سب سے زیادہ گیس اس نے اپنے پاس رکھی۔ باقی ماندہ گیس سے دوسرے کئی گیس کے گولے بن گئے۔گیس اور غبار کا یہ بادل ٹھنڈا تھا اور اس سے بننے والے گولے بھی ٹھنڈے تھے۔سورج ستارہ بن گیا اور دوسرے گولے سیارے۔زمین انہی میں سے ایک گولہ ہے۔سورج میں سارے نظام شمسی کا 99٪ فیصد مادہ مجتمع ہے۔ مادے کی کثرت اور گنجانی کی وجہ سے اس میں حرارت اور روشنی ہے۔ باقی ماندہ ایک فی صدی سے تمام سیارے جو نظام شمسی کا حصہ ہے بنے۔

نظام شمسی کے یہ گولے جوں جوں سکڑتے گئے ان میں حرارت پیدا ہونے لگی۔سورج میں زیادہ مادہ ہونے کی وجہ سے اس شدید سمٹاؤ کی وجہ سے ایٹمی عمل اور رد عمل شروع ہوا اور ایٹمی دھماکے شروع ہوئے،جس سے شدید ایٹمی دھماکے ہوئے،جن سے شدید حرارت پیدا ہوئی۔زمین میں

بھی انھی اصولوں کے تحت حرارت پیدا ہوئی۔حرارت سے مادہ کا جو حصہ بخارات بن کر اڑا فضا کے بالائی حصوں کی وجہ سے بارش بن کر برسا۔ ہزاروں سال یہ بارش برستی رہی۔ ابتدا میں تو بارش کی بوندیں زمین تک پہنچتی بھی نہیں تھیں۔ بلکہ یہ راستہ میں دوبارہ بخارات بن کر اڑ جاتی تھیں۔مگر لاکھوں کروڑں سال کے عمل سے زمین ٹھنڈی ہوگئی۔اس کی چٹانیں بھی صاف ہوئیں خشکی بھی بنی اور سمندر وجود میں آئے۔

زمین قطبین پر شلجم کی طرح تقریباً چپٹی گول شکل میں ہے۔زمین کے گھومنے سے اس میں مرکز گریز اثرات شامل ہوجاتے ہیں۔جس کے باعث یہ خط استوا کے قریب تھوڑی ابھری ہوئی ہے اوراس کے قطبین یا پولز قدرے چپٹے ہیں۔ان مرکز گریز اثرات ہی کی وجہ سے زمین کے اندرونی مرکز سے سطح کا فاصلہ خط استوا کے مقابلے میں قطبین پر 33 فیصد کم ہے۔یعنی مرکز سے جتنا فاصلہ خط استوا کے مقامات پر زمین کی سطح تک ہے مرکز سے قطبین کی سطح کا فاصلہ اس سے لگ بھگ ایک تہائی کم ہے۔

نظام شمسی میں زمین تیسرا بڑا سیارہ ہے،سورج سے زمین کا اوسط فاصلہ (۱۵۰) ملین کلو میٹر ہے ماہرین ارضیات نے زمین کی عمر بیان کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کے زمین اندازاً (5-4.5) بلین سال پہلے وجود میں آئی، زمین پر ایک دن اندازاً ۲۴ گھنٹوں کا ہے کیونکہ زمین ایک دن میں اپنے محور پر ایک مرتبہ گردش کرتی ہے اور اس کا یک چکر ۲۳ گھنٹوں ۵۶ سیکنڈز پر محیط ہے، زمین پر ایک چاند ہے نظام شمسی کرہ ارض ہی وہ واحد سیارہ ہے جہاں بکثرت آکسیجن پائی جاتی ہے تاہم کرہ ارض پر آکسیجن کے پیدا ہونے کا عمل تقریباً (۲۰،۰۰۰ ملین سال قبل) بیکٹر یاز نے شروع کیا، زمین پر بلند بالا پہاڑ، گلیشر ز، مقناطیسی میدان، آتش فشاں پہاڑ، سمندر، دریا، جنگلات، صحراء اور کھیت کھلیان پائے جاتے ہیں۔

ماہرین نے کرہ ارض پر اب تک کی سب سے قدیم چٹان جو دریافت کی ہے اس کی عمر اندازاً (3.900) ملین برس قبل بتائی جاتی ہے۔

زمین پر اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے (ایک لاکھ چوبیس ہزار) انبیاء کرام اور پیغمبر کرام بھیجے جنھوں نے یہاں موجود بنی نوع انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت فرمائی نیز للہ نے اپنے

برگزیدہ پیغمبروں کو کتاب اور صحائف بھی عطا فرمائے، کرہ ارض پر کئی تہذیب اور تمدن نے بھی جنم لیا اگرچہ بے شمار تہذیبیں، ان کے رسم ورواج، قاعدے قوانین، مذاہب اور زبانیں مٹ گئیں لیکن اب بھی کچھ قدیم تہذیبوں کے آثار دنیا میں باقی ہیں، زمین پر ایک چاند ہے۔

۴۔ مریخ :Mars

مریخ زمین اور زہرہ دونوں سے چھوٹا ہے (0.107 کمیت ارضی)۔ اس کی فضا کاربن ڈائی آکسائڈ پر مشتمل ہے۔ اس کی سطح پر بڑی تعداد میں آتش فشاں پہاڑ جیسے اولیمپس مونس اور کھائی نما وادیاں جیسے Valles Marineris پائی جاتی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کے ماضی قریب کے زمانے تک اس پر ارضیاتی فاعلیہ (geological activity) ہوتے رہے ہیں۔ مریخ کے دو بہت ہی چھوٹے چھوٹے چاند (Demios اور Phobos) ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دراصل سیارچے ہیں جو مریخ کے بہت قریب سے گزرتے ہوئے اس کی گرفت میں آ گئے ہیں۔

مریخ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے، یہ زمین سے دیکھنے پر سرخ نظر آتا ہے اسی نسبت سے مریخ کو سرخ رنگ کا چٹانی سیارہ بھی کہا جاتا ہے سیارے کی سرخ رنگت کی اصل وجہ آئرن آکسائیڈ کی موجودگی ہے، مریخ کا نام Mars ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو کے جنگ کے دیوتا کے نام سے جانا جاتا ہے، مریخ کی فضاء میں ٹھنڈک اور ویرانی پائی جاتی ہے لیکن مریخ میں زمین پر پائی جانے والی کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہاں کی فضاء میں کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہے۔

سورج سے اس کا اوسط فاصلہ تقریباً (۲۲۸) ملین کلومیٹر ہے، مریخ کا ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے یعنی زمین اور مریخ کا ایک دن برابر ہے لیکن اس سیارے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ اور برف بھی پائی جاتی ہے، ماہرین کی یہ رائے ہے کے یہاں کا بہترین نہری نظام کسی انتہائی ذہین مخلوق کی موجودگی کا پتا بھی دیتی ہے تاہم یہاں اہرام مصر بھی پائے جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے اہرام مصر سے دس گنا بڑے ہیں، مریخ پر (دو) چاند بھی ہیں جن کے نام فوبوس اور دیموس ہیں یہ دونوں نام یونانی زبان کے ہیں جس کے معانی خوف اور دہشت کے ہیں کیونکہ سیارے کا نام بھی

یونانی جنگ کے دیوتا سے ماخوذ ہے چنانچہ اسی مناسبت سے اس کے چاند کے نام بھی اس سے مناسبت رکھتے ہیں۔

مریخ کی سطح پر برف کے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں یہاں کا موسم طویل عرصہ تک سرد رہتا ہے دوسری جانب یہاں آبی بخارات فضاء کے نچلے حصے میں پائے جاتے ہیں یورپی خلائی ایجنسی نے مریخ کے مدار پر خلائی جہاز بھیجا تاہم ان لائی ایجنسیوں کے مریخ پر کچھ تجربات کامیاب اور کچھ ناکام ہوئے۔

مریخ کی سطح پر سیلاب اور کچھ دریائی کٹاؤ کے شواہد بھی ملے ہیں، ماہرین یہ سمجھتے ہیں کے دو سے چار ارب برس قبل مریخ پر پانی موجود تھا کیونکہ مریخ کی سطح پر ذرا گہرائی میں ایسی معدنیات بھی موجود ہیں جو صرف مائع پانی سے ہی وجود میں آسکتی ہیں تاہم چند لاکھ برس قبل پرانے سیلاب کے شواہد بھی یہاں پائے جاتے ہیں اور ان ے بارے میں ماہرین یہی سمجھتے ہیں کے یہ سیلاب غالباً زیر سطح پانی کے کسی وجہ سے پھوٹ نکلنے کے باعث آئے ہوں، مریخ کی سطح پر چٹانی اور پتھریلے صحراء بھی موجود ہیں۔۸۵؎

حال ہی میں ناسا (NASA) کے ماہرین نے مریخ کے ایک پہاڑی حصے کی تصویر شائع کی ہے اس تصویر کی خاص بات یہ ہے کے ایک پہاڑی ہے اور اس میں ایک دروازہ تراشا گیا ہے تاہم اس دروازے کی شکل وصورت اور ڈیزائین بالکل مدائین صالح سے ملتی جلتی ہے (سعودی عرب کے شمال مغرب میں مدائین صالح کا علاقہ موجود ہے جہاں صدیوں پہلے قوم عاد اور ثمور رہا کرتے تھے اس قوم پر اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام ومبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچائیں تاہم اس قوم کی بڑی صفت یہ تھی کے یہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنایا کرتے جو آج کے اس ترقی یافتہ دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی مقام حیرت واستعجاب ہے)۔

۵۔ مشتری Jupiter:

مشتری نظام شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے۔ یہ زمین سے 318 گنا بھاری ہے اور سورج سے 5.2 فلکیاتی اکائی (AU) کے فاصلے پر ہے۔ اس کی ساخت زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم پر مشتمل

ہے۔مشتری کی اندرونی حرارت کی وجہ سے اس کی فضاء میں کچھ تقریباً مستقل خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں، جیسے کہ بادلوں کے جمگھٹے اور عظیم سرخ دھبہ۔مشتری کے تریسٹھ چاند ہیں۔ان میں سے چار بڑے چاند، گینیمیڈ، کالیسٹو، آئی او اور یورپا بہت سی ایسی خصوصیات کے حامل ہیں جو اندرونی سیاروں میں پائی جاتی ہیں؛ مثلاً آتش فشانی اور اندرونی حرارت۔گینیمیڈ، جو نظام شمسی میں سب سے بڑا چاند ہے، حجم میں عطارد سے بھی بڑا ہے۔

مشتری نظام شمسی کا سب بڑا سیارہ ہے ترتیب کے اعتبار سے یہ پانچواں سیارہ ہے اگر مشتری کی کمیت دیکھی جائے تو دیگر سیاروں سے ڈھائی گنا زیادہ وسیع ہے مشتری سورج سے (778.3) ملین کلومیٹر پر اپنا اوسط چکر مکمل کرتا ہے، مشتری کا گردشی دورانیہ (11.86) سال ہے، مشتری کا قطر زمین سے تقریباً گیارہ گنا زیادہ ہے، مشتری پر ہیلیئم، ہائیڈروجن اور میتھین گیس پائی جاتی ہے، مشتری پر گیس کے لطیف حلقے پائے جاتے ہیں، مشتری ہماری زمین کے مقابلے میں تقریباً گیارہ گنا بڑا ہے تاہم رقبے کے اعتبار سے مشتری اتنا بڑا سیارہ ہے کے جہاں ہماری دنیا کی طرح کی ہزار دنیائیں سما سکتی ہیں یہاں گیس اور بادلوں کے بڑے بڑے سمندر ہیں یہاں کا ایک دن دس گھنٹوں کا ہے جبکہ یہاں (79) چاند ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں۔۸۶؎

مشتری کی سطح پر چٹانیں، ٹھنڈی مائع گیس کے کثیف حلقے اور آندھیوں کے شواہد موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق نظام شمسی کا سب سے بڑا سمندر مشتری پر ہے اور یہ سمندر مائع ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جس کی گہرائی (۲۵،۰۰۰) میل ہے، یہ میٹلک ہائیڈروجن پر مشتمل ہے،

(یہ سمندر مائع حالت میں موجود میٹلیک ہائیڈروجن) ایک بہترین الیکٹریکل اور تھرمل کنڈکٹر کا کام کرتی ہے۔

۶۔ زحل Satrun:

نظام شمسی کا چھٹا سیارہ زحل اپنے بکثرت حلقوں کے لیے مشہور ہے۔زحل سورج سے 9.5 فلکیاتی اکائی (AU) کے فاصلے پر ہے اور زمین سے 95 گنا بھاری ہے۔یہ اپنی سطح اور فضاء کی ساخت میں مشتری سے کافی مماثلت رکھتا ہے گو کہ اس کی نسبت کافی ہلکا ہے۔زحل کے چھپن چاند ہیں جن

میں سے دو، ٹائیٹن اور انکلاڈس، ارضیاتی فاعلیہ کا مظاہرہ کرتے ہیں اگر چہ یہ زیادہ تر برف سے بنے ہیں۔ ٹائیٹن حجم میں عطارد سے بھی بڑا ہے اور نظام شمسی کا واحد چاند ہے جس پر خاطر خواہ کرہ فضاء موجود ہے۔

زحل کا ایک دن سوا دس گھنٹوں کا ہے، زحل پر مادے کی اس قدر مقدار پائی جاتی ہے کے ہماری دنیا جیسی تقریباً ۹۵ دنیائیں اس مادے سے با آسانی تخلیق کی جاسکتی ہیں۔

سیارہ زحل کا امتیاز یہ ہے کے اس کے پاس 274 چاند ہیں، چنانچہ سائنسدانوں کے مطابق سیارہ زحل کو چاندوں کا بادشاہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا۔

۷۔ یورینس Uranus:

یورینس سورج سے 19.6 فلکیاتی اکائی (AU) کے فاصلے پر ہے اور زمین سے 14 گنا بھاری ہے۔ یہ چاروں بیرونی سیاروں میں سے سب سے کم کمیت کا حامل ہے۔ یورینس کی ایک منفرد بات اس کے محور کا اس کے مدار سے انتہائی ترچھا زاویہ ہے۔ اس کا محور سورج کے گرد اس کے مدار سے 98 درجے کا زاویہ بناتا ہے۔ اس منفرد زاویے کی وجہ سے یورینس پر دن اور رات کی تشکیل باقی سب سیاروں کی نسبت بالکل مختلف ہے۔ اس کے قطبین پر بھی یورینسی سال میں ایک بار سورج عین سر پر آجاتا ہے اور لمبے عرصے تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ اس کا مرکز باقی گیسی جنات سیاروں کی نسبت ٹھنڈا ہے اور اس سے بہت کم حرارت خلا میں خارج ہوتی ہے۔ یورینس کے 27 چاند ہیں جن میں سے سب سے بڑے ٹیٹانیہ، اوبیرون، امبریل، ایریل اور میرانڈہ ہیں۔

یورینس نظام شمسی کا ساتوں نہایت بڑا سیارہ ہے، یورینس کا نام یونان کی علم کی دیوی یورینا کے نام پر رکھا گیا ہے، سورج کی جو روشنی زمین تک پہنچنے میں (۸) منٹ لیتی ہے، وہی روشنی یورینس تک پہنچنے میں تقریباً (ڈھائی گھنٹے) لیتی ہے، یہاں ٹھنڈی گیسیز پائی جاتی ہیں تاہم اس سیارے کی فضاء پر ہائیڈروجن کا غلبہ ہے اس سیارے پر امونیا اور منجمد میتھین کی بھاری مقدار بھی پائی جاتی ہے۔

یورینس پر ایک سال زمین کے (۸۲) سالوں کے برابر ہوتے ہیں یعنی جب زمین پر (۸۲) برس

گزر جاتے ہیں تو یورینس پر اس وقت ایک سال مکمل ہوتا ہے، یورینس کے (۲۷) چاند ہیں تاہم یورینس کے تمام چاند کے نام شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف کرداروں سے متاثر ہوکر رکھے گئے ہیں جیسے جولیٹ، اوفیلیا، بیانکا اور کریسیڈا وغیرہ۔

۸۔نیپچون Neptune:

نیپچون سورج سے 30 فلکیاتی اکائی (AU) کے فاصلے پر ہے اور زمین سے 17 گنا بھاری ہے۔ یہ حجم میں یورینس سے چھوٹا مگر اس سے زیادہ کثیف ہے۔ یہ یورینس سے زیادہ حرارت بھی خارج کرتا ہے لیکن مشتری اور زحل کی نسبت اس کی حرارت کا اخراج کہیں کم ہے۔ نیپچون کے تیرہ چاند ہیں۔ ان میں سب سے بڑا، ٹرائٹن، ارضیاتی طور پر فعال ہے اور اس پر مائع نائٹروجن کے geysers پائے جاتے ہیں۔ ٹرائیٹن نظام شمسی میں واحد بڑا چاند ہے جو اپنے سیارے کے گرد گھڑی وار سمت میں گردش کرتا ہے اور اس وجہ سے ماہرین فلکیات کا خیال ہے کہ نیپچون کا یہ چاند نظام شمسی کی ابتدا سے نیپچون کے گرد گردش نہیں کر رہا بلکہ یہ ایک سیارچہ ہے جو نیپچون کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی گرفت ثقل میں آ گیا ہے۔ نیپچون کے مدار میں کچھ دوسرے چھوٹے سیارے بھی گردش کرتے ہیں جنہیں نیپچون Trojans کہا جاتا ہے۔

ماہرین فلکیات نیپچون کو یورینس کا جڑواں بھائی بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کی فضاء میں بے حد مماثلت پائی جاتی ہے لیکن نیپچون کی فضاء کا رنگ گہرا نیلا ہے۔ اس گہرے نیلے رنگ کی اصل وجہ میتھین گیس کی کثرت ہے جس کی وجہ سے یہ سیارہ نیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔

نیپچون کا نام بھی قدیم یونانی سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے، زمین سے اگر نیپچون کو دیکھنے کی کوشش کی جائے تو دور خلاؤں میں نہایت مدھم اور ہلکی سے شبیہ نظر آئے گی یہاں کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں کا ہے یہاں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں، یہاں چلنے والی ہوا کی رفتار ۲،۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے تاہم زمین پر اب تک سب سے زیادہ تیز چلنے والی ہوا کی رفتار ۱۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ نوٹ کی گئی ہے نیپچون کے (۱۱) چاند ہیں۔ ۸۷؎

نیپچون پر تاریک اور گہرے طوفان، آندھیوں کے جھکڑ، آتش فشان پہاڑ اور منجمد میتھین کے کرسٹلز

کے بادل بآسانی دیکھے جا سکتے ہیں نیپچون کے ۱۴ چاند ہیں۔

۹۔ پلوٹو اور کیرون Pluto:

پلوٹو جس کا سورج سے اوسط فاصلہ 39 فلکیاتی اکائیاں (AU) ہے، ایک بونا سیارہ اور کوئپر پٹی کا سب سے بڑا معلوم جسم ہے۔

جب 1930 میں یہ دریافت ہوا تو اسے نظام شمسی کا نواں سیارہ گردانا گیا اور اس کی یہ حیثیت 2006ء میں بین الاقوامی فلکیاتی اتحاد کی جانب سے سیارے کی ایک نئی تعریف پیش کیے جانے تک برقرار رہی۔ پلوٹو کا مدار کافی بیضوی اور ترچھا ہے؛ زمین کے مدار کے اس کا زاویہ 17 درجے ہے۔ اپنے اوج (aphelion) پر یہ سورج سے 49.5 فلکیاتی اکائیاں (AU) دور چلا جاتا ہے جبکہ اپنے حضیض (perihelion) پر سورج سے اس کا فاصلہ صرف 29.7 فلکیاتی اکائیاں (AU) رہ جاتا ہے۔

کیرون پلوٹو کا سب سے بڑا چاند ہے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ ماہرین فلکیات کیرون کی درجہ بندی تبدیل کر کے اسے بھی بونا سیارہ قرار دے دیں۔ کیرون دراصل پلوٹو کے گرد گردش نہیں کرتا بلکہ یہ دونوں اجسام اپنے درمیان خلا میں ایک ثقلی نقطہ توازن کے گرد گردش کرتے ہیں اور جڑواں سیارے محسوس ہوتے ہیں۔ دو بہت چھوٹے چھوٹے سے چاند، نکس اور ہائڈرا، ان دونوں کے گرد گردش کرتے ہیں۔

پلوٹو گمگی پٹی (resonant belt) میں واقع ہے اور نیپچون کے اپنے مدار میں ہر تین چکر پورے کرنے پر یہ اپنے دو چکر پورے کرتا ہے۔ کوئپر پٹی کے وہ اجسام جو نیپچون کے ساتھ اسی تناسب میں سورج کے گرد گردش کرتے ہیں، پلوٹو کی مناسبت سے پلوٹینوز (plutinos) بھی کہلاتے ہیں۔

پلوٹو و نظام شمسی کا نواں سیارہ کہا جاتا ہے یہ سیارہ نظام شمسی سے بہت دور واقع ہے، عام طور پر پلوٹو سے متعلق لوگ بہت کم جانتے ہیں سورج کے گرد پلوٹو کا مدار ۱۷ ڈگری پر جھکا ہوا ہے تاہم پلوٹو کو کئی اعتبار سے منفرد حیثیت بھی حاصل ہے۔ ماہرین کے مطابق! پلوٹو، نیپچون سے زیادہ

سورج کے قریب ہے۔

پلوٹو کا (ا) چاند ہے جس کا نام کیران (Charon) ہے چاند کا نام کیران قدیم یونان کے دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو مرنے والوں کی ارواح کو برزخ سے بخیر وعافیت گزارنے کے کام پر مامور تھا ، کیران اور پلوٹو ایک دوسرے پر زبردست اثر انداز ہوتے ہیں دونوں کی گردش کا دورانیہ بھی تقریباً ایک جتنا ہے چنانچہ پلوٹو اور کیران دونوں ایک ہی رخ پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

پلوٹو کا سورج سے اوسط فاصلہ (9.913.5) ملین کلومیٹر ہے اس کے مدار کا دورانیہ کرہ ارض کے (248.5) دن کے برابر ہے مدار میں حرکت کی رفتار (4.7) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گھومنے کا دورانیہ (6.38) گھنٹے ہے، پلوٹو کا قطر (خط استوا پر)2.300 کلومیٹر ہے۔

پلوٹو کی سطح کا درجہ حرارت ۲۳۰ سینٹی گریڈ ہے۔۸۸؎

پلوٹو پر ایک دن تقریباً 153 گھنٹے کا ہوتا ہے، پلوٹو کو اپنی محوری گردش مکمل کرنے میں 6.4 زمینی دن لگتے ہیں، جس کی وجہ سے پلوٹو کا ایک دن ہماری زمین کے دن سے تقریباً 6.5 گنا طویل ہوتا ہے۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ انعام۔آیت۔۹۸۔
۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۶۔
۴۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۵۔سورہ الصفت۔آیت۔۶۔
۶۔سورہ الملک۔آیت۔۵۔
۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۶۔
۸۔Urdu Cover۔
۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۱۰۔سائنسی معلومات۔

۱۱۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۔
۱۲۔سورہ الشّمس۔
۱۳۔سورہ الشّمس۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۸۔
۱۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۱۶۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۱۷۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۱۸۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔
۱۹۔سورہ اللیل۔آیت۔۲۔
۲۰۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۱۔
۲۱۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۲۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۲۳۔ترجمان القرآن۔
۲۴۔سورہ دھر۔آیت۔۱۳۔
۲۵۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۲۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۔
۲۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۲۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۔
۲۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔
۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت
۳۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔
۳۳۔سورہ کہف۔آیت۔۸۳۔
۳۴۔سورہ کہف۔آیت۔۸۴۔
۳۵۔سورہ کہف۔آیت۔۸۵۔
۳۶۔سورہ کہف۔آیت۔۸۶۔
۳۷۔سورہ کہف۔آیت۔۸۷۔
۳۸۔سورہ کہف۔آیت۔۸۸۔
۳۹۔سورہ کہف۔آیت۔۸۹۔

۴۰۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۰۔
۴۱۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۱۔
۴۲۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۲۔
۴۳۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۳۔
۴۴۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۴۔
۴۵۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۵۔
۴۶۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۶۔
۴۷۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۷۔
۴۸۔سورہ کہف ۔آیت ۔۹۸۔
۴۹۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۶۔۔
۵۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور ۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۴۔
۵۳۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۵۔
۵۴۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۶۔
۵۵۔سورہ کہف ۔آیت ۔۸۴۔
۵۶۔لغات القرآن ۔غلام پرویز ۔ص ۔۹۷۹۔طلوع اسلام ٹرسٹ ۔۱۹۹۸ء۔
۵۷۔عہد قدیم مشرق ومغرب ۔سید سراج الاسلام ۔انٹرنیشنل پریس کراچی ۔۱۹۵۹ء۔
۵۸۔سورہ حم السجدہ ۔آیت ۔۳۷۔
۵۹۔سورہ انشقاق ۔آیت ۔۱۸۔
۶۰۔سورہ الرحمن ۔
۶۱۔سورہ الانبیاء ۔آیت ۔۳۳۔
۶۲۔سورہ یونس ۔آیت ۔۵۔
۶۳۔سورہ الفرقان ۔آیت ۔۶۱۔
۶۴۔سورہ نوح ۔آیت ۔۱۶۔
۶۵۔سورہ البقرہ ۔آیت ۔۱۸۹۔
۶۶۔سورہ انعام ۔آیت ۔۹۶۔
۶۷۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۵۴۔
۶۸۔سورہ رعد ۔آیت ۔۲۔
۶۹۔سورہ الزمر ۔آیت ۔۵۔
۷۰۔سورہ القمر ۔آیت ۔۱۔

۷۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۷۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔
۷۳۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔
۷۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۔
۷۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔
۷۶۔ المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۷۷۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۱۳۸۷۔طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۷۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۱۳۸۷۔طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۷۹۔سورہ انعام۔آیت۔۷۴۔۸۰۔
۸۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۳۷۔
۸۱۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۶۸۹۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۸۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۸۳۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی۔اشاعت،۱۶،فروری۔۲۰۱۱ء۔
۸۴۔اردو گلوب۔
۸۵۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۲۲۴۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۸۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۱۳۰۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۸۷۔Cosmos۔کارل ساگان۔ص۔۱۰۳۔فکشن ہاؤس لاہور۔۱۹۹۶ء۔
۸۸۔ عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔جلد۔اول۔ص۔۶۲۰۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۱۳ء۔

باب ۳

آسمانی گزرگاہیں

آسمان کی بے عیب تخلیق:

آسمان کی بے عیب تخلیق کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَفَلَمۡ يَنۡظُرُوۡۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَيۡفَ بَنَيۡنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ۔۱

ترجمہ۔کیاان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کونہیں دیکھا؟ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَ اَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ۔۲

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا۔۳

ترجمہ۔کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟ یقیناً آسمانوں کی تخلیق بہت بڑا اور مشکل کام ہے، جس میں کوئی کلام نہیں

ہے، لہٰذا اللہ نے انسان کو جو مختصر قوت دی ہے، اس پر اسے تکبر سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آسمان اور کائنات کی دوسری قوتیں انسان سے کہیں زیادہ قوی تر ہیں۔

ہر عمارت قوت اور باہم سہارے کے قائم رہتی ہے چنانچہ آسمان کا وسیع تر نظام بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے، ودسری جانب آسمان پر موجود ستارے اور سیارے ایک منظم نظام میں بندھے ہیں، کوئی معمولی کائناتی گرد یا ستارے اور سیارے کی چال میں بال برابر فرق بھی دیکھنے میں نہیں آتا ہر شے اپنے اپنے مدار میں اللہ کے حکم سے اپنی گردش کے عمل میں محو سفر ہے۔

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۔ ۴؎

ترجمہ۔اللہ نے آسمان کو تخلیق کیا، جس کی چھت خوب بلند فرمائی۔

وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا ۔ ۵؎

ترجمہ۔پھر (آسمان) کا توازن قائم کیا، اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا۔

آسمان دنیا کی مخلوقات:

فرشتے، ملائکہ سماوی اور حاملان عرش آسمانی دنیا کی مخلوقات ہیں جن کی حرکات وسکنات ہر سمت ہے، تاہم انسان اپنی ظاہری آنکھ سے فرشتوں کو مشاہدہ نہیں کرسکتا۔

جنات کا تعلق بھی آسمانی دنیا سے ہے، ان کا تولیدی نظام ہے، اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اور ان پر موت بھی وارد ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی کے اللہ تعالی نے زمین کو چار دنوں جبکہ آسمان کو دو دنوں میں تخلیق کیا یعنی مندرجہ بالا زمینی اور آسمانی مخلوقات کی درجہ بندی اور ان کی تخلیقی عمل سے یہ کلیہ تو باآسانی سمجھ میں آ گیا، کے کائنات کو اللہ نے چھ دنوں میں تخلیق فرمایا، قابل ذکر نکتہ یہ ہے کے یہ تمام مخلوقات مکان یعنی Space ہیں جبکہ ان کے درمیان واقع خلاء کو Time یعنی زمان کہتے ہیں۔

کائنات کی چھ حالتیں مل کر ہی زمان و مکان کو وجود میں لاتی ہیں، تاہم تصوف کی اصطلاح میں اس کو چھ یوم کہا گیا، دوسری جانب تمام کہکشانی نظام میں بھی یہی اصول اور قانون کارفرما ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَىٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔٦

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، جبکہ اس سے پہلے اُس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اب اگر اے محمدؐ، تم کہتے ہو کے لوگو، مرنے کے بعد تم دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے تو منکرین فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگری ہے۔

اِلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْــٴَـلْ بِهٖ خَبِیْرًا ۔٧

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں تخلیق کیا، پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمٰن کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔

قرآن کریم کی مندرجہ بالا سورہ پر تفکر سے یہ عقدہ بھی کھلتا ہے کے زمین اور آسمان کے درمیان کھربوں مخلوقات آباد ہیں جو چھ ایام کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالی عرش پر متمکن ہوا سے مراد یہ علم اللہ نے انسان کو عطا فرمایا کیونکہ عرش پر تین مخلوقات تھیں۔

ا۔ملائکہ۔۲۔جنات۔۳۔انسان۔

اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو فرشتوں اور جنات کو حکم دیا کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، چنانچہ فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق آدم کو سجدہ کر دیا لیکن ابلیس جس کا تعلق جنات کی نسل سے تھا اس نے انکار کر دیا، اگرچہ یہ واقع عرش پر پیش آیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اور نائب کے منصب پر فائز ہیں، اللہ نے انھیں علم الاسماء عطا فرمایا تاہم علم الاسماء کی بناء پر وراثت میں اللہ تعالی کے نائبین کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالی قرآن کریم کی اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے!

رحمٰن کے متعلق سوال اس کی خبر رکھنے والے سے پوچھ۔ یعنی۔ اللہ کے نائب اور خلیفہ سے اللہ سے متعلق پوچھو۔

سات آسمانوں کے نام:

۱۔ پہلے آسمان کا نام **رقیعہ** ہے، اس آسمان کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

پہلا آسمان پانی سے بنا ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام رہائش پذیر ہیں، یہاں بے شمار فرشتے بھی مقیم ہیں۔

سفر معراج پر پہلے آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حبیب نامی فرشتے سے ہوئی۔

۲۔ دوسرے آسمان کا نام **فیدوم یا ماعون** ہے، یہ آسمان لوہے کا ہے جس میں سے روشنی کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام مقیم ہیں، معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ان دونوں سے دوسرے آسمان پر ہوئی۔

۳۔ تیسرے آسمان کا نام **ملکوت یا ہاریون** ہے، یہ آسمان تانبے کا ہے۔

تیسرا آسمان چمکیلے معدن سے بنایا گیا ہے، جس میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام مقیم ہیں۔

۴۔ چوتھا آسمان کا نام **زاہرہ** ہے، یہ سفید چاندی سے بنا آسمان ہے، جس کو دیکھنے سے آنکھوں خیرہ ہوجاتی ہیں۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام مقیم ہیں۔

۵۔ پانچویں آسمان کا نام **مزینہ یا مسہرہ** ہے، یہ آسمان سرخی مائل سونے کا ہے۔

اس آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام قیام پذیر ہیں۔

۶۔ چھٹے آسمان کا نام **خالصہ** ہے، یہ آسمان چمکدار موتیوں سے بنا ہوا ہے۔
چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام مقیم ہیں۔
۷۔ ساتویں آسمان کا نام **لابیہ یا دامعہ** ہے، یہ آسمان سرخ یاقوت سے بنا ہے اور اسی آسمان پر بیت المعمور بھی ہے۔۸؎
ساتواں اور آخری آسمان نور الٰہی سے تخلیق ہوا۔ یہیں سدرۃ المنتہی واقع ہے جس کے آگے کوئی ذی حس نہیں جا سکتا۔
اس آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام مقیم ہیں۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔۹

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے، تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کے اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔۱۰

ترجمہ۔ (اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کر دیا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ۔۱۱

ترجمہ۔ تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۱۲

ترجمہ۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔
یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں

یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا کل اشیاء کائنات اوران میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد وثناء اور اس کی شکر گزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔۱۳

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے،سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں!

قلندر شعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کرسکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی ،نسمہ یا اوراء سے واقف ہوجاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ والٹیج کا ذخیرہ بھی کرسکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کرسکتا ہے۔الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہوجاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے،اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں ،جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے،جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہورہی ہے کائنات میں

موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہوجاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں، جو کچھ اس زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔ ۱۴؎

آسمان کے اوصاف:

آسمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے آسمان کے شگاف اور اس کے نشیب وفراز کو مرتب کیا اور اس کی درازوں کو کشادگی سے ملاتے ہوئے انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا ہے اور اللہ کے احکامات کو لانے لے جانے والوں یعنی (اترنے اور چڑھنے والوں) کے لئے آسمان کی بلندی اور دشوار گزاریوں کو آسان کردیا ابھی جب آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا تو جب اللہ نے انھیں پکارا تو ان کے تسمے آپس میں متصل ہونے لگے پھر اللہ نے ان کے بند دروازوں کو آپس میں یک بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے شگافوں کے درمیان نگہبان مقرر کردئے۔ اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا کیا جن سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور اس کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو چھلکا دیا تاہم ان وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چاردیواروں اور عظمت کے گہرے حجاب اور بزرگی اور جلال کے پردوں میں ان کی حمد وثناء کی گونج دوسری جانب تجلیات نور کی فراوانیاں جو نگاہوں کو خیرہ کردیں بالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال جو ان نظاروں کا تحمل کرسکیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا اگرچہ وہ بال و پر رکھتے ہیں لیکن ان کی صورتیں الگ ہیں، یہ فرشتے اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے انھیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا ہے، وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں ،معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں جمے ہیں، ان پر ہیبت وجلال خداوندی چھائی ہوئی

ہے،ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ سے آگے نکل گئے ہیں یہ سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز اور بے فکر ہیں انھیں اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے وہ اللہ کی نعمتوں کے متمنی اور ہر غیر سے بے نیاز ہیں کیونکہ وہ معرفت کی شیرنی کو چکھ چکے ہیں اور وہ عبادات کے والہانہ شوق میں مبتلا ہیں۔۱۵؎

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کا قول ہے! اے لوگو! میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔۱۶؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! جس کو ہم آسمان جانتے ہیں یہ آسمان نہیں بلکہ خلاء ہے۔۱۷؎

آسمانوں اور کہکشاؤں میں آنے جانے کے راستوں سے متعلق قرآنی آیات:

کائنات اور آسمان میں آنے جانے کے راستے اور گزرگاہیں بھی ہیں ،ان ہی راستوں اور گزرگاہوں سے متعلق ارشادات خداوندی!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔۱۸؎۔ترجمہ۔آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں 'حبك' سے مراد راستے اور گزرگاہیں ہیں یعنی زیر نظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہردار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

معارج یعنی اونچی سیڑھیوں کے حوالے سے بھی ارشادات خداوندی ہیں!

مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ۔۱۹؎۔ترجمہ۔جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔۲۰

ترجمہ۔جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے چڑھتے ہیں (اور) اس روز (نازل ہوگا) جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں، مراد معارج سے مراد آسمان کی سیڑھیاں ہیں۔۲۱؎

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ۔۲۲

ترجمہ۔ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دئے۔
فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ۔ ۲۳؎۔ترجمہ۔قسم ہے ستاروں کی منزلوں کی۔
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ ۔ ۲۴؎۔ترجمہ۔اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے، آسمان میں معارج (سیڑھیاں) ہیں کیونکہ فرشتے ان پر چڑھتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے آسمانی راستوں کے حوالے سے فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۲۵؎

آسمانی راستوں اور گزرگاہوں کے حوالے سے امام غزالی لکھتے ہیں آسمانوں میں موجود ستاروں اور سیاروں میں جانے کے لئے راستے بنے ہوئے ہیں جہاں ایک ستارے کے افراد دوسرے ستارے کے افراد سے ملتے جلتے اور آتے جاتے ہیں۔۲۶؎

اقبال کہتے ہیں ابن عربی کو دیکھے، ان کی شخصیت کیسی عظیم ہے وہ ستاروں میں اپنی سیاحتوں کا حال بیان کرتے نہیں تھکتے ایک کے بعد دوسرے ستارے کا رخ کرتے ہیں، سیاروں میں جاتے ہیں اور وہاں انھیں جو مشاہدات ہوتے ہیں ان کے بیان میں کیا کچھ نہیں کہتے

ابن عربی عجیب وغریب انسان تھے لیکن اس بھی عجیب تر انسان کا یہ جذبہ ہے کے روح انسانی زمین سے دستگاری حاصل کرتے ہوئے عالم بالا کی سیر کرتی پھرے اور زمین سے آزاد ہو جائے انسان کو زمین سے آزاد ہونا چاہئے۔

اقبال کہتے ہیں انسان کی ساری زندگی دعا ہے اور اس نکتے کو دو اشخاص خوب سمجھے، ابن خلدون اور ابن عربی۔۲۷؎

پانچ اوقات میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

۱۔ظہر سے قبل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ظہر سے قبل یعنی (سورج ڈھلنے تک آسمان کے دروازے کھول دئے

جاتے ہیں، جو ظہر کی نماز کے بعد بند کر دئے جاتے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں (جس وقت آسمان کے دروازے کھلیں) میری طرف سے کوئی بھلائی ہی آسمان کی جانب جائے)۔۲۸؎

۲۔ ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس وقت مانگی گئی دعا بھی قبول کی جاتی ہے۔۲۹؎

۳۔ دو نمازوں کے درمیان: (جب نمازی اپنی دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خوش ہو جاؤ، تمھارے رب نے تمھارے لئے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے، اور فرشتوں کے سامنے وہ تم پر ناز (فخر) کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کے میرے بندوں کی طرف دیکھو جو ایک فریضہ یعنی (نماز) ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہے۔۳۰؎

۴۔ نصف شب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پھر یہ اعلان بھی کیا جاتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا؟ اس کو عطا کیا جائے گا، ہے کوئی سوال کرنے والا؟ اس کو دیا جائے گا، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا؟ اس کی مصیبت کو دور کیا جائے گا تاہم اس وقت اللہ تعالی اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔۳۱؎

۵۔ مبارک کلمہ کی ادائے گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص نماز سے قبل یہ کلمات ادا کرے گا اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات کے بارے

میں سنا تو اس کے بعد میں ان کلمات کو کبھی ترک نہیں کیا۔ ۳۲؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ان کے قریب ہی بیٹھے تھے ایسے میں ایک بادل کا ٹکڑا جب ان کے سروں کے اوپر سے گزرا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بادل ہیں اور یہ زمین کے کونے ہیں، اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو نا اللہ کا شکر ادا کرتی ہے اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ پہلا آسمان ہے، یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو تمھارے اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس آسمان کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان دونوں کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمان کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا بتاؤ تمھارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ زمین ہے پھر آپ نے ہر دو زمین کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت بیان فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کسی شخص کو زمین سے باندھ کر اس کے آخری سرے پر لٹکا دیا جائے تو وہ اللہ پر گرے گا پھر

آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ ۳۳

مندرجہ بالا حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوا کے عرش سے فرش تک کا سفر کتنا طویل ہے جسے نہایت سرعت اور تیزی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔

آسمانی گزرگاہیں:

اہم ترین نکتہ یہ ہے کے کائنات اور آسمان سے زمین پر آمدورفت کا سلسلہ بھی کئی ہزار سالوں پر محیط ہے جبکہ اس کے بڑے واضح اشارے بھی موجود ہیں، تاہم انسان اور بالخصوص مسلمان کے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہیں، ضرورت صرف درست طرز فکر اور مثبت زاویے سے اشیاء کائنات کے مطالعے کی ہے، اگر قرآن کی طرز فکر کے مطابق انسان اللہ کی آیات اور دلائل کا مطالعہ کرے گا تو اللہ کے پیغامات با آسانی سمجھ میں آتے چلے جاتے ہیں۔

ذیل میں انھی گزرگاہوں، دروازوں، سرنگوں، راستوں، سبب، پھاٹک، حبک، سبل اور گزرگاہوں کی وضاحت قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں کی جارہی ہے۔

ھبوط آدم:

اللہ نے ان دونوں (آدم اور حوا) کو اس نافرمانی کے نتیجے میں **آسمان سے زمین پر اترنے کا حکم** دیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۔ ۳۴ ؎ ترجمہ۔ ہم نے کہا تم سب یہاں سے اترو۔

ھبوط، عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی زمین پر اترنے کے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کے اللہ تعالی نے حضرت آدم اور حوا کو جنت سے زمین پر اترنے کا حکم دے دیا، یعنی ثابت ہوا کے آدم اور حوا آسمان سے جب زمین کی جانب آئے تو کسی راستے کے ذریعے یہاں پہنچے جبکہ آسمان سے زمین کا فاصلہ بہت طویل ہے۔ سوال یہ ہے کے حضرت آدم اور حوا نے آسمان سے زمین کی جانب موجود کس راستے سے

سفر کیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے خلاف ہر ممکن زور لگالیا مورخین یہ کہتے ہیں! چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کررہی تھی لیکن بد بخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بد بخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھادی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے، قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًاۢ ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۔۳۵

ترجمہ۔ وہ اپنے اس قول پر کے ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبر خدا کو قتل کردیا حالانکہ انھوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی پر چڑھایا تھا بلکہ اصل معاملہ ان پر مشتبہ ہوکر رہ گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بلاشبہ وہ اس کی جانب شک میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں گمان کی پیروی کے سوا علم کی روشنی نہیں اور انھوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ

بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوۡهُ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ۔۳۶

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں، سو چھوڑ دیجئے ان کو اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے۔

ایک اور روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی ہے جب تک عیسیٰ ابن مریم نازل نہ ہو جائیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن و سکون قائم ہو جائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے۔

واقعہ معراج:

سفر معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک معجزہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۔۳۷

ترجمہ۔ پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

عربی زبان میں معراج، سیڑھی کو بھی کہتے ہیں۔

واقعہ معراج ایک غیر معمولی سفر ہے جو زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماوراء ایک آفاقی سفر ہے،

جو وسیع غرض وغایت اور گہری حکمتوں سے بھرپو ہے، شب معراج رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل سفرتو مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ یعنی (مکہ سے فلسطین) کا طے کیا۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے سامنے براق کو لایا گیا جو ایک سفید لمبا جانور تھا، یہ گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا تھا، لیکن اس کے قدم اپنی حد نگاہ تک تھے، میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا، اور اس براق کو ایک کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء (اپنی سواریاں) باندھا کرتے تھے، پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھیں پھر میں باہر نکل آیا، میرے پاس جبرائیل علیہ السلام، ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ نے دودھ کو اختیار فرمایا، یہ دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! آپ ﷺ نے فطرت کو پسند کیا۔ ۳۸

آسمان کا سفر:

۱۔ پہلا آسمان : حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سفر معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے براق پر سوار کروا کر پہلے آسمان پر پہنچے اور وہاں کا دروازہ کھکھٹایا، دربان نے پوچھا آپ کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم پہلے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، اس پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی،

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کے یہ آپ ﷺ کے جد امجد ہیں دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۲۔ دوسرا آسمان: دوسرے آسمان پر پہنچ کر بھی دروازہ کھکھٹایا گیا، دربان نے پوچھا کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم دوسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، دوسرے آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہوئی، تینوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۳۔تیسرا آسمان: تیسرے آسمان پر پہنچ کر بھی **دروازہ کھکھٹایا** گیا، دربان نے **پوچھا** کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، تیسرے آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۴۔چوتھا آسمان: چوتھے آسمان پر پہنچ کر بھی **دروازہ کھکھٹایا** گیا، دربان نے **پوچھا** کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم چوتھے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، چوتھے آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۵۔پانچواں آسمان: پانچویں آسمان پر پہنچ کر بھی **دروازہ کھکھٹایا** گیا، دربان نے **پوچھا** کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم پانچویں آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، پانچویں آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۶۔چھٹا آسمان: چھٹے آسمان پر پہنچ کر بھی **دروازہ کھکھٹایا** گیا، دربان نے **پوچھا** کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم چھٹے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، چھٹے آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔

۷۔ساتواں آسمان: ساتویں آسمان پر پہنچ کر بھی **دروازہ کھکھٹایا** گیا، دربان نے **پوچھا** کون اور آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ حضرت جبرائیل نے اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا، تاہم ساتویں آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور انھیں خوش آمدید کہا گیا، ساتویں آسمان پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، وہ **بیت المعمور** سے ٹیک لگائے

بیٹھے تھے، دونوں نے ایک دوسرے کوسلام کیا۔۳۹؎

حضرت امام جعفر صادقؑ کا یہ ماننا ہے کہ اس سے مراد بیت المعمور یعنی ساتویں آسمان والی مسجد۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، معراج والی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی تک پہنچے جو ساتویں آسمان پر ہے، تاہم زمین سے جو چیزیں چڑھتی ہیں وہ یہیں تک چڑھتی ہیں پھر یہاں سے اٹھالی جاتی ہیں اسی طرح جو چیزیں اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں یہیں تک پہنچتی ہیں پھر یہاں سے نیچے کی جانب پہنچائی جاتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۔۴۰

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

وَ اَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَہَا۔۴۱؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کر دیا۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ٭ۖ وَ مَا کُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِیۡنَ ۔۴۲

ترجمہ۔ تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۴۳

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔
یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا

رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا کل اشیاء کائنات اوران میں موجودمخلوقات اس بات کا علم اوریقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہماراخالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد وثناءاوراس کی شکرگزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ ۴۴

ترجمہ۔ساتوں آسمان اورزمین اور جو کچھ ان میں ہے،سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہولیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں، بے شک وہ حلیم ہے غفور ہے۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں!

سیر کی آنکھ دیکھتی ہے کے یہ سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے،اورلوح محفوظ کا منقوش پروگرام خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں (Screens) پر ڈسپلے (Display) ہورہا ہے، تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار انواع اورانسانی شماریات سے ماوراءان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں، یہ کائناتی مشین ایک دائرے (Circle) میں چل رہی ہے، جزولاتجزیٰ وجود سے اس کی حرکت شروع ہوتی ہے، اور ماوراءہستی کی طرف لوٹ جاتی ہے،آسمان ، زمین ، درخت، پہاڑ، چرندے ، پرندے ، حشرات الارض، فرشتے ، جنات اورانسان سب اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں ،جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے، البتہ انسان ایسا واحد فرد ہے جو نظام کائنات کی میکانزم سے واقف ہے، باقی مخلوق اس میکانزم سے واقفیت نہیں رکھتی ۔۴۵

:Wormhole

Wormhole کی اصطلاح کے بارے میں کہا جاتا ہے کے اسے امریکی نظریاتی طبیعیات دان John Wheeler نے 1957 میں بنایا مگر Coleman اور Korte کے مطابق ورم ہول کا

تصور Hermann Weyl نے 1921 میں اپنے کمیت اور برقناطیسی میدان کے تجزیات کے سلسلے میں پیش کیا تھا۔

ورم ہول یا فلکیات میں سرنگ سپیس-ٹائم کی ایک باریک ٹیوب ہوتی ہے جو کائنات کے دور دراز خطوں کو آپس میں منسلک کر سکتی ہے اور وقت میں سفر ممکن بنا سکتی ہیں۔ یہ علم طبیعیات میں ایک نظریاتی و مکانیاتی (topological) خصوصیت ہے جو فضاء اور وقت کے درمیان ایک راہ مختصر (shortcut) کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ورم ہول کے کم از کم دو عدد منہ تو لازمی ہوتے ہیں جو آپس میں ایک مشترکہ حلق سے جڑے ہوتے ہیں اور اگر یہ ہول یا سرنگ قابل گذر ہو تو مادہ اس کے کسی ایک منہ سے داخل ہو کر اس کے حلق میں سے سفر کرتا ہوا دوسرے منہ تک پہنچ سکتا ہے۔ گو کہ ابھی تک کوئی ایسا مشاہداتی ثبوت نہیں کہ جو کسی ورم ہول کی موجودگی کو دکھا سکا ہو مگر زمان و مکاں میں ان کی موجودگی کا تصور عمومی اضافیت یا عمومی اضافیت میں بعید از امکان نہیں اور اس کے مختلف مسائل کے حل میں مددگار بھی ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ ق۔آیت۔۶۔
۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۷۔
۴۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۸۔
۵۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۹۔
۶۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۹۔
۸۔مکاشفۃ القلوب۔
۹۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۱۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۱۲۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۱۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۴۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۱۵۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۸۹۔ص۔۲۶۱۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۶۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۷۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔
۱۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۳۔
۲۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۲۱۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۲۲۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔
۲۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۵۔
۲۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۶۔
۲۵۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۲۶۔الحکمۃ فی المخلوقاتات اللہ۔امام غزالی۔مترجم۔مولوی محمد علی لطفی۔ص۔۲۲۔مکتبہ۔۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔۱۹۶۰ء۔
۲۷۔اقبال کے حضور۔سید نذیر نیازی۔ص۔۳۰۳۔۳۶۲۔اقبال اکیڈمی کراچی۔۱۹۷۱ء۔
۲۸۔الصحیح الجامع۔محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۹۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۱۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۸۔
۳۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۸۔
۳۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۳۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔
۳۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۴۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۴۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۴۳۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۴۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
(احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء)۔
۴۵۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

باب ۴

الْعٰلَمِیْنَ

قرآن کریم میں لفظ الْعٰلَمِیْنَ تقریباً (72) مرتبہ آیا ہے۔
الْعٰلَمِیْنَ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ (ع ۔ل ۔م) سے مشتق ہے۔
عالم ۔کی جمع الْعٰلَمِیْنَ ہے۔
عالم ۔اہل عرب ہر موجود شے جیسے پتھر، مٹی یا اس جیسی اشیاء پر عالم کا اطلاق نہیں کرتے تھے، بلکہ اس لفظ کا اطلاق ہر اس جداگانہ مجموعے پر کیا جاتا تھا جو عاقل ہوں یا اس سے قریب تر ہوں۔
عالم ۔اہل علم افراد۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔سے مراد مختلف نسل یا اقوام بھی ہیں۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔کے ایک معانی بین الاقوامی بھی ہے۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔کے معنی کائنات کے ہیں۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔کے معنی تمام جہان یا تمام مخلوقات کے ہیں۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔کا مطلب ہے جہان یا دنیا۔

الْعٰلَمِیْنَ ۔سے مراد تمام موجودہ جہان اور مخلوقات ہیں۔ [۱]

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ:

قرآن کریم میں اللہ کی شان ربوبیت کا اظہار تقریباً (968) کیا گیا ہے۔

رب ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر ب ب) سے مشتق ہے۔ [۲]

رب ۔کے معنی بتدریج نشونما دینے والا۔

قرآن کریم کی پہلی سورہ فاتحہ کی پہلی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ [۳]

ترجمہ۔ تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی پہلی صفت کے طور پر استعمال ہوا۔

رَبِّ۔ کے معنی مربی اور مالک کے ہیں۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ سے مراد صرف عالم انسانیت یا عالم جن و انس نہیں، بلکہ اس لفظ کی معنوی وسعت میں جملہ عوالم اور ان کے موجودات کو شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت پر دلالت کرنے والا پہلا اسم صفاتی ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ کے معنی و مفہوم کو مختلف جہات سے سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے اندر موجود اعلان ربوبیت درحقیقت توحید الٰہی کا سب سے مکمل ثبوت ہے۔

اگر چہ دور جاہلیت کے کفار اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو رب الارباب تو جانتے تھے لیکن اس رب کائنات کے سوا بھی کئی اور خداؤں کو بھی مانتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔

رب۔ کے ایک معانی کسی چیز کو تدریجا کمال تک پہنچانا۔

رب۔ سے مراد کسی چیز کو درجہ بدرجہ مختلف احوال سے گزارتے ہوئے آخری کمال کی حد تک پہنچا دینا ہے۔ [۴]

یعنی اگر تربیت پانے والا اپنے کمال یعنی صفاتی انتہا کو نہ پہنچے، تب بھی تربیت نامکمل رہے گی، اور اگر اس نے جملہ تدریجی اور ارتقائی مراحل طے نہ کیے تب بھی تربیت نامکمل تصور کی جائے گی۔

تربیت کا کمال یہ ہے کہ مربوب (تربیت پانے والا) تدریجی اور ارتقائی منازل سے گزرتا ہوا اپنی صفات کی آخری حد کو پالے۔

اس تصور تربیت سے مزید دو باتوں کی نشاندہی ہوتی ہے:

۱۔ حفاظت و کفالت اور ملکیت و قدرت۔ ۲۔ ارتقاء میں تسلسل۔

رب۔ کا اطلاق مالک، نگران، مربی، مدبر، منعم، مصلح اور معبود کے معانی پر کیا ہے۔

رب۔ بطور خاص حفظ اور ملک کو معنی ربوبیت کا لازمی حصہ تصور کیا ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا رَبّوبیت الْعَالَمِیْنَی سے مراد رنگ ونسل، ملک وملت اورلسان ومذہب سے بالاتر ہوکر انسانیت کی پرورش کی جائے، ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے، دنیا میں ان کے آنے کے مقاصد کی وضاحت کی جائے نیز ان کی اچھی تعلیم وتربیت کے لئے اللہ کے خاص بندے جنھیں پیغمبر کہا جاتا ہے انھیں مکمل ضابطہ حیات (الہامی کتب) کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ کل بنی نوع انسانیت کو قاعدہ قانون، حلال وحرام، نیکی، بدی کی تمیز سیکھائی جائے انھیں نیکی کا حکم اور برائی سے ہرصورت رکنے کے احکامات دیئے جائیں انھیں ہمیشہ کی کامیاب زندگی کی جانب ترغیب دی جائے اور یہ بتایا جائے کے یہ دنیا محض ایک عارضی ٹھکانا ہے جبکہ اصل وطن جنت اور اس کی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں، اللہ کی رضا اور دیدار خداوندی ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کل کائنات کا رب ہے اور کل اشیاء کائنات کی تمام تر ضروریات کا خیال اللہ تعالی نہایت محبت سے فرماتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی اپنی کل مخلوقات سے بے حد شفقت فرماتے ہیں پھر ان مخلوقات میں بھی بے حد لاڈلا اشرف المخلوق یعنی انسان ہے۔

اللہ نے کل کائنات کو انسان کی آسانی کے لئے جبکہ انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا۔

ارشادات خداوندی:

قرآن کریم میں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے حوالے سے کئی آیات ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۵

ترجمہ۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۶؎

ترجمہ۔ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ پھر عرش پر استوار فرمایا، ڈھانپ دیتا ہے رات سے رن کو رات اسے طلب کر لیتی ہے جلدی سے، اور پیدا فرمایا چاند کو اور سورج کو اور ستاروں کو اس حال میں کہ اس کے حکم سے وہ مسخر ہیں خبردار!

پیدا فرمانا اور حکم دینا اللہ کے لیے خاص ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۷

ترجمہ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جو آسمانوں کا رب ہے، زمینوں کا رب ہے اور رب اللعالمین ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۸

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں، اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہری ہوئی چیز بنا دیا اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہاری صورتیں بنائیں سو تمہاری اچھی صورتیں بنا دیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، یہ اللہ ہے تمہارا رب ہے، سو بابرکت ہے اللہ جو رب العلمین ہے۔

هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ وہ زندہ ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا تم اسے پکارو اس طرح سے کہ خالص اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو۔ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ آپ ﷺ فرما دیجئے، مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جب کے میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکی ہیں، اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔

وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔ اور تم تو تب ہی چاہو گے، جب اللہ چاہے گا، جو تمام عالمین کا رب ہے۔

یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔اس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

بے شمار الْعٰلَمِیْنَ:

اس عالم کے سوا بھی بے شمار عالمین ہیں، جہاں اللہ کی حکومت اور بادشاہت ہے کیونکہ خود قرآن یہ انکشاف کرتا ہے کے تمام مشارق اور مغارب اللہ کے ہیں۔

عالمین کی تشریح میں کئی علماء،عرفاء اور صوفیاء نے بہت کچھ لکھا۔

ذیل میں اس حوالے سے چند اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں!

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس،خواب و بیداری، نفرت،محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں۔ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں،اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں

اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس وجن ہیں۔ ۱۳؎
لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے، کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔ ۱۴؎

حضرت امام جعفر صادقؓ نے فرمایا کہ! عالمین کی دو اقسام ہیں۔ ا۔ عالم کبیر۔ ۲۔ عالم صغیر۔

ا۔ عالم کبیر۔۔۔۔۔۔آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔ عالم صغیر۔۔۔۔۔انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے کے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔ ۱۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے۔

مقاتل نے کہا اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) عالمین ہیں، چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) خشکی میں اور چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) سمندر میں۔

ابو العالیہ سے مروی ہے کے جن ایک عالم ہیں۔ انس ایک عالم ہے ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو (۱۵،۰۰) عالمین ہیں۔ ۱۶؎

ابن عربی کے مطابق !انسان کامل حقیقتاً ذات واحد کا چھوٹے پیمانے پر نمونہ ہے کیونکہ اس میں خدا کے جملہ اسمائے حسنہ کا ظہور ہوتا ہے، سوائے وصل الٰہی کے کاملیت ناممکن ہے۔

اقبال اور ابن عربی دونوں کا اتفاق اس بات پر ہے، جنت اور دوزخ مقامات نہیں بلکہ روح اور دماغ کی کیفیات کا نام ہیں قرآن میں ان کا بیان ایک حالت شعوری کا ہے، جسے انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

الجیلی وجود حقیقی اور اس کی ذات کے مسلسل شان اظہار اور ہر لمحہ بدلتی ہوئی مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہیں ان کے خیال میں ہر لفظ اپنے اندر خاص اور گہرے معنی رکھتا ہے اور ہر اسم اپنے مسمٰی کا مکمل نمائندہ ہے چونکہ وجود مطلق کئی درجے نیچے آ کر انسان کی ذات میں اپنا جمال منعکس دیکھتا

ہے لہٰذا انسان روحانی کشف سے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد وجود مطلق تک پرواز کرسکتا ہے یہ عمل تین حالتوں پر مشتمل ہے۔

ا۔انسان اسمائے الٰہی پر جو اس کے مظہر ہیں غور کرتا ہے۔

۲۔اس مسلسل سعی سے وہ دائرۂ صفات میں داخل ہو جاتا ہے اور صفات الہیہ سے متصف ہو کر معجزاتی شان اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔اس کے بعد وہ نور حقیقی کے دائرے میں قدم رکھتا ہے اور انسان کامل بنتا ہے اب اس کا عمل خدائی عمل اس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے کان اللہ کے کان اور اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں بن جاتی ہیں اور یہ منتہائے کمال ہے اور یہی کمال اقبال کو پسند ہے۔ ۱۷؎

String thepry نامی ایک تھیوری ۱۹۶۰ء میں پیش کی گئی جس میں یہ بتایا گیا!

عالمین میں تقریباً 10D ہیں یعنی گیارہ ڈائی مینشن ز ہیں اگرچہ اب تک سائنسدانوں نے صرف 3D کا ہی سراغ لگایا ہے۔

جس طرح سے انسان کی حرکت آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر نیچے ہوسکتی ہے اس کو سائنسی زبان میں 3D یعنی three Dimension کہتے ہیں تاہم سائنس دان اب تک 3D کو ہی دریافت کر پائے ہیں جبکہ ہماری دنیا اور ہمارا عالم انھی تین ڈائی مینشن کے اندر مقید ہیں۔

لیکن string theory کے مطابق 3D کے بجائے 10D ہیں جو درج ذیل ہے۔

ا۔پہلی ڈائی مینشن میں تو انسان آگے پیچھے حرکت کرتا ہے۔

۲۔دوسری میں آپ دائیں اور بائیں حرکت کر سکتے ہیں۔

۳۔انسان اوپر نیچے حرکت کرسکتا ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق یہی ہماری دنیا اور عالم ہے

۴۔لیکن اگر انسان چوتھی ڈائی مینشن میں داخل ہوجائے تو وہ وقت میں سفر کرسکتا ہے۔

۵۔اس ڈائی مینشن میں انسان اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں داخل ہوجائے گا جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔

۶۔اس ڈائی مینشن میں انسان دو یا دو سے زائد عالمین میں متحرک ہوجائے گا یعنی۔

۱۔عالم اسباب ۔۲۔عالم ارواح ۔۳۔عالم برزخ
۷۔اس ڈائی مینشن میں انسان جب انسان داخل ہوگا تو وہ کائنات کی تخلیق سے قبل کے دور یعنی بگ بینگ کے دور میں داخل ہوجائے گا.
۸۔یہ ڈائی مینشن انسان کواس کی تخلیق سے قبل کے مختلف ادوار میں لے جائے گا۔
۹۔نواں ڈائی مینشن ایسے عالمین کا ایک ہوگا جہاں فزکس کے اصول کے مطابق تمام چیزیں اور عالمین ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں گے اور ممکن ہے وہاں کا ایک دن ہمارے دنیاوی دن کے پچاس ہزار برس کے برابر ہو۔
۱۰۔دسویں ڈائی مینشن میں انسان اس عالم میں پہنچ جائے گا جہاں وہ جس چیز کا تصور کرے گا اس کو وہ چیز حاصل ہوجائے گی ممکن ہے یہ عالم جنت ہو۔
جس کے لئے اللہ نے فرمایا کے انسان کو وہ سب حاصل ہوجائے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔ (ماخوذ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں! اللہ سبحانہ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ۔۱۸

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب کے لشکر کی تعداد کواس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
کتاب المبین اورلوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَـرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ ؕ۔۱۹

ترجمہ۔خشک وتر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا يَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّكَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصۡغَرَ مِنۡ ذٰ لِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرَ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۔۲۰

اور جہاں   الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی ذرہ برابر کوئی چیز ایسی نہیں جو تیرے رب کی نگاہ سے پوشیدہ ہو یہ سب کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۲۱

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۲۲

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ شے ایسی نہیں جو کتاب المبین میں نہ لکھی ہو۔

عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔۲۳

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ۔۲۴

ترجمہ۔ہر دور کے لئے ایک کتاب ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ام الکتاب اسی کے پاس ہے

وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا۔۲۵

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کو قلم بند کر رکھا ہے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ

اللہ تعالی کائنات کے تمام مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔۲۶

ترجمہ۔(اللہ) دونوں الْمَغْرِبَيْنِ اور دونوں الْمَشْرِقَيْنِ کا رب ہے۔

مشرق اور مغرب دو سمتیں ہیں:

سمت ایک نہایت relative term ہے، تاہم خلاء میں کوئی سمت نہیں اور نا ہی وہ کوئی معنی رکھتی ہے، زمین پر چار سمتیں ہیں۔

۱۔مشرق۔ ۲۔مغرب۔ ۳۔شمال۔ ۴۔جنوب۔

تاہم دنیا کے ہر ملک اور ہر کلچر میں چار سمتوں کا تصور نہیں جیسے کے امریکہ میں ان چار کے ساتھ مزید دو سمتوں یعنی اوپر اور نیچے کی سمت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے اور اس طرح سے وہ چھ سمتوں پر یقین رکھتے ہیں، اسی طرح سے ویسٹرن ایشیاء اور کئی عرب ممالک میں ان چھ سمتوں کے علاوہ ایک اور مزید نئی سمت کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے یعنی الاوسط یعنی Center یا مرکز چنانچہ ان ممالک میں کل سمتوں کی تعداد سات مانی جاتی ہے، دوسری جانب قدیم ہندوستانی لٹریچر میں سمتوں کی تعداد دس بتائی جاتی ہے، اور ان دس سمتوں کی نگہبانی کے لئے ایک الگ بھگوان کا تصور بھی پایا جاتا ہے، کچھ تہذیبوں میں ۱۶ سمتوں کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

کچھ ممالک اور کلچر نے شمال کو سیاہ رنگ سے موسوم کر دیا جیسے Black Sea یا بحیرہ اسود کو وہ شمال کی جانب تصور سے جوڑتے ہیں۔

جبکہ کچھ اسلامی ممالک مغرب کی سمت کو سرخ رنگ سے موسوم کرتے ہیں جیسے Red Sea یا بحیرہ احمر، کئی عرب ممالک میں وسطی علاقے کو Golden Color سے نسبت دی گئی اور اسی وجہ سے منگول کو Golden Horde بھی کہا جاتا ہے۔

انسانی زندگی میں سمتوں کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے، تاہم دنیا کا موجودہ نقشہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے شمالی سمت نقشے کی اوپری جانب واقع ہے جبکہ جنوب نچلی جانب، اسی طرح سے مشرق سیدھی جانب اور مغرب الٹی جانب واقع ہے لیکن کئی سال پہلے جنوب اوپر اور شمال نیچے کی جانب تھا۔

ہر انسان کا اپنی روزمرہ زندگی میں ان چھ سمتوں یعنی ۱۔مشرق۔ مغرب۔ ۳۔شمال۔ ۴۔جنوب۔ ۵۔اوپر۔ ۶۔ نیچے۔ سے واسطہ رہتا ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں! سمتیں چار نہیں چھ ہیں۔ ۲۷

انسان کے لئے ان سمتوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ جب تک ان سمتوں کو نہیں سمجھ لے گا وہ کبھی بھی ان غیبی دروازوں سے واقفیت حاصل نہیں کر سکے گا، تاہم ماضی میں ان سمتوں کی پہچان کا آغاز طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے کیا جاتا تھا، جیسے سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا ہے، چنانچہ مشرق کے معنی کسی چمکدار چیز کے نکلنے کی جگہ، انگریزی زبان میں مشرق کے لئے EAST کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی کسی چمکدار چیز کے نکلنے کی جگہ کے ہیں بالکل اسی طرح مغرب جہاں غروب آفتاب ہوتا ہے کے معنی وہ مقام جہاں روشنی ڈوب جائے، کیونکہ مغرب کے لغوی معنی گہری رنگت، اندھیرے یا کھینچ لینے کے ہیں جبکہ انگریزی زبان میں WEST کے معنی گہرا، جذب کرنے والا یا اپنے اندر کھینچ لینے والے کے ہیں۔

میکسیکو اور مصر کی قدیم تہذیب کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کے اس تہذیب سے تعلق رکھنے والے انسان مذہبی اعتبار سے مشرق اور مغرب کی سمت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، ان کے خیال میں مغرب ایک ایسی سمت ہے جہاں بہت سارا پانی اور بہت سارا دھواں ہے، اسی طرح سے مصر کے تین فرعون ایسے گزرے ہیں جن کے مقبروں پر کچھ علامتیں اور تحریریں کندہ ہیں اور ان علامتوں اور تحریروں کو ماہرین مصریات نے ایک دلچسپ نام Books of Gates دیا ہے یعنی دروازوں کی کتاب۔

یہودیت میں بھی مغربی سمت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہودیوں کے مذہبی نظریے کے مطابق مغربی سمت ہی وہ سمت ہے جس کے ذریعے خدا تک رسائی ممکن ہے۔

عیسائیت میں مشرقی سمت کو خاص اہمیت حاصل ہے ان کے مذہبی نظریے کے مطابق مشرقی سمت وہ سمت ہے جہاں سے انسان اس دنیا میں آیا تھا اور یہ بات ان کی بک آف میتھیوز چیپٹر 24/27 میں لکھی ہوئی ہے کے جیسے روشنی مشرق سے نکل کر مغرب میں جاتی ہے بالکل اسی طرح سے آدم بھی مشرق سے نکلا یہی وجہ ہے عیسائیوں کے چرچ کے دروازے مشرقی سمت کی جانب کھلتے ہیں۔

تاہم قابل غور امر یہ ہے کے اس پوری بحث میں جہاں قدیم اور جدید تہذیب اور مذاہب کا سمتوں

کے حوالے سے ذکر ہو رہا ہے وہاں شمال اور جنوب کا ذکر نہیں ہوا، اس کی اصل وجہ یہ ہے کے بنیادی یا Orignal Direction یا سمتیں صرف دو ہی ہیں یعنی مشرق اور مغرب جبکہ شمال اور جنوب بہت بعد کی اختراعات ہیں یعنی اصل سمت مشرق ہے ، Proto-Indo European میں ner سے مراد North یعنی شمال ہے جو الٹی جانب یا Left side ہے، جبکہ قدیم انگریزی زبان میں S u p سے مراد ساوتھ ہے ، یہ لفظ Germanic Word Sunpaz سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشرق سے سیدھی جانب یعنی Right Side جس کو عربی میں یمین اور اردو میں جنوب کہتے ہیں ، دراصل سمتیں صرف دو ہی ہیں یعنی مشرق اور مغرب جبکہ شمال اور جنوب تو ان کے دائیں اور بائیں کا نام ہے ۔قرآن کریم میں شمال کا لفظ تقریباً سات مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی بھی چیز کی الٹی جانب یا left side کے ہیں ۔

شمال الٹے ہاتھ والے:

شمال ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش ۔م ۔ل) سے مشتق ہے ۔

شمال ۔ سے مراد بائیں سمت یعنی الٹی جانب ۔

شمال ۔کی ضد یمین ہے ۔

شمال ۔کو نحوست کا نشان بھی سمجھا جاتا ہے ۔ ۲۸؎

اصحاب شمال ۔ سے مراد اہل جہنم ۔

شمال کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۔ ۲۹ ۔

ترجمہ ۔جو بائیں (الٹی جانب) والے ہیں وہ کیسے برے ہیں ۔

وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ كِتٰبِیَهۡ ۔ ۳۰

ترجمہ ۔اور جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا سو وہ کہے گا کے ہائے کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا ۔

وَ تَحۡسَبُهُمۡ اَیۡقَاظًا وَّ هُمۡ رُقُوۡدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَ ذَاتَ

الشِّمَالِ۔ ۳۱

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کے وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

وَ تَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا
غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ۔ ۳۲

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو بچ کر گزر جاتا ہے اور جب وہ چھپتا ہے تو ان کی بائیں طرف سے کتراتا ہوا چلا جاتا ہے۔

وَ عَنْ شَمَآئِلِهِم ۔ ۳۳

ترجمہ۔ان کی بائیں جانب۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَی
الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔سو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہو گے، سو تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔کیا ان لوگوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو اس طرح جھکتے ہیں کہ وہ اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ كُلُوْا
مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْر۔ ۳۶

ترجمہ۔واقعی بات ہے کہ قوم سبا کے لیے ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں بڑی نشانی تھی، دائیں بائیں دونوں طرف باغوں کی قطاریں تھیں، کھاؤ اپنے رب کے رزق سے اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۔ ٣٧

ترجمہ۔جب دو لینے والے (اعمال لکھنے والے فرشتے کراماً کاتبین) لے لیتے ہیں جو داہنی طرف سے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

شمال اور جنوب صرف کسی بھی چیز کا left اور right ہیں۔

یَمِیْن ۔سیدھے ہاتھ والے:

يَمِيْنِ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ی۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

الْيَمِيْنِ۔سے مراد خیر و برکت ہے۔

الْيَمِيْنِ۔سے مراد دائیں جانب یعنی سیدھی جانب۔

يَمِيْنِ۔کے معنی قوت کے ہیں۔

يَمِيْنِ۔ایمان کی جمع ہے۔

اہل عرب قسم کھاتے وقت اپنا دایاں ہاتھ دوسرے شخص کے دائیں ہاتھ پر مارتے تھے۔٣٨

الْيَمِيْنِ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ۔٣٩

ترجمہ۔جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔٤٠

ترجمہ۔سو جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کے

اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں۔

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ۔٤١

ترجمہ۔اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے

تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًاۢ بِالْيَمِيْنِ۔ [۴۲]

ترجمہ۔ پھر ان پر قوت کے ساتھ متوجہ ہو کر مارنے لگے۔

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ۔ [۴۳]

ترجمہ۔ کہیں گے کہ بے شک تم ہمارے پاس بڑے زوردار طریقے سے آیا کرتے تھے۔

مشرقین اور مغربین:

قرآن کے مطالعے سے بنیادی یا Orignal Direction یا سمتیں صرف دو یعنی مشرق اور مغرب ہیں لیکن قرآن کریم میں مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔

الْمَشْرِقِ:

الْمَشْرِقِ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

عربی زبان میں شرق شگاف کو کہتے ہیں۔

التشریق۔ سے مراد گوشت کو چیرنا پھاڑنا۔

ایام تشریق۔ سے مراد عید الضحیٰ کے وہ تین دن جس میں قربانی کا گوشت کاٹ کر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔

ابن فارس نے لکھا کے **شرق** کے معنی روشن کرنے یا کھول دینے کے ہیں۔

شرقت الشمس۔ سے مراد سورج طلوع ہو گیا۔

الشرق۔ عربی میں طلوع آفتاب کو بھی کہتے ہیں۔

طلعت الشرق۔ سے مراد سورج کا روشن ہونا۔

الشارق۔ سے مراد عین طلوع آفتاب کا وقت۔

المشرقان۔ سے مراد وہ دو انتہائی نقاط کے جہاں سے سورج سردی اور گرمی میں طلوع ہوتا ہے۔ [۴۴]

مشرق کا متضاد مغرب ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔[45]

ترجمہ۔اللہ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، سوتم جس طرح بھی رخ کرو ادھر اللہ کا رخ ہے، بیشک اللہ واسع ہے، علیم ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ ۔[46]

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے شام کو اوراشراق کے وقت۔

الاشراق سے مراد ہے جب سورج چمکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نافع بن ازرق نے پوچھا کے مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول بالعشی الاشراق کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا جب سورج چمک جائے تو نماز واجب ہوجاتی ہے، پوچھا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا،

لم ینم لیلۃ التمام لکی یصیخ حتی اضاءۃ الاشراق۔

ترجمہ۔وہ ساری رات نہیں سویا تا کہ سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے۔[47]

ارشادات خداوندی:

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۔[48]

ترجمہ۔مشرقین اور مغربین کے مالک کی قسم، ہم اتنی قدرت اور طاقت رکھتے ہیں کے ان لوگوں سے بہتر لوگ بدل لائیں گے اوراس سے ہم عاجز نہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ۔[49] ترجمہ۔وہ مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۔[50]

ترجمہ۔میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم کھاتا ہوں، بے شک ہم اس پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ۔ ۵۱

ترجمہ۔ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور رب ہے مشارق کا۔

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ۵۲

ترجمہ۔ ہم نے ان لوگوں کو زمین کے مشارق اور مغارب کا وارث بنا دیا جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے۔

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ ۵۳

ترجمہ۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔ سو سورج نکلتے وقت انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ۔ ۵۵

ترجمہ۔ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب جتنی دوری ہوتی، تو برا ساتھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے اللہ ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما، یہ سن کر صحابہ نے کہا، ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ بھی وہیں (مشرق) سے طلوع ہوگا۔ ۵۶

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فتنہ مشرق کی طرف سے اٹھے گا۔ ۵۷

تاہم نقشے میں اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نجد مدینہ کے عین مشرق میں واقع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ہاتھ سے عراق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے فتنہ یہاں ہے، فتنہ یہاں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا! یہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔۵۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سورج عرش کے نیچے سجدہ کرنے کے بعد اللہ تعالی سے طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، پھر مشرق سے طلوع ہوتا ہے، عنقریب اسے مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہ ملے گی اور اس سے یہ کہا جائے گا کے تو واپس لوٹ جا، پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔۵۹؎

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے!

اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہوکر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔۶۰؎

حضرت عتبہ بن عبداللہؓ اور امامہ باہلیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کے اشراق کا وقت ہوگیا اور اسنے اشراق کی نماز پڑھ لی تو اس کا اجر حج اور عمرہ کرنے والے کے برابر ہوگا اور اس شخص کا حج اور عمرہ ہوگیا۔۶۱؎

حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھا رہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعات پڑھ لیں اور اس نے خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگر وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں گے۔۶۲؎

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے دو رکعات پڑھیں تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے چار رکعات پڑھی تو وہ عابدین میں لکھا جائے گا اور جس نے چھ رکعات پڑھیں تو اس دن اس کی کفالت کی جائے گی اور جس نے آٹھ رکعات پڑھیں تو قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے بارہ رکعت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک

گھر بنادیا جائے گا۔ ۶۳؎

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے قبل دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دس نشانیوں کا ذکر فرمایا!

ا۔دھواں۔ ۲۔دجال۔ ۳۔دابۃ الارض۔ ۴۔سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۵۔عیسیٰ ابن مریم کا ظہور۔ ۶۔یاجوج اور ماجوج۔ ۷۔تین بڑے خسف (یعنی زمین کا تین مقامات پر دھنس جانا۔ ا۔پہلا مشرق میں)۔ ۸۔دوسرا مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔ ۹۔تیسرا جزیرہ العرب میں زمین کا دھنس جانا اور سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ ۶۴؎

انھی نشانیوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

پہلی نشانی (دھواں):

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دھواں کے بارے میں پوچھا، دھواں کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ تَاۡتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيۡنٍۙ۔ ۶۵

ترجمہ۔آپ اس دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان کی طرف دیکھنے والے کو واضح طور پر دھواں نظر آئے گا۔

يَّغۡشَى النَّاسَ‌ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ۔ ۶۶

ترجمہ۔جو لوگوں پر چھا جائے گا یہ دردناک عذاب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ دھواں مشرق اور مغرب کے درمیان بھر جائے گا، اور چالیس دن اور رات رہے گا، اس دھوائیں سے مؤمن کو زکام کی طرح تکلیف پہنچے گی جبکہ کافر کو وہ دھواں اس کے ناک کے سوراخوں، کانوں سے اور اس کے پیچھے کے راستہ سے نکلے گا)۔ ۶۷؎

دوسری نشانی (دجال):

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دجال میری امت میں نکلے گا پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا جو اس کو قتل کریں گے۔ ۶۸ ؎

حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ ایک طویل حدیث جو دجال سے متعلق ہے میں بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

دجال مشرق سے نکلے گا، دجال مشرق سے نکلے گا، دجال مشرق سے نکلے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملے تین بار ادا فرمائے۔ ۶۹ ؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم، **دجال کو لد کے شرقی دروازے پر قتل کر دیں گے**۔ ۷۰ ؎

تیسری نشانی (دابۃ الارض):

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۔۷۱

ترجمہ۔ ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکال دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کے لوگ (اللہ) کی آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

دابۃ الارض، ایک عظیم الحبثہ چار ٹانگوں والا جانور ہے، جس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، سینہ شیر کی طرح، رنگ، چیتے کی طرح، دم مینڈھے کی طرح اور ٹانگیں اونٹ کی طرح ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض میں مختلف چیزیں جمع ہوں گی وہ روؤں اور پروں والا ہوگا اس میں ہر جانور کے رنگ ہوں گے اور اس میں ہر ایک امت میں سے ایک نشانی ہوگی اور اس کی نشانی اس امت میں سے یہ ہوگی کے وہ واضح عربی زبان میں بات کرے گا اور ان سے ان کے کلام کے ساتھ بات کرے گا۔ ۷۲ ؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض جیاد کے مقام سے صخر کے نیچے سے نکلے گا

اس کا منہ مشرق کی طرف ہوگا اور وہ چیخے گا پھر وہ شام کی طرف متوجہ ہوگا پھر وہ ایک چیخ مارے گا جو دور تک جا پہنچے گی شام کو مکہ مکرمہ سے چلے گا اور صبح عسفان میں کرے گا عرض کیا گیا پھر کیا ہوگا فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔ ۷۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، زمین کا جانور تہامہ کی بعض وادیوں سے نکلے گا جو بالوں اور پروں والا ہوگا اس کی چار ٹانگیں ہوں گے مومن کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے تو اس کا چہرہ سفید ہوجائے گا اور کافر کی آنکھوں کے درمیان نشان لگا دے گا تو اس کا چہرہ کالا ہوجائے گا۔ ۷۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، کیا میں تم کو وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بتایا کے زمین کا جانور یہاں سے نکلے گا پھر آپ نے اپنی لاٹھی شق کی جانب ماری جو صفا میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض، اجیاد کے مقام سے نکلے گا یہ جگہ صفا سے ملی ہوئی ہے۔ ۷۵؎

چوتھی نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا):

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ۔ ۷۶

ترجمہ۔ جب سورج بے نور ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اذا الشمس کورت سے مراد اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور اللہ تعالیٰ دبور ہوا کو بھیجیں گے جس سے سمندر بھڑک جائے گا یہاں تک کے سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گے۔ ۷۷؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سورج اور چاند کو قیامت کے دن لپیٹ دیا جائے گا۔ ۷۸؎

پانچویں نشانی (عیسیٰ ابن مریم کا ظہور):

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ ۷۹

ترجمہ۔ بے شک (عیسیٰ ابن مریم) قیامت کی نشانی ہیں، تم اس میں شک نہ کرو اور میری اتباع کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ ترجمہ۔ عیسیٰ البتہ قیامت کی نشانی ہیں۔ یعنی قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی۔ ۸۰

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہے، وہ زمین میں چالیس سال رہیں گے، ان چالیس سالوں میں چار سال ایسے ہوں گے جن میں وہ حج اور عمرہ ادا کریں گے۔ ۸۱

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ سے مراد قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور لانا اور یہ قیامت کی نشانی ہے۔ ۸۲

اللہ تعالیٰ قیامت سے قبل عیسیٰ ابن مریم کو دنیا میں بھیجیں گے، وہ سفید منارہ کے پاس **دمشق** کے **شرقی** جانب نازل ہوں گے دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے، وہ دجال کے پیچھے جائیں گے اور اس کو پالیں گے، پھر وہ دجال کو لد کے **شرقی دروازے** کے پاس قتل کر دیں گے۔

چھٹی نشانی (یاجوج اور ماجوج):

حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ ۸۳

ترجمہ۔ یہاں تک کے جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے پل پڑیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (قیامت سے قبل) یاجوج

ماجوج کو کھولا جائے گا اور وہ لوگوں پر نکلیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ

ترجمہ: وہ لوگوں کو ڈھانک لیں گے

اور مسلمان ان سے بھاگ جائیں گے اپنے شہروں اور اپنے قلعوں کی طرف اپنے مویشی بھی اپنے ساتھ ملالیں گے اور زمین کا پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ اس کو خشک کر دیں گے ان میں سے بعض لوگ اس نہر سے گذریں گے تو کہیں گے یہاں پانی تھا اور لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر وہ قلعہ یا شہر میں بند ہوگا ان میں ایک کہنے والا کہے گا یہ زمین والے تھے ہم ان سے فارغ ہو گئے اور اب آسمان والے باقی رہ گئے پھر ان میں سے ایک اپنے نیز کو ہلائے گا پھر اس کو آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ اس کی طرف خون آلود ہو کر واپس آئے گا (ان کے) فتنے اور آزمائش کے طور پر وہ اسی حال میں ہو گے اچانک اللہ تعالیٰ ایک کیڑا ان کی گردنوں میں پیدا فرمائے گا مکڑی کے کیڑے کی طرح اور صبح کو ہو سب مر جائیں گے ان کی کوئی آہٹ سنائی نہیں دے گی مسلمان کہیں گے کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کی قربانی دے اور ا یکھے ان دشمنوں کو کیا ہوا؟ ان میں سے ایک آدمی ثواب کی نیت سے نکلے گا جبکہ وہ اپنے قتل کا یقین کر چکا ہوگا وہ نیچے اترے گا تو ان کے بعض کو بعض پر مرا ہوا پائے گا تو وہ مسلمانوں کی جماعت کو آواز دے گا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کو ملیا میٹ کر دیا ہے تو مسلمان نکل آئیں گے اپنے شہروں سے اور اپنے قلعوں سے اور اپنے جانوروں کو چرائیں گے اور ان کے لئے کوئی چراگاہ نہ ہوگی سوائے یاجوج ماجوج کے گوشت کے اور پس وہ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کریں گے پس وہ اس کا ایسا شکر ادا کریں گے جو انہوں نے نباتات کے ملنے پر بھی کبھی ادا نہ کیا ہوگا جو ان کو پہلے ملتی تھی۔ ۸۴ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ، یاجوج ماجوج کو ہلاک کر دے گا یہاں تک کے زمین ان کی بدبو سے بھر جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جو ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ ۸۵ے

ساتویں، آٹھویں اور نویں نشانی (تین بڑے خسف):

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔۸۶

ترجمہ۔ جب زمین خوب زور (زلزلہ) سے ہلا دی جائے گی۔

خسف کے معنی زمین کو دھنسا دینا۔

قرب قیامت سے قبل خسف کے تین بڑے واقعات رونما ہوں گے۔

۱۔ دنیا کا مشرقی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ ۲۔ دنیا کا مغربی حصہ بھی زمین میں دھنس جائے گا۔

۳۔ جزیرہ العرب بھی زمین میں دھنس جائے گا۔ تاہم ان میں سے جو بھی خسف واقع ہوگا پوری دنیا میں نہایت تیزی سے یہ خبر گردش کرے گی۔

حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب جزیرہ العرب میں زمین دھنس جائے گی (اس وقت ایک قوم امام مہدی اور ان کے رفقاء کی) وہاں موجود ہوں گے۔۸۷؎

دسویں نشانی (یمن کی آگ):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔۸۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کی پہلی نشانی **ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی جانب جمع کرے گی۸۹؎**

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۔۹۰

ترجمہ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا۔۹۱

ترجمہ۔ بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ۔۹۲

اور جہاں   الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ۔ قیامت کا آنا تو آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا اسے بھی زیادہ قریب۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ ۹۳

ترجمہ۔ قیامت تو صرف ایک چنگھاڑ ہے جس کے ہوتے ہی سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

وہ تو بس ایک ڈانٹ ہے جس کے ہوتے ہی وہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

مندرجہ بالا احادیث میں قیامت کی کچھ نشانیوں کے ظہور کا تعلق مشرق سے اور کچھ کا تعلق مغرب سے ہے، یہ قابل غور نکات ہیں۔

یعنی ہر نکلنے والی چیز مشرق سے نکل رہی ہے اور ہر جانے والی چیز مغرب میں جا رہی ہے۔

مَغْرِبین:

اَلْمَغْرِبِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (غ۔ر۔ب) سے مشتق ہے۔

الغرب۔ سے مراد چلے جانا یا علیحدہ ہو جانے کے ہیں۔

غروب الشّمس۔ سے مراد سورج کا غروب ہو جانا ہے۔

مغرب کا متضاد مشرق ہے۔

مشرق اور مغرب دو سمتیں ہیں، جن کا قرآن کریم میں کئی بار ذکر آیا ہے۔

غرب فلاں۔ کا مطلب فلاں شخص وطن سے دور چلا گیا، اس کو اردو زبان میں غریب الوطنی بھی کہا جاتا ہے۔

غریب۔عربی زبان میں مسافر اور اجنبی کو بھی کہتے ہیں۔

غراب۔عربی زبان میں کوئے کو بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دور دور تک پرواز کرتا ہے۔

غربیب ۔سیاہ رنگت کو کہا جاتا ہے کیونکہ کوا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اسی لئے اس کو غراب کہا جاتا ہے۔ ۹۴

ارشاد خداوندی ہے!

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

قَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ ۹۵

ترجمہ۔آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور سورج کے نکلنے اور سورج چھپنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح میں مشغول رہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اور شام کو یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی

ومن فوقی واعوذ بعظمتك ان اغتال من تحتی۔

ترجمہ۔اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے میرے پیچھے سے میرے دائیں سے میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تیری عظمت کی سبب کہ میں اپنے نیچے کی جانب سے بہک جاؤں۔۹۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ائے اللہ تعالی میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔۹۷؎

مشرق اور مغرب دو دروازوں کے نام ہیں:

مشرق اور مغرب دراصل دو دروازوں کے نام ہیں، مشرق وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو نکالتا ہے جبکہ مغرب وہ دروازہ ہے جو ہر چیز کو اپنے اندر کھینچ لیتا ہے، یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے سے Interconnected ہیں۔

مشرق کی خصوصیات میں یہ شامل ہے کے اس میں سے چیزیں نکل آتی ہیں، جیسے سورج، دجال، شیطان کا سینگ، آگ، روشنی جبکہ مغرب کی خصوصیت یہ ہے کے اس میں چیزیں جارہی ہیں ،مغرب چیزوں کو اپنے اندر کھینچ لیتے ہیں، چنانچہ مشرق اور مغرب ایک نہیں بلکہ کئی ہیں کہیں یہ دو بڑے دروازوں کی شکل میں کائنات میں موجود ہیں اور کہیں یہ دو دو جوڑوں کی شکل میں Interconnected ہیں، جبکہ کہیں یہ بہت زیادہ تعداد میں ہیں یعنی مشارق اور مغارب

(چیزوں کو کثرت میں نکال رہے ہیں اور چیزوں کو کثرت میں اپنی جانب کھینچ رہے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دروازوں کی شکل وصورت کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، تو لوگ یہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن ان کا اس وقت ایمان لانا انھیں کوئی فائدہ نا دے گا ۔۹۸؎

جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت خروج دابۃ الارض ہوگا۔

حفاظ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں، مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اسی وقت دابۃ الارض کا ظہور ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ سوان کے ایمان نے انکو کچھ نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس موقع پر کفر کرنے والے خسارہ میں رہ گئے ۔۹۹؎

حضرت صفوانؓ نے توبہ اور معافی سے متعلق ایک حدیث بیان فرماتے ہوئے بتایا! اللہ نے مغرب میں ایک دروازہ رکھا ہے، جو اس وقت سے کھلا ہوا ہے جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کو تخلیق فرمایا ہے، اس دروازے کی چوڑائی ستر سالوں کی مسافت پر محیط ہے تاہم یہ دروازہ مغفرت اللہ نے کھول کر رکھا ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نا ہوجائے ۔ اور یہ وہ دروازہ ہے جس سے جانے والی توبہ کو اللہ قبول فرماتا ہے۔۱۰۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا

مُنۡتَظِرُوۡنَ۔۱۰۱
ترجمہ۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کرتے ہیں کے ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آجائے جس دن آپ کے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آجائے گی تو کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا! اے اللہ کے بندوں اللہ کی طرف توبہ کرو، عنقریب تم سورج کو مغرب کی طرف سے دیکھو گے، جب ایسا ہوگا تو توبہ روک لی جائے گی۔ نامہ اعمال لپیٹ لیا جائے گا اور ایمان ختم ہوجائے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا! نشانی یہ ہے کے تمہاری رات تین راتوں کے بقدر طویل ہوجائے گی، وہ لوگ جاگیں گے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو وہ اللہ کے لئے نماز پڑھیں گے پھر وہ اپنی نمازوں کو پورا کریں گے اور رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی وہ لوگ لیٹیں گے یہاں تک کے جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی جگہ پر ہوگی، جب وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ خوف کریں گے کہے بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے جب صبح کریں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا لمبا ہوجائے گا اس درمیان کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے کے اچانک ان پر مغربی طرف سے سورج طلوع ہوگا جب ایسا ہوگا تو کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا اگر وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ ۱۰۲؎

اہل علم کے نزدیک یہ دروازے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ Interconnected ہیں۔

حضرت عبداللہؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کی ایک بڑی نشانی میں سے بڑی نشانی سورج کا مغرب سے نکلنا ہے، پھر اس کے بعد زمین کا جانور نکلے گا اور اس میں سے جو بھی نشانی پہلے ظاہر ہوگی دوسری نشانی اس کے فوراً بعد ظاہر ہوجائے گی۔

مغرب سے سورج نکلنے سے قبل آسمان کا افق ایک گول حلقے کی مانند ہو جائے گا جس کے اندر سے سورج طلوع ہو گا۔

بریدہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ کے ایک بیابان میں لے کر گئے جہاں میں نے خشک زمین دیکھی جس کے ارد گرد ریت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہاں سے دابۃ الارض نکلے گا۔ ۱۰۳؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گرھن کو لگا تو ہم نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل قیام، رکوع اور سجدہ کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اتنی ہی طویل ادا فرمائی، پھر آپ نے دعا فرمائی اور گریہ فرماتے ہوئے فرمایا! تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا اور حال یہ ہے کے میں ان میں موجود ہوں، تو نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا اور ہم تجھ سے ہی اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا، اس وقت تک سورج صاف ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرماتے ہوئے سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان فرمائی، پھر ارشاد فرمایا! سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، تو تم جب بھی ان میں سے کسی کو گرھن لگتا دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، جنت مجھ سے اتنی قریب کر دی گئی تھی کے اگر میں ہاتھ بڑھاتا تو کچھ انگور کے گچھے توڑ لیتا (اگر میں اسے لے آتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور یہ تمھیں کافی ہوتے)۔

اور جہنم بھی مجھ سے قریب کر دی گئی یہاں تک کے میں اس سے بچاؤ کرنے لگا اس خوف سے کے کہیں وہ تمھیں ڈھانپ نا لے، یہاں تک کے میں قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا جس پر ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا کیونکہ اس نے اس بلی کو باندھ کر رکھا تھا اور وہ

بھوکی پیاسی مر گئی نا گر وہ بلی آزاد ہوتی تو زمین میں سے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ میں نے اس بلی کو دیکھا جو اس عورت کو سامنے اور پیچھے سے نوچ رہی تھی، پھر میں نے دو چمڑے کی جوتیوں والے کو دیکھا جو قبیلہ دعدع کا ایک فرد تھا، اس کو دومنہ والی لکڑی سے مار کر آگ میں دھکیلا جا رہا تھا نیز میں اس میں خمدار سر والی لکڑی چرانے والے کو بھی دیکھا، جو حاجیوں کا مال چراتا تھا، وہ جہنم میں

اپنی لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے کہہ رہا تھا میں خمدار سر والی لکڑی چرانے والا ہوں۔ ۱۰۴ ؎
اہل علم کہتے ہیں کے سورج گرھن کے وقت وہ دروازے کھل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمالیا۔
مصری یہ بات اچھی طرح سے سمجھ گئے تھے جب ہی وہ مغرب کو اللہ کے قریب جانے کو سمجھ گئے تھے۔
شمالی ہوائیں، بے حد سرد اور خشک ہوتی ہیں، اگر بادشمال سات دن تک متواتر چلتی تو اہل مصر کفن کی تیاری شروع کردیتے کیونکہ وہ اس ہوا کی سختی کو برداشت نہ کرپاتے۔ ۱۰۵ ؎
اہل مصر کئی ماورائی علوم پر دسترس رکھتے تھے اور کتب تاریخ میں یہ لکھا ہے کے اہل مصر 000,81 علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے، اور انھیں یہ بھی معلوم تھا کے مغرب کی سمت ہی وہ سمت ہے کے جہاں چیزیں جاتی ہیں اور خدا سے ملاقات بھی اسی سمت میں ہوسکتی ہے
جب ہی ہزاروں سال قبل مسیح میں ہی تین فارعین کے مقابر پر دوسری دنیاؤں کے دروازے کا عنوان حیران کن ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دعوت دین دی تو اس نے ہامان سے کہا کے ایک اونچی سیڑھی لاؤ تا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ فرعون نے کہا اے میرے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے علاوہ کوئی معبود نہیں جانتا، سو اے ہامان! تو میرے لیے مٹی پر آگ جلادے سو میرے لیے ایک محل بنادے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور بلاشبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔
اللہ تعالی نے اپنے نور سے متعلق اس گھمبیر عقدہ کو خود ہی سورہ نور میں کھولتے ہوئے فرمایا!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ ۱۰۷

ترجمہ۔اللہ آسمانوں اورزمین کا نور ہے اوراس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک شیشہ کے قندیل میں ہے وہ قندیل ایسا ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو وہ چراغ بابرکت درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو زیتون ہے یہ درخت نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہوجائے اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور علی نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرمایا تا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالی مشرق اور مغرب سے بلند وبالا ہے اور اس کا نور کائناتی یعنی Universal ہے، جس نے کل کائنات کا احاطہ کرر کھا ہے

حضور قلندر بابا اولیاء اس نکتے کی وضاحت میں فرماتے ہیں، کائنات کا ہر ذرہ بصورت خلاء اللہ تعالی کے نور میں واقع ہے، دیکھنے والے کو اللہ تعالی کا نور تو نظر نہیں آتا ہے، صرف کائنات کا خلاء نظر آتا ہے جس کو وہ اشیاء کائنات جیسے چاند، سورج ، ستارے زمین ، آسمان اور جانور وغیرہ کہتا ہے۔۱۰۸؎

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۱۔
۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ
۵۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۱۔

٦۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
٧۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔٣٦۔
٨۔سورہ مومن۔آیت۔٦۴۔
٩۔سورہ مومن۔آیت۔٦۵۔
١٠۔سورہ مومن۔آیت۔٦٦۔
١١۔سورہ تکویر۔آیت۔٢٩۔
١٢۔سورہ المطففین۔آیت۔٦۔
١٣۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔٨۔٩۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔١٩٨٨ء۔
١۴۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔١٩٩٠ء۔
١۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ١٢٠۵ھ)۔ج۔٨۔ص۔٧٠۴۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔١٣٠٦ھ۔
١٦۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ھ)۔ج۔١۔ص۔١٣٨۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔١٣٨٧ھ۔
١٧۔اقبال اور تصوف۔پروفیسر محمد فرمان ایم۔خان۔ص۔٩٧۔٩٨۔بزم اقبال لاہور۔١٩۵٨ء۔
١٨۔سورہ مدثر۔آیت۔٣١۔
١٩۔سورہ انعام۔آیت۔۵٩۔
٢٠۔سورہ یونس۔آیت۔٦١۔
٢١۔سورہ ہود۔آیت۔٦۔
٢٢۔سورہ النمل۔آیت۔٧۵۔
٢٣۔سورہ سبا۔آیت۔٣۔
٢۴۔سورہ رعد۔آیت۔٣٩۔
٢۵۔سورہ النبا۔آیت۔ ٢٩۔
٢٦۔سورہ الرحمن۔آیت۔١٧۔
٢٧۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
٢٨۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔١۴٠۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔١٩۵٩ء۔
٢٩۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴١۔
٣٠۔سورہ الحاقہ۔آیت۔٢۵۔
٣١۔سورہ کہف۔آیت۔١٨۔
٣٢۔سورہ کہف۔آیت۔١٧۔
٣٣۔سورہ اعراف۔آیت۔١٧۔
٣۴۔سورہ النحل۔آیت۔٢٩۔

۳۵۔سورہ النحل۔آیت۔۴۸۔
۳۶۔سورہ سبا۔آیت۔
۳۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔
۳۸۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۳۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۲۷۔
۴۰۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۴۱۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۴۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۹۳۔
۴۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۲۸۔
۴۴۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔
۴۶۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۴۷۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔
۴۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۷۔
۵۰۔سورہ معارج۔آیت۔۴۰۔
۵۱۔سورہ الصافات۔آیت۔۵۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۵۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۹۔
۵۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۳۔
۵۵۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۸۔
۵۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۶۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۶۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۶۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۶۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۵۔سورہ دخان۔آیت۔۱۰۔
۶۶۔سورہ دخان۔آیت۔۱۱۔
۶۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔سورہ النمل۔آیت۔۸۲۔
۷۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۔
۷۷۔ابن ابی الدنیا فی الاہوال وابن ابی حاتم والشیخ نے العظمہ۔
۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۶۱۔
۸۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی ،بیروت۔
۸۱۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۶۔
۸۴۔ الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۶۔سورہ واقعہ۔آیت۔۴۔
۸۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۹۰۔سورہ المومن۔آیت۔۵۹۔
۹۱۔سورہ النباء۔آیت۔۱۷۔
۹۲۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۹۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۳۔
۹۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۹۵۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۳۰۔
۹۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۷۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۹۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۹۔سورہ المومن۔آیت۔۸۵۔
۱۰۰۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۰۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۸۔
۱۰۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔۔
۱۰۶۔سورہ القصص۔آیت۔۳۸۔
۱۰۷۔سورہ النور۔آیت۔۳۵۔
۱۰۸۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

اور جہاں الْعٰلَمِيْنَ

باب ۵

عالمین کے حوالے سے انبیاء، پیغمبر اور رسولوں کا ذکر

بے شمار کائناتی زمینوں پر وحی کا نزول:

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۬ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ۔۱

ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تا کہ تم جان لو کے اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَہُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ۔۲

ترجمہ۔ اللہ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں، تکبر نہیں کرتے۔

امام احمد رضا بریلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں! ان زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔ ۳؎

وَاَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَہَا ۔۔

ترجمہ۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔ ۴؎

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۔ ۵

ترجمہ۔ آسمان اور زمین میں جتنے لوگ بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ ۶؎

ترجمہ۔ تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں!

آسمان میں جو تم ستارے دیکھتے ہو ان میں بھی مخلوقات آباد ہیں نا تم انھیں جانتے ہو اور نا وہ تمھیں جانتی ہیں۔

ایک علم میرے سینے کی تہوں میں پوشیدہ اور لپٹا ہوا ہے اگر میں اسے تم پر ظاہر کر دوں تو تم اسی طرح سے پیچ و تاب کھانے لگو گے جس طرح سے گہرے کنوؤں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔ ۷؎

رسالت:

اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء، پیغمبر اور رسل بھیجے تا کہ بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کی جا سکے۔ یعنی بے شمار زمینوں پر اللہ کے رسول توحید کا پیغام عام کرتے رہے اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔

منصب رسالت پر فائز انبیاء اور رسل کے درج ذیل تین اہم ترین فرائض ہیں۔

۱۔ تلاوت آیاتِ۔ ۲۔ تعلیم کتاب و حکمت۔ ۳۔ لوگوں کا تزکیۂ نفس۔

رسالت کا مقصد صرف پیغام پہنچانا نہیں بلکہ اس پر عمل کر کے دکھانا بھی ہے۔ انبیاء کرام کو اللہ نے اس لیے بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور برائی سے روکیں۔ رسالت کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتا ہے تا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہمیں جو سیارے نظر آتے ہیں، ان میں بھی کھربوں مخلوقات آباد ہیں البتہ ان کی حرکات و سکنات اور شکل و صورت میں مقداروں کا فرق ہے دیگر کائناتی زمینوں میں بھی اللہ کی تخلیق کردہ یہ مخلوقات مختلف گیسیز، دھات، لکڑی، کرسٹل اور لوہے پر مبنی ہو سکتی ہے

۔۸ ؎۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَاَلۡوَانِكُمۡ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡعٰلِمِيۡنَ۔

ترجمہ۔اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری بولیوں اور رنگتوں کا اختلاف ہے، بے شک اس میں سارے عالمین کے لئے (قدرت کی) نشانیاں ہیں ۔۹ ؎

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں!

اس کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہورہی ہے، کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے، لاشعور بیدار ہوجاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں، جو کچھ اس زمین پر ہورہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔۱۰ ؎

آپ مزید لکھتے ہیں!

سیر کی آنکھ دیکھتی ہے کے یہ سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے، اور لوح محفوظ کا منقوش پروگرام خالق کائنات کی تجلی سے

بے شمار زمینوں (Screens) پر ڈسپلے (Display) ہورہا ہے، تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار انواع اور انسانی شماریات سے ماوراء ان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں، یہ کائناتی مشین ایک دائرے (Circle) میں چل رہی ہے، جزولاتجزیٰ وجود سے اس کی حرکت شروع ہوتی ہے، اور ماوراء ہستی کی طرف لوٹ جاتی ہے، آسمان ، زمین ، درخت، پہاڑ، چرندے ، پرندے ، حشرات الارض، فرشتے، جنات اور انسان سب اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں ، جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے، البتہ انسان ایسا واحد فرد ہے جو نظام کائنات کی میکانزم سے واقف ہے، باقی مخلوق اس میکانزم سے واقفیت نہیں رکھتی۔۱۱ ؎

بے شمار کائناتی زمینوں پر انبیاء کرام اور پیغمبروں کا نزول:

بے شمار کائناتی زمینوں پر انبیاء کرام اور پیغمبروں کے نزول کے حوالے سے قرآن کریم میں کئی اشارے موجود ہیں۔ سورہ طلاق کی آخری آیت!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ ۱۲

ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تا کہ تم جان لو کے اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر:

حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں مجھے یہ ڈر ہے کے اگر میں نے اس آیت کی تفسیر بیان کر دی تو تم میں سے اکثر کافر ہو جاؤ گے یعنی (یقین نہ کرو گے) تاہم جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا یہ سات زمینیں یعنی (سات کائناتیں) ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے، آدم کی مثل آدم ہیں، نوح کے مثل نوح ہیں، ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔ ۱۳

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ۔ سے مراد ان سب زمینوں میں اللہ کے احکامات نازل ہوتے ہیں۔

یعنی۔ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک اللہ کے احکامات کا نزول ہوتا ہے۔ ۱۴

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ ۔ سے مراد آسمان جڑے ہوئے ہیں، اور زمینیں بھی جڑی ہوئی ہیں اور ان کے درمیان اللہ کے احکامات کا نزول ہوتا ہے۔ ۱۵

حضرت حسنؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ سے مراد ہر آسمان اور زمین کے

درمیان اللہ کی مخلوقات آباد ہیں، اوران زمینوں پر اللہ کا امر (حکم) اترتا ہے۔۱۶؎

ابن المنذر نے ابن جریج سے آیت۔ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ سے مراد ہر کائناتی زمین کا عرض پانچ سو سال کا راستہ ہے، اور دو زمینوں کے درمیان بھی پانچ سو سال کا راستہ ہے، جبکہ ہوا دوسری اور تیسری زمین کے درمیان ہے، ساتویں زمین یعنی ترمٹی کے اوپر ہے، جس کا نام تخوم ہے، اسی زمین میں کفار کی روحیں ہیں، جبکہ آج بھی اس زمین میں کفار کے لیے حنین یعنی رونا ہے، اور یہ روز قیامت میں انھیں برہوت کی طرف پھینک دیا جائے گا۔

مسلمانوں کی ارواح جابیہ میں جمع ہیں، جبکہ ثری اس چٹان کے اوپر ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت فی صخرۃ اور چٹان کا رنگ سبز ہے جیسے تاج پہنایا گیا ہے اور یہ چٹان بیل پر ہے اور اس بیل کے دو سینگ اور تین ٹانگیں ہیں، روز قیامت یہ زمین کا سارا پانی نگل جائے گا، بیل مچھلی پر ہے، اور مچھلی کی دم اس کے سر کے پاس ہے، جو نچلی زمین کے نیچے گول پڑی ہوئی ہے، اور اس کی دونوں کنارے عرش کے نیچے بندھے ہوئے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ نچلی زمین بیل کے دونوں سینگوں کے سہارے بلکہ اس کی پیٹھ پر ہے، جس کا نام بھموت ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! وہ مچھلی کس پر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ کالے پانی پر ہے۔۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک زمینوں میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، ان میں سے ہر ارض مچھلی کی کمر پر ہے، جبکہ مچھلی چٹان پر ہے، اور ہر چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔

دوسری زمین میں اللہ نے ہوا کو بند کیا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے خازن کو حکم دیا کے اس قوم پر ہوا کو بھیج دو، اس پر فرشتے نے عرض کی، اے میرے رب ان پر بیل کے نتھنے کے برابر سوراخ سے ہوا بھیجوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تب تو وہ ہوا زمین کو اور جو کچھ اس پر ہے سب کو تباہ و برباد کر دے گی ہتم اس قوم پر انگوٹھی کے برابر سوراخ سے ہوا بھیجو۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا آیت۔

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِیۡمِ ۔۱۸

ترجمہ۔ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتی، وہ جس پر سے گزرتی اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی۔

تیسری زمین میں جہنم کے پتھر ہیں، چوتھی زمین میں جہنم کی گندھک ہے، صحابہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا آگ کے لیے گندھک ہے؟ فرمایا ہاں! اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک جہنم میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں۔

اگر اس میں پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو وہ بھی پگھل کر بہہ جائیں، پانچویں زمین میں جہنم کے سانپ ہیں، ان کے منہ وادیوں کی طرح ہیں وہ کافروں کو بری طرح سے ڈسیں گے، اور انہیں قصاب کی مڈھی پر پڑے ہوئے گوشت کی طرح کر دیں گے،

چھٹی زمین میں جہنم کے بچھو ہیں، بے شک ان میں سے سب سے چھوٹا بچھو پالان لگے ہوئے خچروں کی طرح ہیں وہ کافر کو ایسا شدید ڈنگ ماریں گے، جس کی وجہ سے وہ جہنم کی گرمی کو بھول جائیں گے، ساتویں زمین میں سقر جہنم ہے جس میں ابلیس لوہے کے ساتھ باندھا گیا ہے، اس کا ایک ہاتھ آگے کی جانب اور ایک ہاتھ اپیچھے کی جانب سے باندھا ہوا ہے، تاہم جب اللہ تعالیٰ اس کو آزاد کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو جتنی دیر کے لیے چاہے اسے آزاد کر دیتے ہیں۔۱۹

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک زمین کی موٹائی پانچ سو سال کے فاصلے جتنی ہے، اور دوسری زمین کی موٹائی بھی اسی طرح ہے اور ہر دو زمینوں کے درمیان اسی طرح کا فاصلہ ہے۔۲۰

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آسمانوں کا سردار وہ آسمان ہے جس میں عرش ہے، جبکہ زمینوں کا سردار وہ زمین ہے جس پر ہم ہیں۔۲۱

اسی حوالے سے امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول اپنے اندر نہایت گہرے معنی رکھتا ہے!

آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح سے کرہ ارض پر آباد ہیں۔۲۲

اسی نظریے کی توثیق میں امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں تمھارے اس پر جوش سورج اور چاند کے علاوہ بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں جن میں کثیر مخلوقات آباد ہیں نا تمھیں ان کا

ادراک ہے اور نہ ہی وہ تمھارے بارے میں جانتی ہیں جب تک کے تمھارا علم اس مقام پر نہ پہنچ جائے۔ ۲۳؎

اللہ کی طرف سے رسولوں پر سلامتی:

وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ سلامتی ہو پیغمبروں پر، سب تعریف ہے اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو عالمین میں منتخب کرلیا گیا:

حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات ہیں، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے عالمین میں چن لیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا تمام عالمین میں، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو۔

دس لاکھ (۱۰،۰۰،۰۰۰) آدم:

ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؑ سے کتاب توحید میں طویل حدیث روایت کرتے ہوئے فرمایا شاید تو یہ گمان کرتا ہے کے اللہ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں کیا؟ اللہ کی قسم! اللہ تعالی نے دس لاکھ (۱۰،۰۰۰۰۰) آدم پیدا فرمائے اور تم ان آدم کے آخری آدم کی اولاد ہو۔ ۲۶؎

علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں! اس حدیث کی دو سندیں ہیں ایک حضرت عبداللہ بن عباسؓ تک متصل ہے اور دوسری سند ابوالضحی پر موقوف ہے اور اس حدیث کا وہی معنی ہے جو ابوسلیمان دمشقی نے بیان کیا ہر زمین میں اللہ کی مخلوق ہے اور اس مخلوق میں ان کا ایک سردار ہے جو ان پر مقدم ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام ہمارے بڑے اور ہم پر مقدم ہیں اور ان کی اولاد میں سے کسی بڑے کی عمر حضرت نوح علیہ السلام جتنی ہے اور اسی طرح باقی۔ ۲۷؎

فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی حج کے موقع پر اپنے مشاہدات اور مکاشفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

طواف کعبہ کے دوران انھیں ایک اور جماعت بھی طواف کرتی نظر آئی تاہم اس جماعت کے ایک فرد نے محی الدین ابن عربی سے یہ کہا میں تمھارے اجداد میں سے ہوں، ابن عربی نے ان سے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا؟ تو انھوں نے کہا میری وفات کو چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) سال بیت گئے یہ سن کر محی الدین ابن عربی کو حیرت ہوئی، انھوں نے کہا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کو تو ابھی صرف سات ہزار (۷،۰۰۰) سال سے زائد نہیں گزرے پھر آپ کی وفات کو چالیس ہزار برس کیسے گزر سکتے ہیں؟ اس پر اس شخص نے محی الدین ابن عربی سے پوچھا کہ تم کون سے آدم کی بات کر رہے ہو؟۔ ۲۸؎

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر:

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی، رسول اور پیغمبر تھے، اللہ تعالی نے آپ کو تمام علم الاسماء کا علم سکھایا۔

قرآن کریم میں آپ کا ذکر 25 مرتبہ کیا گیا ہے۔ آپ کا نام آدم جبکہ آپ کی ایک کنیت ابوالبشر یعنی تمام انسانوں کے باپ ہے۔

اب تک کی پہلی اور ابتدائی معلوم خبر جو خود بذریعہ قرآن کریم ہم تک پہنچی ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر تھی جو اللہ تعالی نے سب سے پہلے فرشتوں سے بیان کی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ ۲۹

ترجمہ۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں اپنا ایک نائب پیدا کرنے والا ہوں۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ ۳۰

ترجمہ۔جب پروردگار نے ملائکہ سے یہ کہا میں کھنکھناتی ہوئی سڑی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

قَالَ يَآ اٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔فرمایا اے آدم ان چیزوں کے نام بتادو، پھر جب آدم نے انہیں اُن کے نام بتادیئے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہوں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۔۳۲

ترجمہ۔ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

مندرجہ بالا ان آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کے سامنے کائنات کی ایک ایسی حقیقت کو بیان کردیا کے جس کو معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی دوسرا طریقہ موجود نہیں تھا یعنی اس انکشاف سے بنی نوع انسانیت کو جو اہم حقائق معلوم ہوئے ہیں وہ ان نتائج سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں جو زمین کی تہوں سے متفرق ہڈیاں نکال کر انھیں قیاس اور تخمین سے ربط دے کر انسان اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی ضمن میں بنی نوع انسان کے حوالے سے امام غزالی نے کمال کا ایک نکتہ کھولتے ہوئے فرمایا انسان اگرچہ ازلی تو نہیں ہے لیکن وہ ابدی ضرور ہے۔ ۳۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ ۳۴؎

ہابیل اور قابیل:

ہابیل و قابیل آدم اور حوا کے دو بیٹوں کے نام ہیں۔کتاب مقدس میں اُن کا ذکر کتاب پیدائش میں

آیا ہے جبکہ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ میں ان کا ذکر آیا ہے۔ کتاب مقدس میں قابیل کو قائن کے نام سے پکارا گیا ہے۔

قابیل یا قائیل حضرت آدم اور حضرت حوا کا پہلا بیٹا تھا، اس کے ساتھ ساتھ اسے پہلا قاتل بھی تھا۔ پیشے کے لحاظ سے قابیل کاشت کار تھا اور زمین میں سبزیاں اگاتا تھا۔

ہابیل حضرت آدم اور حضرت حوا کا چھوٹا بیٹا تھا۔ جسے قابیل نے قتل کر دیا۔ پیشے کے لحاظ سے ہابیل بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اور قابیل زراعت کا کام کرتا تھا۔

واقعہ یہ ہے کے آدم وحوا سے جولڑکے اور لڑکی صبح وشام پیدا ہوتیں ان کی شادی ایک دوسرے سے جائز نا تھی بلکہ صبح والی لڑکی کی شادی شام والے لڑکے سے ہوتی اور شام والی لڑکی کی صبح والے لڑکے سے قابیل کے حصے میں جولڑکی آتی ہے وہ اس کے معیار کے مطابق خوبصورت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ ہابیل کا قتل کر دیتا ہے چونکہ وہ لڑکی ہابیل کے زوج میں آجاتی ہے۔ بعض لوگ یاد نہیں رکھ پاتے کہ ہابیل اور قابیل میں سے قاتل کون تھا۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ قاتل اور قابیل ملتے جلتے لفظ ہیں۔

قتل کرنے والا بھی قابیل یا قائن ہی تھا۔ (صبح وشام پیدا ہونے کی روایت کسی مذہبی کتاب میں نہیں ملی)۔

ہابیل قتل سے قبل اپنے بھائی قابیل سے کہتا ہے! بے شک اگر تو نے میرے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا، لیکن میں تجھے قتل کرنے کے لئے تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام عالمین کا رب ہے۔

یعنی ہابیل بھی اپنے والد کے زیر تربیت عالمین اور اس کے رب سے بخوبی واقف تھے، جبکہ اپنی جان بچانے کی خاطر بھی وہ اپنے بھائی سے مقابلے کے لئے تیار نا تھے، انھوں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ ابۡنَیۡ اٰدَمَ بِالۡحَقِّ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِہِمَا وَ لَمۡ یُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقۡتُلَنَّکَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ

اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۔۳۵

ترجمہ۔آپ ان کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنایئے جبکہ ان دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی، سو ان میں سے ایک کی نیاز قبول کر لی گئی اور دوسرے کی نیاز قبول نہ کی گئی اس نے کہا میں تجھے ضرور بالضرور قتل کروں گا دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف تقوی والوں سے قبول فرماتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۔۳۶

ترجمہ۔بے شک اگر تو نے میرے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا، لیکن میں تجھے قتل کرنے کے لئے تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام عالمین کا رب ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو عالمین میں منتخب کر لیا گیا اور ان پر سلامتی:

حضرت نوح علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی اور رسول تھے، اللہ تعالی نے آپ کی دین اسلام کی خدمات کے حوالے سے تمام عالمین میں آپ پر سلامتی بھیجی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۔۳۷

ترجمہ۔نوح پر تمام عالمین میں سلامتی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۔۳۸

ترجمہ۔بے شک اللہ نے چن لیا تمام عالمین میں، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو۔

حضرت نوح علیہ السلام ایک اولوالعزم، جلیل القدر نبی، رسول اور پیغمبر ہیں، آپ نے نہایت استقامت اور صبر و سکون کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرمائی، لیکن آپ کی قوم حد درجہ کافر، باغی اور مکر و فریب سے بھری ہوئی تھی، آپ کی قوم بت پرست تھی اور تقریباً پانچ بتوں کی

پوچا کیا کرتی ،لیکن آپ نے نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی قوم کو دین اسلام اور اللہ کی وحدانیت کا درس دیا

لیکن آپ کی قوم مسلسل آپ کا انکار کرتی رہی ، اس انکار کے نتیجے میں اللہ تعالی نے اس قوم کو عذاب سے گزارا اور اس سرکش اور باغی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اگرچہ اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کئی سورتوں میں کیا ہے لیکن آپ کا کی استقامت ، مستقل مزاجی اور دین کی خدمت کے پیش نظر قرآن کریم میں سورہ نوح کے نام سے ایک مکمل سورہ نازل فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کو ابوالبشر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے نوح عربی زبان کا لفظ نہیں ہے،عربی زبان میں ناح سے مراد چیخ و پکار ہے جبکہ نوح سے ہی نوحہ کرنا بھی ہے۔حضرت نوح علیہ السلام بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے چنانچہ اسی مناسبت سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔

نوح بن مالک بن متوشلخ بن خنوخ (ادریس) ابن یرد بن صلابیل بن قنین بن انوش بن شیث بن آدم ابوالبشر علیہ السلام۔

امام ابن جریر نے لکھا! حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

اہل کتاب کی تاریخ میں مذکور ہے کے ان دونوں کے درمیان ایک سو چھبیس سال کا عرصہ تھا۔

قدیم کتب میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی اولادوں کا ذکر نہایت صراحت کے ساتھ موجود ہے حضرت نوح علیہ السلام کی آمد ہبوط آدم سے چھ سو برس بعد کی بیان کی جاتی ہے آپ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے پڑ پوتے ہیں،آپ کے والد کا نام لامخ جبکہ آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کے نوح بن لامخ بن متوشالح بن اخنوح (ادریس) بن یارو بن ملیل بن قیناح بن انوش بن شیث بن آدم جبکہ روایت میں یہ بھی آتا ہے کے حضرت آدم کے بعد آپ وہ پہلے نبی تھے جو منصب

رسالت پر فائز کئے گئے۔۳۹؎

اہل ہنود:

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پانچ بڑے بت۔ا۔ود۔۲۔سواع۔۳۔یعوق۔۴۔یغوث۔۵۔نسر کی پوجا کیا کرتے، یہ پانچ بت دراصل حضرت نوح علیہ السلام سے پہلی امتوں کے نیک افراد تھے اور گزشتہ انبیاء کے صحابی تھے، جب ان نیک افراد کا انتقال ہوا تو لوگوں میں دکھ درد کی ایک لہر دوڑ گئی لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کے یہ برگزیدہ افراد اب کیونکہ دنیا سے پردہ فرما چکے لہٰذا ان کی یادگار تعمیر کرنی چاہیئے تاکہ یہ ہمیں یاد رہیں، یادگار کی تعمیر کے بعد اس نے یہ وسوسہ ڈالا کے کیونکہ یہ برگزیدہ افراد اللہ سے قریب ہیں لہٰذا ان سے یہ دعا کی جائے کے یہ ہماری دعاؤں کو اللہ تعالی تک پہنچائیں، بعد ازاں کئی سو سال تک یہی ہوتا رہا پھر شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کے اتنی دور یادگار کی زیارت کے لئے آنا پڑتا ہے لہٰذا اپنے اپنے گھروں میں ہی ان کے مجسمے رکھ لئے جائیں اور وہیں ان سے دعائیں مانگ لی جائیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ ان سے براہ راست ہی اپنا مدعا بیان کرنے لگے اور اس طرح سے بت پرستی بتدریج اس قوم میں داخل ہوگئی۔

تمام زندہ مذاہب میں ہندومت قدیم ترین مذہب ہے محققین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سرزمین ہندوستان پر آئے اور انھوں نے یہاں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا یہ بات لائق ضبط عقل بھی ہے کے دنیا کے تمام خطوں اور اقوام پر اللہ تعالی نے پیغمبروں کو مبعوث فرما کر حجت تمام کی چنانچہ ہندوستان کے ایک بلا مبالغہ بہت بڑے دانشور مرحوم شمس الدین عثمانی جو ہندومت کے حوالے سے ایک نابغہ عصر شخصیت مانے جاتے ہیں نے اپنی طویل تحقیق میں تمام بنیادی ماخذ و مراجع و مصادر کو ملحوظ رکھتے ہوئے

ایک تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے اللہ تعالی نے قوم ہنود (ہندوؤں) کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، شمس نوید عثمانی نے اپنی تحقیق میں قرآن سنت کے علاوہ ہندو دھرم کے اصل مصادر، وید، گیتا، رامائین، مہابھارت، منودھرم، شاستر اور اپنشد کے تحقیقی

حوالوں کے علاوہ نامور ہندو مصنفین و شارحین جن میں سوامی دیانند سرسوتی، شنکراچاریہ، ڈاکٹر تارا چند، درگا شنکر ستیارتھی، مہاتما گاندھی، ڈاکٹر رادھا کرشن اور شری رام شرما شامل ہیں کی تحقیق سے بھی استفادہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو ہندوؤں کی مقدس کتب میں منوح اور منو کہا گیا ہے اور ان کتب میں درج ہے کے ایک عظیم سیلاب کے بعد منو نے بعض نیک انسانوں کو کشتی میں سوار کر لیا تھا اور تمام برے لوگ طوفان میں غرق ہو گئے تھے، شمس نوید عثمانی کے مطابق ہندوؤں کی بڑی اکثریت آریائی قوم سے تعلق رکھتی ہے جو ایرانی قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسری قوم ہندوؤں کی دراوڑ ہے جو عہد نبوی میں یمن میں آباد تھی چنانچہ سورہ جمعہ میں آخرین سے مراد قوم ہنود ہے، محققین کے مطابق اگر مان لیا جائے کے طوفان نوح 5000BC میں آیا ہے اور اگر اس طوفان کا محل وقوع وسطی ایشیاء تھا تو اس طوفان کا براہ راست تعلق آریاؤں سے جڑ جاتا ہے جو بعد میں ہندوستان میں داخل ہوئے لیکن کچھ محققین اس طوفان نوح کا تعلق بین النہرین سے جوڑتے ہیں جس کے آثار قدیم وادی سندھ کی تہذیب سے ملتے ہیں تو اس صورت میں بھی بین النہرین تہذیب کی بنیاد وادی سندھ کے لوگوں نے ہی رکھی ہے تاہم دونوں ہی صورتوں میں اس کا تعلق حضرت نوح علیہ السلام سے ہی جڑتا ہے شمس نوید عثمانی اپنی تحقیق میں آگے دلائل سے یہ ثابت کرتے ہیں کے ویدوں کی اصل تعلیمات وہ نہیں جو آج ہندوؤں میں مروج ہے بلکہ ویدک دھرم سادہ عقائد پر مبنی مذہب ہے جس کی درست تعبیر اسلام ہی ہے اور ہندوؤں کا درست مذہب وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی حتمی تعلیمات پر مبنی ہے۔

ارشادات خداوندی:

سَلٰمٌ عَلٰى نُوۡحٍ فِى الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔نوح پر تمام عالمین میں سلامتی ہو۔

وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۴۱

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا) میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا ثواب تو بس رب

العالمین کے ذمہ ہے۔

قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَۃٌ وَّ لٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔(نوح) نے کہا! اے میری قوم! میرے ساتھ کوئی گمراہی نہیں ہے۔ میں رب اللعالمین کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں۔

فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَصۡحٰبَ السَّفِیۡنَۃِ وَ جَعَلۡنٰہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دے دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام عالمین کے لیے عبرت بنا دیا۔

فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَصۡحٰبَ السَّفِیۡنَۃِ وَ جَعَلۡنٰہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دے دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام عالمین کے لیے عبرت بنا دیا۔

حضرت ھود علیہ السلام رب اللعالمین کی طرف سے بھیجے گئے ہیں

حضرت ھود علیہ السلام اللہ کے ایک برگزیدہ نبی تھے، جو قوم عاد پر بھیجے گئے، آپ کی قوم حد درجہ سرکش، متکبر، انا پرست اور بت پرست تھی، وہ آپ کا مضحکہ اڑاتے اور آپ کی تذلیل کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نا دیتے تھے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ سَفَاہَۃٌ وَّ لٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ہود نے کہا اے میری قوم! مجھ میں بے وقوفی نہیں ہے لیکن میں رب عالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴۶

ترجمہ۔(ھود نے اپنی قوم سے کہا) میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا ثواب تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

قرآن کریم کی ایک سورہ ھود آپ کے نام سے موسوم ہے۔

یمن اور عمان کے درمیان ”احقاف“ نامی سرزمین پر قوم عاد رہتے، جہاں نعمتوں کی کثرت اور

فراوانی تھی، قوم عاد خوش حال اور آرام دہ زندگی بسر کر رہے تھے، یہ قوم بت پرستی، فسق و فجور اور ظلم وستم میں غرق تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

قوم عاد کی سرکشی کے باعث اللہ تعالی نے انھیں تیز آندھی سے عذاب دیا اور انھیں صفحہ ہستی سے نابود کر دیا گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کا اجر رب اللعالمین کے ذمہ ہے

حضرت صالح علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر تھے، آپ قوم ثمود پر بھیجے گئے جو نہایت سرکش اور متکبر قوم تھی۔

آپ نے طویل عرصہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرمائی لیکن آپ کی قوم کی سرکشی میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہی ہوتا رہا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔[۴۷]

ترجمہ۔ (صالح نے اپنی قوم سے کہا) میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

چار ہزار سال قبل حجاز مقدس اور تبوک کے درمیان حجر نامی جگہ میں قوم ثمود آباد تھی جو آج کل مدائن صالح کے نام سے مشہور ہے، یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ قوم عاد نہایت ترقی یافتہ قوم تھی جو پہاڑوں میں گھر بنانے کی ٹیکنالوجی سے واقف تھے۔ آپ کی قوم بت پرست تھی، جس نے آپ سے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا، بعد ازاں اس اونٹنی کو قتل کر دیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے ان پر شدید عذاب بھیجا اور انھیں مقام عبرت بنا دیا۔

آل ابراہیم کو عالمین میں منتخب کر لیا گیا

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیمی کو عالمین میں چن لیا اور منتخب کر لیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۴۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین جہانوں سے۔

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ وَلَقَدِ اصۡطَفَیۡنٰهُ فِی الدُّنۡیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۔۴۹

ترجمہ۔ اور ملت ابراہیمی سے وہی روگردانی کرے گا جس نے اپنے نفس کو احمق بنایا، اور بے شک ہم نے ان کو منتخب کر لیا دنیا میں، اور وہ آخرت میں صالحین میں سے ہیں۔

وَ اِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِیۡمَ اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ وَ قَوۡمِهٖ مَا ذَا تَعۡبُدُوۡنَ اَئِفۡکًا اٰلِهَۃً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِیۡدُوۡنَ فَمَا ظَنُّکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۰

ترجمہ۔ بے شک نوح کا اتباع کرنے والوں میں ابراہیم بھی تھے، جب وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آئے، انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ کس چیز کی عبادت کرتے ہو، کیا اللہ کو چھوڑ کر چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے معبودوں کو چاہتے ہو، رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۱

ترجمہ۔ جب فرمایا ان کے رب نے کے فرمانبردار ہو جاؤ، تو انہوں نے عرض کیا کے میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں۔

وَ نَجَّیۡنٰهُ وَ لُوۡطًا اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا لِلۡعٰلَمِیۡنَ ۔۵۲

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات دے دی جس میں ہم نے عالمین کے لئے برکت رکھ دی ہے۔

قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ

فَاِنَّهُمۡ عَدُوٌّ لِّیۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۵۳

ترجمہ۔ابراہیم نے کہا کیا تم نے ان کو دیکھا کہ جن چیزوں کی عبادت کرتے ہو، تم اور تمہارے باپ دادا، بے شک وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء اور خلیل اللہ بھی کہا جاتا ہے، آپ اللہ تعالی کے انتہائی برگزیدہ بندے تھے جنھیں اللہ نے نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا آپ ترتیب زمانی کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے بعد تشریف لائے جبکہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے اور آپ حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولادوں میں سے ہیں یعنی آپ سامی النسل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِیۡمَ ۔ ۵۴

ترجمہ۔(نوح) کی جماعت میں سے ابراہیم ہے۔

تورات کے بیان کے مطابق! حضرت ابراہیم کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام کی آٹھویں پشت ناحور سے ہوتے ہوئے ان کے بیٹے تارخ (آذر) سے جاملتا ہے کیونکہ آپ کے والد کا نام قرآن کریم میں 'آذر' ہے لیکن تورات میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے۔

تورات میں لکھا ہے! دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت سی اقوام کا باپ ہوگا اور تیرا نام ابرام نہیں بلکہ ابراہام ہوگا کیونکہ میں نے تجھے اقوام کا باپ بنایا ہے۔ ۵۵

انبیائے کرام کی اکثریت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بھی نسل ابراہیمی سے ہے۔

یعنی مسلمانوں کا تعلق امت محمدیہ کے ساتھ ساتھ امت ابراہیمیہ سے بھی ہے، ہر نماز میں دنیا کے تمام مسلمان آپؑ پر اور آپؑ کی آل پر درود و سلام بھیجتی ہے۔تاہم قرآن کریم کی 22 سورتوں میں آپؑ کا ذکر آیا ہے، جبکہ قرآن کریم میں سورہ ابراہیم نامی سورہ آپ کی فضیلت پر نازل کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام الناس، مسلم، حنیف، خلیل اللہ اور ملت حنیفہ کہا گیا۔ اللہ تعالی نے آپ کو کتاب اور حکمت سے نوازا، آپ نے دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے کئی ممالک کے سفر اختیار کئے یعنی آپ کی تعلیمات کا دائرہ قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی تھا۔ اللہ نے آپ کو اور آپ کی آل کو عالمین کے لئے چن لیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کا اجر رب اللعالمین کے پاس ہے

حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور بنی تھے، آپ کی قوم نہایت متکبر، سرکش اور نہایت گناہ گار قوم تھی جو قوم لوط کہلاتی ہے۔ آپ طویل عرصہ تک دین اسلام کی ترویج واشاعت فرماتے رہے، لیکن قوم دن بدن گناہوں میں نڈر ہوتی گئی۔

تورات میں لکھا ہے کے حضرت لوط علیہ السلام کا شہر سَدُوم ہے، جو ملک شام میں صوبہ حمص کا ایک مشہور شہر ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارخ، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ یہ لوگ عراق میں شہر بابل کے باشندہ تھے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ہجرت کر کے فلسطین تشریف لے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام ملک شام کے ایک شہر اُردن میں مقیم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرما کر سدوم والوں کی ہدایت کے لیئے بھیج دیا۔ مدائن صالح اور دمشق کے درمیان بحیرہ لوط جو سی سالٹ کہلاتی ہے اس کے نزدیک آپ کی قوم آباد تھی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔ (لوط نے اپنی قوم سے کہا) میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

وَنَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات دے دی جس میں ہم نے عالمین کے لئے برکت رکھ دی ہے۔

قوم لوط کی ہم جنس پرستی جو اس سے پیشتر عالمین میں کسی نے نہ کی

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نہایت متمول تھی جبکہ ان کی بستی نہایت سرسبز وشاداب اور بکثرت پھلوں کی وجہ سے مشہور تھی چنانچہ آس پاس کے علاقے کے لوگ بھی اس بستی میں اس کی شادابی کے سبب آجایا کرتے، یہ بات قوم لوط کو نہایت ناگوار گزرتی، اس قوم کو شیطان نے بہکایا کے دیگر بستیوں سے آنے والے نوجوانوں کے ساتھ بدفعلی کی جائے تاکہ وہ یہاں کا رخ نا کریں، تاہم اس بدفعلی اور ہم جنس پرستی کی انھیں اس قدر لذت اور عادت ہوگئی کے انھوں نے اپنی عورتوں کے پاس جانا ترک کردیا اور مردوں سے ہی اپنی جنسی خواہشات کو پورا کیا کرتے۔

حضرت لوط علیہ السلام انھیں اس گناہ عظیم سے روکتے لیکن وہ ان کی ایک نا سنتے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ٘ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۔۵۸

ترجمہ۔ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا! بے شک تم بے حیائی کا کام کرتے ہو، تم سے پہلے اس کام کو عالمین میں کسی نے نہیں کیا۔

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۔۵۹

ترجمہ۔ہم نے لوط کو بھیجا، اس نے اپنی قوم سے کہا، تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جسے تم سے پہلے عالمین میں کسی نے بھی نہیں کیا۔

قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ قَالُوْۤا اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔۶۰

ترجمہ۔لوط نے کہا بے شک یہ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے رسوانہ کرو، اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو، لوگوں نے جواب میں کہا کیا ہم نے آپ کو عالمین کے لوگوں سے منع نہیں کیا؟

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ۔۶۱

ترجمہ۔ (لوط نے اپنی قوم سے کہا) کیا تمام عالمین میں تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو؟۔
بلا آخر اللہ کی طرف سے اس قوم پر عذاب الٰہی کا فیصلہ کر دیا گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا گیا، انھوں نے اس بستی کو اٹھا کر الٹا زمین میں پٹخ دیا، اللہ نے اس قوم پر پتھروں کی بارش برسائی، ان پتھروں میں آگ کے شعلے تھے، جن سے یہ قوم ہلاک ہوگئی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اجر رب اللعالمین کے پاس ہے

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو اقوام پر مبعوث فرمایا۔
ا۔قوم مدین ۔قوم الایکہ۔ یہ دونوں اقوام ناپ تول میں کمی کرتیں، مال کی محبت میں اس قدر گرفتار تھیں کے اپنے فائدے کے لئے فساد فی الارض سے بھی دریغ نا کرتیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام میکیل کے بیٹے تھے جبکہ میکیل یشجر کے اور یشجر مدین کے اور مدین ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔حضرت شعیب علیہ السلام باکمال خطیب تھے جس کی وجہ سے انھیں خطیب الانبیاء کا لقب دیا گیا۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو کہتے کے وہ خطیب الانبیاء تھے اس لیے کہ اپنی قوم سے خطاب اچھے اسلوب سے کرتے تھے۔ ۶۲

حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر بھی تھے، آپ نے طویل عمر پائی۔
آپ اپنی قوم کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرماتے لیکن آپ کی قوم آپ کی ایک نا سنتی، بالا آخر اللہ کی طرف سے آپ کی قوم کے لئے عذاب الٰہی کا فیصلہ کر دیا گیا اور آپ کی قوم کو بادل اور آندھی کے عذاب سے مٹا دیا گیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۶۳

ترجمہ۔ (شعیب نے اپنی قوم سے کہا) میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا میرا، اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام، رب اللعالمین کی طرف سے بھیجے گئے رسول ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول تھے، آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی اللہ کے برگزیدہ نبیوں میں سے ایک ہیں۔ یہ 1520 قبلِ مسیح میں مِصر پر فرعون بادشاہ ''مرنفتاح ثانی'' کی حکومت تھی، بعض مورخین نے اُس کا نام منفتاح بھی لکھا ہے، وہ اپنے والد، رعمسیس کے بڑھاپے کی وجہ سے عملاً حکمران بنا اور خدائی کا دعوے دار ہوا۔

منفتاح بادشاہ بڑا ظالم اور جابر تھا، اُس نے ''قوم بنی اسرائیل'' کو اپنا غلام بنا رکھا تھا، حالاں کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے سے مصر میں رہائش پزیر تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد، حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کے لیے ایک قطعۂ زمین اُس وقت کے فرعون بادشاہ ''ریان بن ولید'' سے حاصل کیا تھا، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی نسل ''بنی اسرائیل'' کہلائی، جو مِصر میں خُوب پھلی پُھولی، یہ لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین کے پیروکار تھے، چنانچہ اُس وقت اللہ کے نزدیک قوم بنی اسرائیل سب سے بہترین قوم تھی، جس نے فرعون کو سجدہ کرنے اور اُسے اپنا ربّ ماننے سے انکار کیا تھا۔

اسی وجہ سے بادشاہ اور اُس کے حواری ان پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاتے اور اُن سے گھٹیا کام کرواتے۔

فرعون کسی خاص شخص کا نام نہیں، بلکہ مِصر کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ تاریخی حقائق کے مطابق، 31 فراعنہ خاندانوں نے مِصر پر یکے بعد دیگرے حکومت کی سب سے آخری خاندان نے 332 قبلِ مسیح میں سکندرِ اعظم کے ہاتھوں شکست کھائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب چند واسطوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے، آپ کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکابد تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے کے عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے بڑے بھائی تھے۔

عمران کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس وقت ہوئی جب فرعون اسرائیلی لڑکوں کے قتل کا فیصلہ کر چکا تھا۔

تاہم آپ کی پرورش فرعون کے گھر میں حضرت آسیہ کے ہاتھوں ہوئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سب سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے، یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے قرآن کریم میں کل 514 آیات بیان کی گئی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں نا صرف طویل وقت سرف کیا بلکہ بے حد مشکلات کا سامنا بھی کیا۔

آپ کو اللہ رب اللعالمین نے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ ٦٤

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰؑ (کوہ طور) پر آئے تو آواز آئی، کے جو آگ میں اور اس کے پاس ہے وہ بابرکت ہے، اور اللہ پاک ہے جو تمام عالمین کا رب ہے۔

فَلَمَّآ اَتٰـهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ٦٥

ترجمہ۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں۔

وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ٦٦

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا، اے فرعون، بے شک میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں۔

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ٦٧

ترجمہ۔ (موسیٰ نے فرعون سے کہا) ہم رب اللعالمین کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ٦٨

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اس کی قوم کے بڑے لوگوں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا، موسیٰ نے کہا! بے شک میں رب العالمین کا رسول ہوں۔

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۶۹

ترجمہ۔ (فرعون نے کہا) رب اللعالمین کون ہے؟

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۷۰

ترجمہ۔ (جادوگر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔

قوم بنی اسرائیل کو اللہ نے عالمین میں فضیلت، عزت اور فوقیت عطا کی

قوم بنی اسرائیل کی قدیم تاریخ:

'اسرائیل' کے معنی 'عبداللہ' یا اللہ کا بندہ ہے اور یہ لقب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالی کی جانب سے عطا کیا گیا جو کے حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے ان کی نسل اور قوم کو 'بنی اسرائیل' کہا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے سام سے جا ملتا ہے لہٰذا یہ تمام پیغمبران اسلام سامی النسل تھے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۔ ۷۱

ترجمہ۔ بے شک نوح کا اتباع کرنے والوں میں ابراہیم بھی تھے۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۔ ۷۲

ترجمہ۔ ہم نے (نوح) کی اولاد کو باقی رکھا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ ۷۳

ترجمہ۔ ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھا، سو ان لوگوں میں بعض تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے قوم بنی اسرائیل دراصل جلیل القدر پیغمبروں کی اولادوں میں سے ہیں جن میں اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور صحائف نازل فرمائے تاکہ وہ راہ ہدایت اختیار کرتے ہوئے سچائی کے راستے پر چلیں یہی نہیں بلکہ قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالی نے بے شمار دنیاوی نعمتوں سے بھی نوازا جس کا قرآن کریم میں جابجا تذکرہ موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۷۴

ترجمہ۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمھیں نوازا، ہم نے تمھیں عالمین میں فضیلت عطا کی۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔

۷۵ ترجمہ۔ اے بنی اسرائیل تم میرے احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروگا تمہارے عہد کو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

قوم بنی اسرائیل فلسطین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے آباد تھی اور یہ وہاں ایک طویل عرصہ تک قیام پذیر رہے لیکن جب وہاں ایک شدید قحط پڑا اس وقت نابینا حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۳۰ برس تھی دوسری جانب حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے مصر میں اختیارات عطا فرمائے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تمام بھائیوں اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو فلسطین سے مصر بلوا لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے تمام اہل خانہ جن کی تعداد ۶۷ بتائی جاتی ہے فلسطین سے ہجرت کر کے مصر آ گئے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً ۱۷ برس تک حیات رہے اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پر اگلے ۵۰ برسوں تک بلا شرکت غیرے حکمرانی کرتے رہے اور ۱۱۰ برس کی عمر میں وفات پائی یہ دور بنی اسرائیل کے عروج اور اقتدار کا دور مانا جاتا ہے لیکن پھر یہ عروج بتدریج زوال کا شکار ہوا

مورخین اس حوالے سے جو اعداد و شمار بیان کرتے ہیں وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات سے اندازاً ایک صدی سے کچھ زیادہ کا وقت بتاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کا زوال:

حضرت یوسف علیہ السلام کے دنیا سے گزر جانے کے تقریباً ایک صدی بعد بنی اسرائیل کی مصر میں وہ پہلی سی قدر و منزلت باقی نہ رہی چنانچہ بنی اسرائیل بھی رفتہ رفتہ زوال آشنا ہوئے تاریخی شواہد یہ بتاتے ہیں کے مصری قبطیوں نے سب سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی زرخیز زمین، جائیداد اور گھروں سے بے دخل کیا پھر انھیں حکومتی مناصب سے بھی بے دخل کیا پھر رفتہ رفتہ انھیں ذلت و رسوائی کے کاموں میں گھسیٹتے رہے یہی نہیں بلکہ ان سے بغیر معاوضہ مزدوری کرواتے۔

قرآن کریم اس حوالے سے کہتا ہے!

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ۔ ٤٦

ترجمہ۔ انھوں (مصریوں، قبطیوں) نے تمھیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا وہ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے جبکہ تمھاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے اس حالت میں تمھارے رب کی طرف سے تمھاری بڑی آزمائش تھی۔

بنی اسرائیل پر اس ظلم و جبر کا سلسلہ ایک طویل عرصہ تک جاری رہا یہاں تک مصر کا وہ فرعون (رعمیس) جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے یہ بیان کی بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس سے تمھاری بادشاہت کو شدید خطرات لاحق ہوں گے چنانچہ شاہی محل سے ایک فرمان شاہی جاری کیا گیا کے بنی اسرائیل کے جس گھر میں بھی بیٹے کی پیدائش ہو اس بچے کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے جبکہ قبطیوں کی جانب سے عرصہ دراز سے جاری ظلم و ستم کا سلسلہ حضرت موسیٰ کی پیدائش کے بعد تک جاری رہا۔

حضرت موسیٰ کی ہجرت:

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کا حکم دیا چنانچہ حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہجرت کے غرض سے نکلے ہی تھے کے فرعون اور اس کی فوج نے آپ کا تعاقب کیا تا کہ وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو قتل کر سکے۔ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم آگے آگے اور فرعون اور اس کی فوج آپ کے پیچھے پیچھے تھی اس اثناء میں حضرت موسیٰ کے سامنے بحیرہ قلزم آ گیا اللہ تعالی نے اس موقع پر آپ کو وحی کی کے اپنا عصا سمندر پر مارئے جب آپ نے اپنا عصا مارا تو سمندر کے بیچ میں ایک راستہ بن گیا اور راستے سے آپ اور آپ کی قوم بحفاظت نکل گئی پیچھے آنے والے فرعون نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج کو حکم دیا کے اس سمندری راستے سے گزر رو اور جیسے ہی فرعون اور اس کی فوج نے سمندر میں آگے بڑھنا چاہا ویسے ہی سمندر کا راستہ ختم ہو گیا اور فرعون اور اس کی فوج اس سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔

اس واقعے کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی۔''

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کے میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکلو، پھر ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کرو گے اور نہ تمہیں کسی قسم کا خوف ہو گا۔

بنی اسرائیل کی ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہجرت اور ان کا دوبارہ عروج:

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کے دور میں بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ پھر عروج عطا فرمایا جس کے لئے قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ

لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا
قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا
مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ
اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَ اَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِيْنَ ۔۸۷

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کے اے میری قوم کے لوگو اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمھیں عطا کی تھی اس نے تم میں نبی پیدا کئے، تم کو فرمانروا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی اور کو نہ دیا تھا اے برادران قوم اس مقدس سرزمین (فلسطین) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لئے لکھ دی ہے، پیچھے نہ ہٹو ورنہ تم ناکام و نامراد پلٹو گے انھوں نے جواب دیا کے اے موسی ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لئے تیار ہیں ان ڈرنے والوں میں دو اشخاص ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا انھوں نے کہا کے ان جباروں کے مقابلے میں دروازے کے اندر گھس جاؤ جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو؟ لیکن انھوں نے پھر یہی کہا اے موسی ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک کے وہ وہاں موجود ہیں بس تم اور تمھارا رب، دونوں جاؤ اور لڑو، ہم یہاں بیٹھتے ہیں اس پر موسی نے کہا اے میرے رب ! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات اور یا پھر میرا بھائی پس تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کر دے اللہ نے جواب دیا کے اچھا تو یہ ملک (فلسطین) چالیس سال تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے اور ان نافرمانوں کی حالت پر تم ہرگز بھی ترس نہ کھاؤ۔

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا وَ تَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ الۡحُسۡنٰى عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ۔ ۷۹

ترجمہ۔ جو لوگ کمزور کئے جا رہے تھے انھیں ہم نے اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور تیرے پروردگار کا نیک وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا اس لئے کے انھوں نے صبر کیا۔

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ وَ نَجَّيۡنٰهُمَا وَ قَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ وَ نَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ وَ اٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِيۡنَ وَ هَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ وَ تَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۔ ۸۰

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا ان کو اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی انھیں نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے ان کو نہایت واضح کتاب عطا کی انھیں راہ راست دکھائی اور بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر باقی رکھا سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں درحقیقت وہ ہمارے، مومن بندوں میں سے تھے۔

تاریخی واقعات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو ان کے آبائی وطن فلسطین کی جانب ہجرت کا مشورہ دیا۔

قرآن کریم میں اس مقام کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ۔ ۸۱

ترجمہ۔ (بنی اسرائیل) کو اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جیسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔

بائبل میں اس کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

'فلسطین' میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں اور خداوند یہواہ نے وعدہ کیا تھا میں تمھیں فلسطین کی حکمرانی عطا کروں گا ۸۲؎

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی بات مانتے ہوئے مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی اور اپنا سازوسامان، مال مویشی، خیمے، مال وزر سونا اور چاندی وغیرہ لے کر فلسطین کی جانب عازم سفر ہوئے بنی اسرائیل کی تعداد کے بارے میں مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کچھ ماہرین کی رائے ہے کے فلسطین ہجرت کے وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ کے قریب تھی بیشتر محققین کا اتفاق ۴۰،۰۰۰ پر ہے جبکہ بنی اسرائیل کا مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کا یہ واقعہ تقریباً ۱۲ صدی ق م کا بیان کیا جاتا ہے۔ ۸۳؎

محققین کے مطابق بنی اسرائیل نے جب مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی تو وہ ۴۰ برس تک صحرا میں بھٹکتے رہے جبکہ دشت سین میں ایلیم اور سینا کے مقام پر تو انھیں دور دور تک نا ہی کوئی شجر ملا اور نہ ہی کوئی سایہ پھر اسی اثناء میں بنی اسرائیل کے خوراک کے ذخائر بھی ختم ہو گئے جس کے سبب وہ بھوک سے بے حال ہو گئے اور بلا آخر انھوں نے تنگ آ کر یہ کہنا شروع کر دیا کے اس آزادی سے زیادہ بہتر تو مصریوں کی غلامی تھی جس میں کم از کم ہمیں دو وقت کی روٹی تو مل جاتی تھی اللہ تعالی نے انھیں من وسلویٰ عطا فرمایا یہ 'من وسلویٰ' انھیں فلسطین میں پہنچنے کے بعد بھی اگلے ۴۰ برسوں تک ملتا رہا کہا جاتا ہے 'من' دھنیے کے بیج کی مانند سفید رنگ کی ایک گوند یا دانا تھا جس کا مزہ شہد کی طرح میٹھا تھا یہ 'من' رات بھر آسمان سے اوس کی طرح گرتی جیسے بنی اسرائیل صبح جمع کر کے اوکھلی میں کوٹ کر پھر ابال کر اس کی روٹیاں بنا کر استعمال کرتے 'سلویٰ' بٹیر جیسے پرندے تھے جس کا گوشت بنی اسرائیل کھاتے اگر چہ اس بے آب وگیاہ بیاباں میں جہاں سخت دھوپ تھی اللہ تعالی نے آسمان کو ایک مدت تک ابر آلود رکھا وگرنہ یہ قوم سخت دھوپ میں ہی ہلاک ہو جاتی جبکہ عالم مہاجرت میں چالیس برس تک ایک بڑی اور متمدن قوم کا بغیر کسی غذائی انتظام کے قیام کسی معجزے سے کم نہ تھا لیکن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر اپنی رحمت خاص سے نہ صرف بادل کا سایہ قائم رکھا بلکہ ان کی غذائی ضروریات کو بھی ایک طویل عرصہ تک پورا کرتے رہے۔ قرآن کریم اس

نعمت کے بارے میں بیان کرتا ہے!

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔ ۸۴

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دی اور طور کے دائیں جانب تمھاری حاضری کے لئے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلوی اتارا کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک رزق اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہوگا، اور جس پر میرا غصہ نازل ہوا سو وہ تباہ ہو گیا۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُم۔ ۸۵

ترجمہ۔ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى:

لغات القرآن میں الْمَنَّ سے مراد وہ احسان الٰہی ہے کے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ اٹھانی پڑی ہو اسی طرح سے الْمَنَّ درختوں پر موجود جمی ہوئی گوند کو بھی کہا جاتا ہے جو کے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو بطور غذا اپنی جانب سے ایک نعمت عطا فرمائی تھی السَّلْوٰى تسلی کو کہتے ہیں اس کے علاوہ السَّلْوٰى ایک سفید رنگ کے پرندے کو بھی کہا جاتا ہے جو بٹیر سے مشابہہ ہوتا ہے جو وادی سینا میں اللہ تعالی کی جانب سے بنی اسرائیل کو کھانے کے لئے دیا گیا۔

امام راغب اصفہانی الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى سے مراد ہر اس شے کے لیتے ہیں جو کے وجہ تسلی اور اطمینان ہو۔۸۶

بائبل میں بنی اسرائیل کی ان کیفیات کا بیان ان الفاظوں میں کیا گیا ہے!

خداوند نے (بنی اسرائیل) پر آسمان سے اُمَن ّ کی بارش کی اور موسیٰ نے ان سے کہا یہ وہی روٹی

ہے جو خداوند نے تم کو کھانے کے لئے دی ہے سو خداوند کا یہ حکم ہے کے تم اسے اپنے اپنے کھانے کی مقدار کے موافق یعنی اپنے قبیلے میں موجود افراد کی ضروریات کے مطابق فی کس ایک 'اومر' جمع کرنا اور ہر فرد اتنے ہی افراد کے لئے جمع کرے جتنے اس کے قبیلے میں موجود ہوں اور بنی اسرائیل من کو ۴۰ برسوں تک کھاتے رہے۔۸۷؎

وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ۔۸۸

ترجمہ۔ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

اس واقعے کا غور طلب پہلو دراصل بنی اسرائیل کا وہ قبائلی مساوات پر مبنی اصول تھا کے جس کے مطابق موسیٰ نے ان کے درمیان خداوند کی عطا کردہ نعمت کو تقسیم کیا کیونکہ یہ روٹیاں بنی اسرائیل کی محنت یا جدوجہد کا پھل نہ تھیں کے وہ جتنی چاہے ذخیرہ کر لیتے بلکہ ضرورت کے مطابق انھیں لینے کا حکم دیا گیا چنانچہ جن لوگوں نے لالچ میں آ کر زیادہ مقدار میں من وسلویٰ کو جمع کیا ان کے ذخیرہ اناج میں کیڑے لگ گئے۔۸۹؎

بنی اسرائیل کا یہ قافلہ من وسلویٰ سے ۴۰ برس تک اپنا پیٹ بھرتا رہا اور مختلف مقامات سے ہوتا ہوا بلا آخر دریائے اردن کے کنارے تک جا پہنچا اور موآب کے میدانوں میں خیمہ زن ہوا کنعان (موجودہ فلسطین) کی ارض مقدس موجودہ اردن کے اس پار تھی ،قوم بنی اسرائیل من وسلوی کو کھاتے کھاتے بےزار ہو گئی تو انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا!

وَ اِذۡ قُلۡتُمۡ یٰمُوۡسٰی لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِہَا وَ قِثَّآئِہَا وَ فُوۡمِہَا وَ عَدَسِہَا وَ بَصَلِہَا ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ اِہۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ وَ الۡمَسۡکَنَۃُ ٭ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ

بِاٰيٰتِ اللهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔۹۰

ترجمہ۔ یاد کرو جب تم نے کہا تھا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے ہیں تم اپنے رب سے دعا کرو کے ہمارے لئے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، کھیرا، ککڑی، گیہوں، لہسن پیاز اور دال وغیرہ پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کیا ایک بہتر چیز کے بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا کسی شہری آبادی میں جا کر رہو تو وہاں جو کچھ تم مانگتے ہو مل جائے گا بلا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کے ذلت وخواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اس کا کے وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا ان کی اس نافرمانیوں کا اور اس بات کا کے وہ حدود شرع سے نکل جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کے بارہ چشمے:

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اپنی اور کئی نعمتوں سے بھی نوازا جس کے بارے میں

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ۔۹۱

ترجمہ۔ یاد کرو جب ہم نے کہا تھا یہ بستی جو تمھارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پیداوار جس طرح چاہو، مزے سے کھاؤ، مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے ہوئے جانا حطۃ حطۃ ہم تمھاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیک لوگوں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے۔

بائبل میں بنی اسرائیل کی اس کیفیت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

خداوند نے موسیٰ سے کہا بنی اسرائیل سے کہہ دے کے جب تم اردن کو عبور کر کے ملک کنعان میں

داخل ہو تو تم اس ملک پر قبضہ کر کے اس ملک میں بس جانا کیونکہ میں نے وہ ملک تم کو دیا ہے تا کہ تم اس کے مالک بنو اور تم قرعہ ڈال کر اس ملک کو اپنے گھرانوں میں میراث کے طور پر بانٹ لینا جس خاندان میں زیادہ افراد ہوں اس خاندان کو زیادہ جبکہ جس میں کم افراد ہوں اس خاندان کو کم میراث دینا اور جس فرد کا قرعہ جس جگہ نکلے وہ اس کو حصے میں ملے چنانچہ تم اپنے آبائی قبائل کے مطابق اپنی میراث لینا۔

پانی کے حصول کے لئے بھی ارشاد خداوندی نہایت واضح تھے!

وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَہُمۡ ؕ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰہِ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ۔ ۹۲

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کے کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے، اللہ کے رزق سے اور مت خرابی کرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

مفسرین لکھتے ہیں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو چٹان پر اپنے عصا کو مارنے کا حکم دیا جس کے مارنے سے اس چٹان میں بارہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تا کہ پانی کے معاملے میں ان قبائل میں کوئی تنازع پیش نہ آئے۔

ماہرین آثاریات کے مطابق یہ چٹان جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی موجود ہے جیسے سیاح دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور پتھر سے پانی کا نکل جانا ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی پیغمبر دنیا میں قوم بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے وہ سب کے سب اللہ تعالی کی کتاب تورات کے پیرو کار تھے اور ان میں سے کوئی پیغمبر بھی کوئی نئی شریعت یا نیا حکم نہ لایا جو تورات کے حکم کی ناسخ ہو لہٰذا تورات میں بھی بتوں، انسانی اور حیوانی مجسموں اور تصاویر کے لئے سختی سے ممانیت موجود ہے اب یہ الگ بات ہے کے قوم بنی اسرائیل دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر ان کے معبودوں سے

متاثر ہو کر اپنے لئے بھی کوئی پتھر کی مورتی یا مجسمے کی فرمائش کرے یا پھر گزشتہ قوموں کی روش پر چلتے ہوئے اسے بھی گائے سے اس درجہ عقیدت اور محبت ہو جائے کے وہ اس کی عبادت شروع کر دیں اسی حوالے سے یہاں تورات میں دئے گئے پیغامات نہایت واضح ہیں جو ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں

تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا اور نہ ہی کسی کی کوئی صورت بنانا جو اوپر آسمان، زمین یا پانی میں ہو۔ ۹۳

تم اپنے لئے بت نہ بنانا اور نہ ہی کوئی مورت اور اپنے ملک میں کوئی شبیہ یا پتھر کو بھی سجدہ نہ کرنا۔ ۹۴

تم کسی بھی مرد یا عورت کی کوئی شبیہ نہ بنانا اور نہ ہی کسی جانور، پرندے، زمین پر رینگنے والے جاندار اور مچھلی کی مورت بنانا۔ ۹۵

انبیاء سابقین جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے وہ سب کے سب تورات کی شریعت پر ہی عمل کرتے تورات میں بت پرستی اور کسی بھی شبیہ یا شکل وصورت کو بنا کر اس کی پوجا کی سختی سے ممانیت کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں بھی تصاویر، پتھر کے مجسمے اور شکل وصورت چاہے وہ کسی بھی انسان، جانور یا پرندے کی ہو اس کی سخت ممانیت دیکھتے ہیں۔

طویل عرصہ تک مصر میں رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے اہل مصر کے مذہبی عقائد کو کسی حد تک اپنے دل میں جگہ دی لہٰذا ان خواہشات کو نکلنے کے لئے کسی مناسب وقت کا انتظار تھا جب ہی حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کے تیس دن بعد ہی ان کی دبی ہوئی دلی خواہش نے سر اٹھایا اور وہ سامریہ قبیلے کے ایک شخص جیسے قرآن کریم میں سامری کہا گیا ہے کی باتوں میں آ گئے

بنی اسرائیل نے اسے اپنے سونے کے زیورات دئے تا کہ وہ اس سونے سے ان کی عبادت کے لئے ایک گائے کا بچھڑا بنا سکے تاہم وہی ہوا جس کا ڈر تھا قوم بنی اسرائیل نے سامری کے کہنے پر زیورات کو آگ میں ڈالا تا کہ سونے کو پگھلا کر بچھڑا بنایا جا سکے لہٰذا سونے سے بچھڑا تیار کیا گیا جس میں سے ایک آواز بھی آتی تھی چنانچہ سامری نے کہا موسیٰ سے غلطی اور بھول ہو گئی کے وہ خدا کی تلاش میں کوہ طور پر گیا ہے اور تمھارا معبود تو یہ ہے بعد ازاں حضرت موسیٰ جب واپس آئے تو وہ

اپنے بھائی اور قوم پر سخت برہم ہوئے اور سامری کی بھی خبر لی اور اس بچھڑے کو جلا کر دریا برد کیا جبکہ اپنی قوم کی دوبارہ راہ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اگرچہ بت پرستی اور گائے پرستی کی ایک قدیم عادت انسان کے نفس میں کہیں گہرائی میں پائی جاتی ہے میڈیکل سائنس اسے آباؤ اجداد کے ڈی این اے کی خصوصیات گردانتے ہیں یعنی کسی بھی انسان کے آباؤ اجداد کی عادات وخصوصیات ستر نسلوں تک منتقل ہوتی رہتی ہیں اور وہ اپنے اثرات انسان کے مزاج پر استوار بھی کرتی ہیں لہٰذا اس اعتبار سے نفس کے اندرون میں کہیں کسی مقدس گائے یا بت کا تصور بھی شاید بنی اسرائیل میں موجود ہو جب ہی وہ فوراً اس جانب متوجہ ہوئے۔قرآن کریم بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَ مَاۤ اَعۡجَلَکَ عَنۡ قَوۡمِکَ یٰمُوۡسٰی قَالَ ہُمۡ اُولَآءِ عَلٰۤی اَثَرِیۡ وَ عَجِلۡتُ اِلَیۡکَ رَبِّ لِتَرۡضٰی قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَکَ مِنۡۢ بَعۡدِکَ وَ اَضَلَّہُمُ السَّامِرِیُّ فَرَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِہٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا قَالَ یٰقَوۡمِ اَلَمۡ یَعِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَیۡکُمُ الۡعَہۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ یَّحِلَّ عَلَیۡکُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِیۡ قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَکَ بِمَلۡکِنَا وَ لٰکِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِیۡنَۃِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰہَا فَکَذٰلِکَ اَلۡقَی السَّامِرِیُّ فَاَخۡرَجَ لَہُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا ہٰذَاۤ اِلٰـہُکُمۡ وَ اِلٰہُ مُوۡسٰی فَنَسِیَ اَفَلَا یَرَوۡنَ اَلَّا یَرۡجِعُ اِلَیۡہِمۡ قَوۡلًا وَّ لَا یَمۡلِکُ لَہُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَ لَقَدۡ قَالَ لَہُمۡ ہٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ یٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِہٖ وَ اِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ وَ اَطِیۡعُوۡۤا اَمۡرِیۡ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَیۡہِ عٰکِفِیۡنَ حَتّٰی یَرۡجِعَ اِلَیۡنَا مُوۡسٰی قَالَ یٰہٰرُوۡنُ مَا مَنَعَکَ اِذۡ رَاَیۡتَہُمۡ ضَلُّوۡۤا اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَیۡتَ اَمۡرِیۡ قَالَ یَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡیَتِیۡ وَ لَا بِرَاۡسِیۡ اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ لَمۡ

تَرْقُبْ قَوْلِیْ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ
یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ
سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا
مِسَاسَ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ
عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ
اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔۹۶

ترجمہ۔کیا چیز تمھیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی موسیٰ؟ (موسیٰ) نے عرض کی وہ بس میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں میں جلدی کر کے تیرے حضور آ گیا ہوں اے رب تا کہ تو مجھ سے خوش ہو جا فرمایا اچھا سنو ہم نے تمھارے پیچھے تمھاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے انھیں گمراہ کر دیا ہے موسیٰ سخت غصے اور رنج کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹا جا کر اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو کیا تمھارے رب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کئے تھے؟ کیا تمھیں دن لگ گئے ہیں؟ یا تم اپنے رب کا غضب ہی اپنے اوپر لانا چاہتے تھے؟ کے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ انھوں نے جواب دیا ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی معاملہ یہ ہوا کے لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے انھیں بس پھینک دیا تھا پھر اسی طرح سے سامری نے بھی کچھ ڈالا اور ان کے لئے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر نکال لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی لوگ پکار اٹھے یہی ہے تمھارات خدا اور موسیٰ کا خدا، موسیٰ اسے بھول گیا کیا وہ دیکھتے نہ تھے کے نہ ہی وہ ان کی کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی وہ ان کے کسی نفع ونقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے؟ ہارون موسیٰ کے آنے سے پہلے ہی انھیں (بنی اسرائیل) کو یہ کہہ چکا تھا کے لوگو تم اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو تمھارا رب تو صرف رحمن ہے بس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو مگر انھوں نے اس سے کہہ دیا کے ہم تو اس کی عبادت کرتے رہیں گے جب تک کے موسیٰ واپس نہ آ جائے۔

موسیٰ قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون کی طرف پلٹا اور بولا کے تم نے جب دیکھا تھا کے یہ گمراہ ہو رہے

ہیں تو کس چیز نے تمھارا ہاتھ پکڑا تھا کے میرے طریقے پر عمل نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ ہی میرے سر کے بال کھینچ مجھے اس بات کا ڈر تھا کے تو آ کر یہی کہے گا کے تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا پھر موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے وہ چیز دیکھی ہے جو ان لوگوں کو نظر نہ آئی پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اس کو ڈال دیا میرے نفس نے مجھ کو ایسا ہی سمجھایا تھا موسیٰ نے کہا اچھا تو ،تو اب جا اب تو زندگی بھر یہی پکارے گا کے مجھے نہ چھونا اور تیرے لئے باز پرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہرگز نہیں ٹلے گا اور دیکھ اپنے اس خدا کو جس پر تو ریجھا ہوا ہے ہم اسے جلا ڈالیں گے اور اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال بہادیں گے ،لوگو! تمھارا خدا تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برسوں تک اپنی قوم بنی اسرائیل میں رہے اور ان کی رہنمائی فرماتے رہے پھر آپ کے ستر سال کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن بنی اسرائیل کا فطری رجحان کسی نہ کسی کمزور لمحے میں غالب آتا رہا اور وہ بت پرستی یا گائے پرستی کی قبیح لعنت میں وقتاً فوقتاً مبتلا رہے۔

ارض مقدس (فلسطین):

حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل جب ارض مقدس (فلسطین) میں داخل ہوئے تو یہاں مختلف قومیں آباد تھیں جن میں حتی، اموری، کنعانی، فرزی، حوی، یبوسی اور فلستی شامل تھیں یہ تمام قومیں بدترین شرک میں مبتلا تھیں اور ایک بڑے بت ایل کی عبادت کیا کرتی تھیں جو ان کے عقیدے میں تمام بتوں کا باپ تھا اور جس کی شکل ایک سانڈ جیسی تھی جبکہ ایل کی بیوی 'عشتیار' کی بھی عبادت بڑے خلوص اور محبت سے کی جاتی کیونکہ یہی دونوں میاں بیوی تمام دیوی اور دیوتاؤں جن کی تعداد ۷۰ بتائی جاتی ہے کے ماں باپ تھے جن کی خوشنودی کا حصول بے حد ضروری تھا پھر ان کی اولادوں میں 'بعل' بھی سب سے زیادہ لائق تعظیم سمجھا جاتا کیونکہ وہ زمین

وآسمان کا مالک تھا جبکہ بارش برسانے اور زمین کی روئیدگی بھی اسی کے اختیار میں تھی تاہم 'بعل' دیوتا کی بیویاں 'اناث' اور 'عشتارات' بھی عشق ومحبت اور افزائش نسل کی دیویاں مانی جاتیں الغرض اس سماجی نظام میں ہر ایک کام کی ایک دیوی یا دیوتا ہوتا جو ان لوگوں کی ضروریات اورا حتیاج کا خیال رکھتا یہی نہیں بلکہ وہاں دیوی، دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے چھوٹے بچے اور کم سن دوشیزاؤں کو بھی قربان کیا جاتا جبکہ مندر میں دیوتاؤں کے نام پر پروہت اور پجاری کنواری لڑکیوں کی عزتوں سے کھیلتے لہٰذا وہ سماجی نظام نہایت اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا تورات میں اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو واضح ہدایت دی کے وہ اپنی قوم کے ساتھ جب ارض مقدس (فلسطین) میں داخل ہوں تو وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر کے ان کے قبضے سے فلسطین کی سرزمین کو چھین لیں اور ہرگز بھی اس مشرک قوم کے ساتھ رہنے سہنے اور بسنے اوران کی بود وباش کو اپنانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ یہ بھی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوجائیں گے یہاں ارض مقدس سے مراد موجودہ فلسطین ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس برس تک صحرانوردی کے بعد داخل کئے گئے اس سرزمین کو 'ارض موعودہ' بھی کہتے ہیں، قرآن کریم میں بھی اس سرزمین کا ذکر متعدد آیات میں آیا ہے جبکہ درج بالا سطور میں بھی ان آیات کے حوالے موجود ہیں، یہ ارض مقدس دراصل سرزمین شام میں واقع ہے جس میں فلسطین اور بیت المقدس موجود ہیں جبکہ کچھ محققین ارض مقدس سے دمشق، فلسطین اور اردن کے علاقے مراد لیتے ہیں بائبل میں بھی اس ارض مقدس کو فلسطین ہی بیان کیا گیا ایک روایت کے مطابق بنی اسرائیل کی ایک بڑی تعداد (تین لاکھ کے لگ بھگ) ان چالیس سالوں میں ہلاک ہوگئی اور بیت المقدس میں انھیں داخل ہونے میں ۲۰۰ برس سے زائد کا عرصہ لگا پھر حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کی سرکردگی میں بنی اسرائیل دریائے اردن عبور کر کے یروشلم سے ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع شہر القریۃ پہنچے اور وہ اس پر قابض ہوئے پھر ۱۲۰۷ ق م میں وہ ارض مقدس (فلسطین) پر بھی قابض ہوگئے بعدازاں ان کے بارہ قبائل میں یہ ملک تقسیم ہوگیا لیکن بنی اسرائیل ارض مقدس میں داخل ہوتے وقت اللہ کے اس پیغام کو بھول گئے جو اللہ نے انھیں دیا تھا یعنی مشرکوں کو قتل کر کے اس ارض مقدس پر قابض ہوجاؤ یہاں پر بنی اسرائیل نے بزدلی دکھائی چنانچہ وہ بارہ قبائل اور قبائلی عصبیت میں ہی مبتلا اور منقسم رہے اور

ایک بڑی اور مضبوط سلطنت کو بنانے میں نا کام رہے پھر آپس کے تفرقے نے انھیں مزید کمزور کر دیا جبکہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کے بنی اسرائیل کے ان بارہ قبائل کے درمیان مشرکین کی ایک بڑی تعداد بھی آباد ہے جنھیں بنی اسرائیل باوجود حکم خداوندی کے مسخر نہ کر سکے، بنی اسرائیل کی اس حکم عدولی کی جانب بائبل اس طرح سے اشارہ کرتا ہے کے اس کا پہلا خمیازہ تو بنی اسرائیل کو یہ بھگتنا پڑا کے مشرکین قوموں کے درمیان رہنے کی وجہ سے ان کے اندر بھی شرک داخل ہو گیا نا صرف یہ بلکہ دیگر اخلاقی گراوٹ اور برائیاں بھی ان میں بتدریج سرائیت کرتی چلی گئیں، قوم بنی اسرائیل کو دوسرا نقصان یہ ہوا کے اطراف میں موجود باطل قوتوں نے بھی پیہم کئی حملے کئے حتیٰ کے بنی اسرائیل کا عہد کا صندوق (تابوت سکینہ) ہی اٹھا کر لے گئے تاہم ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اگلے تین سو برس تک بنی اسرائیل ارض مقدس پر حکمرانی کرتے رہے اس درمیان سموئیل نبی بھی آئے اور بلا آخر طالوت بن قیش کو ۱۰۲۰ ق م میں بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا انھوں نے یروشلم میں سکونت اختیار کی اور ۱۰۰۴ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دئے پھر ان کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ۱۰۰۴ ق م سے لے کر ۹۶۵ ق م تک ارض مقدس پر حکومت کرتے رہے اور ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام ۹۶۵ ق م سے لے کر ۹۲۶ ق م تک یروشلم پر تخت نشین رہے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل دو حکومتوں یعنی 'یہودہ' اور 'بنی اسرائیل' میں تقسیم ہو گئی پھر آگے چل کر وہ زوال پذیر ہو گئی حتیٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گیا پھر مسلمانوں نے اس علاقے کو ۶۲۲ ء میں فتح کر لیا جبکہ دور جدید میں یہودی (بنی اسرائیل) پھر ارض مقدس کے کچھ حصے پر قابض ہو گئے جیسے انھوں نے مملکت 'اسرائیل' کا نام دیا ہے۔۹۷

یوم سبت کا تقدس:

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے لئے یہ قانون مقرر کیا تھا کے وہ سبت یعنی (ہفتے) کے دن کوئی کام نہیں کریں گے یعنی معاشی، تجارتی یا دنیاوی امور کی انجام دہی سے گریز کریں اس کے علاوہ یوم سبت کو وہ اپنے جانوروں، غلاموں اور کنیزوں سے بھی مشقت نہیں لیں گے بلکہ وہ اس دن صرف

اور صرف عبادت اور آرام کریں گے اور جو شخص اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا وہ واجب القتل ہوگا قوم بنی اسرائیل کچھ عرصہ تک تو اس قانون پر کار بند رہی لیکن پھر بتدریج اپنی پرانی روش پر چل پڑی اور سبت کے دن بھی عبادت کے بجائے وہ دنیاوی کام کو ترجیح دینے لگے اور انھوں نے اس حکم الٰہی کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع کر دی جبکہ آگے چل کر 'یرمیاہ' نبی کے زمانے میں جو ۶۲۸ اور ۵۸۶ ق م کے درمیان کا دور ہے یروشلم کے پھاٹکوں سے لوگ یوم سبت کو مال واسباب لے کر گزرتے اور اپنے اوپر نافذ شریعت کا آزادانہ مضحکہ اڑاتے جس پر یرمیاہ نبی نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو یہ تنبیہ کی کہ اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو یروشلم نذر آتش کر دیا جائے گا لیکن ان تمام تنبیہات کے باوجود بنی اسرائیل ڈھٹائی سے سبت کے دن کاروباری اور تجارتی سرگرمیوں سے باز نہ آئے۔۹۸

قوم بنی اسرائیل کی اس روش کی شکایت حزقی ایل نبی بھی کرتے نظر آتے ہیں جن کا دور ۵۹۵ سے ۵۳۶ ق م کا ہے ان کی کتاب میں بھی یوم سبت کی حرمت کا تذکرہ موجود ہے اور اس مقدس دن کی بے حرمتی کو ایک بڑا قومی جرم قرار دیا گیا ہے۔۹۹

قرآن کریم میں بھی اس واقعے کی جانب اشارہ موجود ہے، ارشاد خداوندی ہے!

وَ سْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ یَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِیْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىٕیْسٍۭ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـٕیْنَ۔۱۰۰

ترجمہ۔ ذرا اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے آباد تھی انھیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کے وہاں

کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکامات الٰہی کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے اور یہ کے مچھلیاں سبت کے ہی روز ابھرا بھر کر سمندر کی سطح پر آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی سارے دن وہ نہیں آتی تھیں یہ اس لئے ہوتا کے ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے اور انھیں یہ بھی یاد دلاؤ کے جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو؟ جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے تو انھوں نے جواب دیا ہم یہ سب تمھارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے کرتے ہیں اور اس امید پر کرتے ہیں کے شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انھیں یاد کروائی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انھیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا کے بندر ہو جاؤ ذلیل وخوار۔

مندرجہ بالا آیات میں جس مقام کا تذکرہ کیا گیا ہے محققین کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اجماع ہے یہ مقام 'ایلہ' 'ایلات' یا 'ایلوت' تھا جہاں اب اسرائیل کی یہودی ریاست نے اسی نام سے ایک بندرگاہ بھی بنائی ہے اور جس کے قریب اردن کی مشہور بندرگاہ 'عقبہ' بھی واقع ہے اس کی جائے وقوعہ بحر قلزم کی اس شاخ کے انتہائی سرے پر ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی اور عرب کے مغربی ساحل کے درمیان ایک لمبی خلیج کی صورت میں نظر آتی ہے، بنی اسرائیل کے زمانہ عروج میں یہ ایک بڑا اہم تجارتی مرکز تھا۔

قوم بنی اسرائیل کی دو مرتبہ تباہی:

قوم بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں یہ وعید سنائی کے انھیں دو مرتبہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سخت ہزیمت اٹھانا پڑے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے قوم بنی اسرائیل کی ان نافرمانیوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ

مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا
عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ
وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ
وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا
وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا
عَلَوْا تَتْبِيْرًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَ جَعَلْنَا
جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۔۱۰۱

ترجمہ۔ ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کر دیا تھا کے تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم بپا کر گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے آخر کار جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع پیش آیا، تو اے بنی اسرائیل ہم نے تمھارے مقابلے پر اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمھارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے یہ ایک وعدہ تھا جیسے پورا ہو کر ہی رہنا تھا اس کے بعد ہم نے تمھیں ان پر غلبے کا موقع دے دیا اور تمھیں مال و اولاد سے مدد بھی دی اور تمھاری تعداد پہلے سے زیادہ بڑھا دی دیکھو تم نے بھلائی کی تو وہ تمھارے اپنے ہی لئے بھلائی تھی اور برائی کی تو وہ تمھاری اپنی ذات کے لئے برائی ثابت ہوئی پھر جب دوسرے وعدے کا وقت قریب آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا تا کہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے وہ اسے تباہ کر دیں ہو سکتا ہے اب تمھارا رب تم پر رحم کرے لیکن اگر تم نے اپنی سابقہ روش نہ بدلی تو ہم پھر اپنی سزا کا عادہ کریں گے۔

بنی اسرائیل کی پہلی تباہی:

بائبل کے مجموعہ کتب مقدسہ میں بنی اسرائیل کو دی گئی تنبیہات مختلف مقامات پر درج ہیں بنی اسرائیل کی پہلی تباہی کی تنبیہات کا صراحت سے ذکر زبور، یسیعاہ، یرمیاہ اور حزقی ایل میں

موجود ہے بنی اسرائیل کی دوسری تباہی کا ذکر حضرت عیسیٰ نے کیا جس کی تفصیل متی اور لوقا کی اناجیل میں موجود ہے۔

ذیل میں ان دونوں ہی کتب سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ قرآن کریم کے اس بیان کی مکمل تصدیق ہو سکے قوم بنی اسرائیل نے زمین پر فساد کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں تباہی سے ہمکنار کیا اور ان پر ظالم و جابر اقوام کو مسلط کر دیا لہٰذا اس سلسلے کی پہلی پیشن گوئی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان الفاظ میں کی (بنی اسرائیل) نے ان قوموں کو ہلاک نہ کیا جیسا کے خداوند نے انھیں حکم دیا تھا بلکہ (بنی اسرائیل) بھی ان قوموں کے ساتھ مل گئے اور ان کے بتوں کی پرستش شروع کر دی جو ان کے لئے پھندا بن گئے یہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنی بیٹیوں کو بھی شیاطین کے نام پر قربان کیا اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ناحق خون بہایا اس لئے خداوند کا قہر ان پر نازل ہوا چنانچہ (بنی اسرائیل) کو ایسی قوموں کے قبضے میں کر دیا گیا جو ان سے عداوت رکھتے تھے اور وہ ان پر حکمران بن گئے۔ ۱۰۲؎

خداوند یوں فرماتا ہے دیکھو شمالی ملک سے ایک بڑی قوم برانگیخت کی جائے گی وہ بڑے سنگدل اور بے رحم ہوں گے جو تیر اندازی اور نیزہ بازی کریں گے اور ان کے نعروں کی صدا سمندروں جیسی ہوگی وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے پھر وہ جنگی مردوں کی مانند صف آرا ہوں گے اس وقت ہمارے ہاتھ ڈھیلے ہوں گے اور ہم زچہ کی مانند مصیبت اور درد میں گرفتار ہوں گے۔ ۱۰۳؎

جس طرح آگ بھوسے کو کھاتی ہے اور وہ جل کر پھونس اور اس کی جڑ بوسیدہ ہو جاتی ہے بنی اسرائیل نے رب کی شریعت کو ترک کیا اور خداوند قدوس کے کلام کو حقیر جانا اس لئے خدا کا قہر ان پر بھڑکا اور پہاڑ کانپ گئے اور ان کی لاشیں بازاروں میں غلاظت کی مانند پڑی ہیں۔ ۱۰۴؎

خداوند یوں فرماتا ہے یروشلم یہی ہے میں نے اسے قوموں اور مملکتوں کے درمیان رکھا لیکن اس نے میرے احکام کی خلاف ورزی کی میرے آئین کو توڑا اور دیگر قوم کے مقابلے میں زیادہ شرارت کی چونکہ تم آس پاس کی اقوام سے زیادہ فتنہ انگیز ہو اس لئے میں تمھارا مخالف ہوں اور تمھیں سب قوموں کی آنکھوں کے سامنے سزا دوں گا۔ ۱۰۵؎

اس قوم کی لاشیں ہوائی پرندوں اور زمینی درندوں کی خوراک ہوگی اور یہ ملک ویران ہو جائے گا۔۱۰۶؎

شرارت آگ کی طرح جلا دیتی ہے اور جنگل کی گنجان جھاڑیوں کو خس و خاک کی مانند شعلہ زن کر دیتی ہے۔ اور رب الافواج کے قہر سے یہ ملک جلا دیا گیا اور اس کے لوگ ایندھن کی مانند جلا دئے گئے۔۱۰۷؎

ان پر افسوس جو بے انصافی سے فیصلے کرتے ہیں مسکینوں اور محتاجوں کو عدالت سے محروم رکھتے ہیں محتاجوں، یتیموں اور بیواؤں کا حق چھینتے ہیں تو اگر ایسے لوگ قیدیوں اور مقتولوں کے نیچے بھی چھپ جائیں گے تو بھی خداوند کے قہر سے ہرگز نہ بچ پائیں گے ۱۰۸؎ مندرجہ بالا تنبیہات جو کتاب مقدس سے اقتباس کی گئی اس میں بڑی وضاحت سے بنی اسرائیل کے پیغمبر اپنی قوم کو ان کی سرکشی کے نتیجے میں اللہ کے غضب کی وعید سنا رہے ہیں تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ! جب بھی اللہ کی زمین پر ظالم کا ظلم بڑھا تو اللہ تعالی نے اسے مٹا کر مقام عبرت بنا دیا۔

حضرت الیاس، حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل متواتر اپنی قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کرتے رہے لیکن قوم نے شرک اور سرکشی کی روش ہرگز ترک نہ کیا لہٰذا اللہ کا غضب قوم بنی اسرائیل پر اشوریوں کی شکل میں ٹوٹا اور نویں صدی ق م سے فلسطین پر اشوریوں کے مسلسل حملے شروع ہو گئے۔

اس دور میں بھی قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیئے عاموس نبی اور ہوسیع نبی نے ۷۴۷ سے ۷۳۵ ق م تک متواتر اپنی کوششوں کو جاری رکھا اور بنی اسرائیل پہ مستقل تنبیہات کا سلسلہ جاری رکھا لیکن اس کے نتیجے میں شاہ اسرائیل نے عاموس نبی پہ نا صرف مظالم ڈھائے بلکہ انھیں ملک بدر بھی کر دیا اس واقعہ کے بعد سلطنت اسرائیل پر قوم اشور کالی آندھی کی مانند چھا گئے ۷۲۱ ق م میں اشور کے سخت گیر اور ظالم بادشاہ سارغون نے سامریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بنی اسرائیل کو سخت ہزیمت اور شکست سے دو چار کیا اشوری ایک ظالم، جابر، سخت گیر اور طاقتور قوم تھی وہ اپنے دشمنوں کے لئے کسی قہر سے کم نہ تھے ان کے یہاں سزائیں بھی نہایت اذیت ناک تھیں وہ اپنے دشمنوں کی کھال کھینچواتے، ان کی زبانیں تالو سے کاٹ کر الگ کر دیتے، زندہ جلانا، سولی

پر لٹکانا، ہاتھ پیرون کو مخالف سمت میں کاٹ دینا، گردن اڑانا وغیرہ ان کا معمول تھا، تاہم قوم بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا اشوریوں نے ہزاروں بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کیا۔

۰۰۰ ،۲۷ افراد کو قیدی بنا کر انھیں اپنے ملک کے دیگر حصوں میں تتر بتر کر دیا اور انھیں غیر اسرائیلیوں کے ساتھ بسایا تا کہ یہ کہیں بھی جمع ہو کر طاقت حاصل نہ کر سکیں اشوریوں کے ان اقدامات کے نتیجے میں قوم بنی اسرائیل کی رہی سہی تہذیب وتمدن کا بھی جنازہ نکل گیا اور وہ بالکل ہی مفلوک الحال اور قابل رحم ہو گئے اللہ تعالی نے انھیں یہ سزا زمین پر ان کی مسلسل سرکشی، شرک اور پیغمبروں کی نافرمانی کے باعث دی قوم بنی اسرائیل کی دوسری ریاست جو کے' یہودیہ' کے نام سے مشہور تھی اور جیسے آل داؤد بھی کہا جاتا اس کا پایہ تخت یروشلم تھا یہ بیت المقدس، جنوبی فلسطین اور ادوم کے علاقے میں قائم تھی یہ سلطنت اسرائیل کے مقابلے میں نسبتاً کم سرکش تھی اور اس کا اخلاقی زوال بھی سست تھا اس لئے انھیں مزید مہلت مل گئی سلطنت اسرائیل کی طرح اشوریوں نے سلطنت یہودیہ پر بھی پے در پے حملے کئے، ان کے شہروں کو تباہ و برباد کیا یہاں تک کے ان کے پایہ تخت کا محاصرہ بھی کیا لیکن اس کے باوجود ریاست یہودیہ اشوریوں کے ہاتھوں مکمل تباہی یا ختم ہونے سے بچی رہی بلکہ یہ ریاست اشوریوں کی باج گزار ہو گئی ایسے میں حضرت یسیعاہ اور یرمیاہ نبی نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا اور انھیں شرک اور بت پرستی سے روکا لیکن کچھ لوگوں کے سوا تمام لوگ ان نبیوں کی نافرمانی کرتے رہے یرمیاہ نبی نے بنی اسرائیل کی غلامی کی پیشن گوئی کی تاہم نبیوں کی مسلسل نافرمانی کی سزا میں اللہ تعالی نے بابل کے سخت گیر اور ظالم و جابر بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں یروشلم کو تاراج کر دیا بخت نصر قوم بنی اسرائیل پر کسی آفت ناگہانی کی مانند ٹوٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے ارض مقدس، ہیکل سلیمانی اور بنی اسرائیلیوں کے کئی مقدس مقامات کو تہہ خاک کرتا چلا گیا۔

بخت نصر کے باپ نے جدید بابلی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی وہ ۶۲۵ ءق م سے اشوریوں کی طرف سے بابل کا گورنر تھا اسی سال اس نے اشوریوں کی کے خلاف حکمت عملی کو طے کرنا شروع کیا ۶۰۶ ق م میں جب نبو پلاسر کی وفات ہوئی تو اس کے بعد وہ بابل کا بلا شرکت غیرے حکمران مقرر ہوا بخت نصر کلدانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

مورخین اس کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں کے وہ حضرت سلیمان اور ملکہ سبا کی نسل سے تھا اس کی شادی ماد کی ایک شہزادی 'اموہیا' سے ہوئی بخت نصر نے اپنی تخت نشینی کے بعد سے ہی بابل کے استحکام کے لئے متعدد اقدامات شروع کئے وہ بہت جلد ارد گرد کی کئی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا اس نے اسرائیل اور یہودہ کی سلطنتوں پر بھی کئی کامیاب حملے کئے ۵۹۸ ق م میں اس نے یروشلم سمیت پوری سلطنت یہودہ پر قبضہ کرلیا یہودہ کا بادشاہ صدقیاہ اس کا قیدی بنا ۵۸۷ ق م میں بخت نصر نے ایک اور حملہ کیا اور یہودہ کے تمام شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی نا صرف یہ بلکہ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو بھی اس طرح سے پیوند خاک کیا جیسے کے وہ وہاں کبھی تھے ہی نہیں مورخین بخت نصر کے ہاتھوں یروشلم اور فلسطین کی تباہی کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں کے بابلی افواج نے شہر میں وہ درندگی اور تباہی پھیلائی کے کوئی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی نہ رہ سکی اور سارا شہر ہی پیوند خاک ہو گیا یہی نہیں بلکہ تورات کے تمام نسخے جلا دئے گئے اور چن چن کر ایسے تمام لوگوں کو بھی قتل کر دیا گیا جن کے سینوں میں تورات کا کچھ حصہ محفوظ تھا بابلی، یہودیوں کی ایک بڑی تعداد کو قیدی بنا کر بھی اپنے ساتھ لے گئے (انھی قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے۔)

قرآن کریم میں یہودیوں کی سرکشی کے نتیجے میں ان کے اوپر ایسے ظالم حکمرانوں کے حوالے سے یہ ارشاد ہوا ہے!

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۔

ترجمہ۔آخر جب (بنی اسرائیل) کی پہلی سرکشی کا موقع آیا تو، اے بنی اسرائیل ہم نے تمھارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمھارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے یہ ایک وعدہ تھا جیسے پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔۱۰۹؎

بلی بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنایا انھی بے شمار قیدیوں میں کم سن حضرت عزیر علیہ السلام بھی شامل تھے جو حالت اسیری میں حضرت دانیال علیہ السلام کے زیر تربیت رہے اہل یہود آپ کو عزرا یعنی اپنے دین کا مجدد بھی مانتے ہیں آپ کے دور کے حوالے سے یہ اتفاق ہے کے وہ ۴۵۰ ق م کا تھا آپ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں اٹھاتے رہے پھر بخت نصر نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے چند اہل علم و دانش حضرات کو دربارشاہی میں طلب کیا لہٰذا اس کی نظر انتخاب چار افراد پر پڑی جن میں حضرت دانیال، خنیاہ، میسا ایل اور

حضرت عزیر شامل تھے، وہ ان حضرات کی شخصیت اور عالمانہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوا چنانچہ اس نے انھیں دربار سے منسلک کر کے ان کے بیش بہا علم سے فائدہ اٹھانا چاہا اور ان کی بے حد عزت وتکریم بھی کی۔ بخت نصر، حضرت عزیر کی قابلیت سے کافی مرعوب ہوا اور انھیں بابل کا گورنر بنا دیا لیکن بابل میں ہر جانب شرک اور بت پرستی کا بول بالا تھا اور جگہ جگہ منادر اور اصنام پرستی کی جاتی تھی آپ نے گورنر بنتے ہیں باطل رسم ورواج اور اصنام پرستی کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا ابتدائی مرحلے میں آپ نے تمام لوگوں کو دین حق کی تعلیم دی اور انھیں بتایا کے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ہم دین و دنیا دونوں ہی جگہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوجائیں گے لیکن حسب سابق بابلی قوم نے بھی آپ کی شدت سے نافرمانی کی اور ان سب نے آپ کے خلاف ایک محاذ بنالیا جب یہ خبر بخت نصر تک پہنچی تو وہ یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے ایک بڑی آگ روشن کی گئی جس میں آپ کو ڈلوا دیا گیا لیکن اللہ کی قدرت یہ ہوئی کے آپ آگ میں سے صحیح سلامت نکل آئے یہ دیکھ کر بخت نصر چلا اٹھا عزیر کا خدا مبارک ہو جس نے اپنا فرشتہ بھیج کر عزیر کو رہائی دلوائی اور واقعی عزیر کے خدا کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں لہٰذا اس معجزہ کے بعد

حضرت عزیر کو دوبارہ بابل کا گورنر بنا دیا گیا اور آپ دین اسلام کی دعوت وتبلیغ میں منہمک ہو گئے

مورخین لکھتے ہیں فارس کے شہنشاہ اردشیر کے دور میں جب دوبارہ ازسرنو بیت المقدس کی تعمیر ہونے لگی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تاہم اس تعمیر پر ہونے والے اخراجات شاہ فارس نے ادا کئے چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں حضرت عزیر نے اپنا

شاہی اثر ورسوخ کو بھی استعمال کیا اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی مدد بھی کی، کہا جاتا ہے کے بنی اسرائیل بابل میں اپنی ۷۰ سالہ طویل اسیری کے دوران اپنی اصل زبان عبرانی تک بھول گئے جبکہ تہذیب وتمدن اور شریعت وروایات تو اس کے سوا ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے واپس یروشلم آنے کے بعد ناصرف مقدس ہیکل کی تعمیر میں معاونت کی بلکہ تلف شدہ تورات کو بھی ازسرنو لکھوایا۔اس حوالے سے بائبل کی روایت ہے!

آسمان سے دوشہاب اترے اور حضرت عزیر کے سینے میں جا کر سما گئے۔اس کے بعد آپ نے تورات لکھوانی شروع کی بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت عزیر علیہ السلام کی قدرو منزلت میں بے حد اضافہ ہوا کیونکہ عزیر یا عزرا نے عہد نامہ کو دوبارہ مدون کیا اور شریعت موسوی کی تجدید بھی کی اس کے ساتھ ہی حضرت عزیر نے بنی اسرائیل کے تمام اہل خیر کو جمع کر کے ایک مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی، قوانین شریعت کو نافذ کر کے ان کے اعتقادی اور اخلاقی برائیوں کو بھی دور کیا بنی اسرائیل کے نکاح میں جتنی مشرک عورتوں تھیں ان سب کو طلاق دلوائی جبکہ قوم بنی اسرائیل سے ازسرنو آئین کی پیروی اور میثاق کی پیروی کا عہد بھی لیا لیکن شمالی فلسطین اور سامریہ کے بنی اسرائیلیوں نے حضرت عزیر کی تعلیمات سے استفادہ نہ کیا بلکہ انھوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں اپنا ایک الگ مذہبی گروہ اور مرکز 'کوہ جرزیم' میں قائم کیا جس کو انھوں نے قبلہ اہل کتاب بنانے کا بھی ارادہ کیا جس کے نتیجے میں یہودیوں اور سامریوں میں دوریاں مزید بڑھ گئیں دوسری جانب بنی اسرائیل کی حضرت عزیر سے تعظیم اس قدر بڑھی کے انھوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ اِبْنُ اللّٰهِ...ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ۔۱۱۰

ترجمہ۔ یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔۔۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی پرانی روش اور ان کا مزاج جو شرک، توہم پرستی اور بت پرستی سے عبارت ہے اس مقام پر بھی وہ باز نہ آئے، حضرت عزیر نے نا صرف شریعت موسوی کی تجدید کی بلکہ آئین وقوانین اور بنی اسرائیل کے اعمال واقوال کی بھی اصلاح فرمائی لیکن اتنی جدوجہد کے بعد بھی نتیجہ صفر۔

ایک روایت کے مطابق ۴۴۵ ق م میں نحمیاہ بن حکلیاہ نبی نے اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے منتشر اور جلاوطن افراد کو باہم متحد کیا اور انھیں واپس یروشلم لائے، شاہ ایران نے نحمیاہ نبی کو یروشلم کا حاکم مقرر کیا تو آپ نے اپنی بکھری ہوئی قوم بنی اسرائیل کو یکجا کیا اور پھر یروشلم میں ایک شہر پناہ تعمیر کی اس طرح تقریباً ڈیڑھ سو سالوں کے بعد بیت المقدس ایک بار پھر آباد ہو گیا جو یہودی مذہب اور تہذیب کا مرکز بنا لیکن سکندر اعظم کے ہاتھوں ایرانیوں کے زوال اور یونانیوں کے عروج سے بنی اسرائیل کو دھچکا پہنچا اور سکندر اعظم کی وفات کے بعد جب سلطنت تین حصوں میں منقسم ہوئی تو شام کا علاقہ جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اس کے فرمانروا انٹیوکس ثالث نے ۱۹۸ ق م میں فلسطین پر قبضہ کر لیا یہ لوگ سخت ظالم، جابر، مشرک اور یہودیوں سے شدید نفرت کرتے انھوں نے ان کے رسم ورواج، تہذیب وتمدن، مذہب، رہن سہن اور لباس ومعاشرت الغرض تمام شعبہ حیات سے نا صرف اختلاف کیا بلکہ ان کی جگہ اپنی تہذیب وتمدن کو فروغ دیا لہٰذا اس خارجی مداخلت نے یہودیوں میں مزید تفرقہ ڈالا جس کے نتیجے میں یہودیوں کے ایک گروہ نے یونانی رسم ورواج اور تہذیب ومعاشرت کو اپنایا جبکہ دوسرے گروہ نے یونانیوں کی طرز معاشرت کی مخالفت کی ۱۷۵ ق م میں اینٹوکس چہارم جب تخت نشین ہوا تو اس نے پورے جبر اور غضب کے ساتھ اپنی مکمل طاقت کے استعمال سے یہودیوں اور ان کے مذہب وتہذیب کی بیخ کنی کی اور بنی اسرائیل کے مقدس ہیکل میں زبردستی بتوں کو نصب کر کے یہودیوں کو ان کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا یہی نہیں بلکہ یہودی جس جگہ قربانی کرتے اس جگہ سے زبردستی ان کی قربانی ختم کروا کر انھیں مشرکانہ مقامات پر قربانی کا پابند کیا اس ظالم بادشاہ نے تمام تورات کے نسخے بھی جلا دئے اور جن لوگوں کے پاس اس کے نسخے موجود تھے انھیں بھی قتل کروا دیا اور یوم سبت کی تکریم کے احکامات بھی منسوخ کرتے ہوئے ایسے تمام افراد کو سرِ عام پھانسی لگانے کے احکامات بھی جاری کر دئے۔ اگرچہ یہودیوں کا ایک طبقہ حضرت عزیر کے دین الٰہی اور

شریعت موسوی پر عمل پیرا تھا اس نے بادشاہ وقت کے خلاف ایک تحریک 'مکابی بغاوت' کے نام سے چلائی تاہم بادشاہ وقت اور اس کے ہرکاروں نے اپنی پوری سرکاری قوت کو استعمال کرتے ہوئے اس تحریک کو دبانے کی کوششیں کیں اور ان کے ساتھ وہ یہودی بھی پیش پیش تھے جنھوں نے یونانی اثرات اور طرز معاشرت کو بخوشی قبول کیا لیکن مکابی بغاوت کی تحریک ہر گزرتے دن کے ساتھ بجائے دبنے کے بڑھتی گئی اور بلاآخر اس حد تک بڑھی کے انھوں نے یونانیوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور اپنی ایک الگ آزاد ریاست قائم کی جو کے بتدریج بڑھتے بڑھتے ان تمام پرانے رقبے پر حاوی ہوگئی جو کبھی یہودیہ اور اسرائیل کی ریاست کی حدود میں واقع تھے یہی نہیں بلکہ فلستیہ کا بھی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آگیا جو کے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بھی فتح نہیں ہوا تھا تاہم بنی اسرائیل کی یہ ریاست تقریباً ۶۷ ق م تک قائم رہی۔۱۱۱ے

۲۔بنی اسرائیل کی دوسری تباہی:

مکابیوں کی تحریک بتدریج کمزور ہوتے ہوتے بلاآخر دم توڑ گئی اور اس کی جگہ خالص دنیا پرستی نے لے لی پھر اس قوم بنی اسرائیل میں مزید پھوٹ پڑ گئی اور انھوں نے خود ہی رومی فاتح پومپی کو فلسطین آنے کی دعوت دی پومپی نے ۶۳ ق م میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور اس طرح وہاں موجود یہودیوں کو شکست ہوئی اور وہ رومیوں کے غلام ہو گئے لیکن رومیوں کی ملکی پالیسی کا ایک حصہ یہ بھی تھا کے وہ مفتوحہ علاقوں پر براہ راست اپنے تسلط کے بجائے اپنا نظم ونسق تو قائم کرتے تھے لیکن مقامی حکمرانوں کے ذریعے وہ اپنے تمام کام بالواسطہ طور پر نکلوا لیتے چنانچہ انھوں نے فلسطین میں اپنے زیر سایہ ایک ایسی ریاست قائم کی جو بلاآخر ۴۰ ق م میں ایک ہوشیار اور نہایت موقع شناس یہودی 'ہیرو ڈ' کے قبضے میں آگئی یہ شخص آگے چل کر ہیرود اعظم کے نام سے مشہور ہوا جس کی فرمانروائی پورے فلسطین اور اردن پر ۴۰ سے ۴ ق م تک قائم رہی اس نے ایک جانب یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے مذہبی پیشواؤں کی سرپرستی کی دوسری جانب رومی تہذیب وثقافت کو بھی فروغ دیا۔

ہیرود اعظم کا پوتا تھا جو ۱۴ء میں ان تمام علاقوں کا فرمانروا مقرر ہوا جو اس کے دادا ہیرود اعظم کے زمانے میں ان کے قبضے میں تھے اس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی حضرت عیسیٰ کے تمام حواریوں اور ان کے پیروکاروں پر سخت مظالم ڈھائے اور حضرت مسیح کی تمام تحریک حق کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اس دور میں بنی اسرائیل کی سرکشی کی پرانی روش اور ان کے مشرکانہ عقائد اور اخلاقی زوال کی تمام تر کیفیات اپنے انتہائی عروج پر تھیں جن کا اندازہ ہم اناجیل میں حضرت مسیح کے خطبات کو پڑھ کر بخوبی لگا سکتے ہیں جس میں وہ قوم بنی اسرائیل کے قومی اور اخلاقی زوال کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں اس دور پر فتن میں معصوم حضرت یحییٰ کا سر قلم کر دیا جاتا ہے جس پر ایک آواز بھی نہیں اٹھتی ۔ پھر چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کرتی ہے لیکن بد بخت قوم میں سے کسی نے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا جبکہ اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی گئی کے مجمع عام میں پونٹس پیلاطس قوم بنی اسرائیل سے جب یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق سزائے موت کے مجرموں میں سے میں کسی ایک مجرم کی سزا معاف کر دوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بد بخت اور ملعون زدہ قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا، اس بات کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کے یہودیوں (قوم بنی اسرائیل) پر رومیوں نے سخت مظالم ڈھانے شروع کئے جس کے نتیجے میں ۶۴ء سے ۶۶ء میں یہودیوں نے رومیوں کے خلاف کھلی بغاوت کر دی جس کو رومیوں نے انتہائی سختی سے کچل دیا اور ٹیٹس نے ۷۰ء میں بزور شمشیر پورے یروشلم کو فتح کیا اور قوم بنی اسرائیل کا قتل عام بھی کیا جس میں اندازاً ایک لاکھ تینتیس ہزار بنی اسرائیل مارے گئے ۶۷،۰۰۰ افراد کو قیدی بنا کر مختلف شہروں اور جنگلوں میں بھیج دیا گیا تا کہ وہ مشقت کریں ان میں سے بھی بے شمار افراد کو جانوروں نے چیر پھاڑ ڈالا جبکہ کئی افراد شدید مظالم سہتے سہتے ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے جبکہ بنی اسرائیل کی خوبرو نوجوان لڑکیوں کو انھوں نے آپس میں بانٹ لیا اور یروشلم اور مقدس ہیکل کو بھی تاراج کیا چنانچہ اس ہزیمت اور انتہائی تباہی کے بعد تقریباً دو ہزار سالوں تک بنی اسرائیل (یہودیوں) دوبارہ کبھی سر نہیں اٹھا پائے یروشلم کا مقدس ہیکل بھی پھر

دوبارہ کبھی تعمیر نہ ہوسکا عرصہ بعد قیصر ہیڈریان نے اس شہر کو دوبارہ آباد کیا لیکن اب اس شہر کا نام 'ایلیا' تھا اگرچہ یہاں ایک طویل عرصے تک قوم بنی اسرائیل کے داخلے پر شدید پابندی اور پہرہ تھا۔ ۱۱۲؎

قرآن کریم کی رو سے یہ وہ دوسری سزا تھی جو قوم بنی اسرائیل کو زمین پر فساد، انبیاء کے ساتھ ناروا سلوک اور ان کے قتل میں معاونت اور شرک و بت پرستی کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے دی گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔ جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا تا کہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اس طرح سے گھس جائیں جس طرح سے پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے وہ اسے تباہ برباد کر کے رکھ دیں۔

یہودیت:

یہودا (Judah) حضرت یعقوب علیہ السلام کے چوتھے فرزند کا نام تھا جن کی والدہ 'لیاہ' تھیں یہودا عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی 'اللہ تعالی کی تعریف' کے ہیں حضرت یعقوب کے یہ فرزند خاندانی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے بعد ازاں یہ اپنے والد کے ساتھ مصر بھی منتقل ہوئے جبکہ حضرت یعقوب نے انھیں برکت کی دعا بھی دی پھر مصر سے خروج کے وقت ان کے قبیلے میں مردوں کی تعداد ۷۴ ہزار بتائی جاتی ہے، یہودا زرد رنگ کے لباس پہنا کرتے شاید اسی وجہ سے یہودیوں میں بھی زرد رنگ ایک امتیازی نشان کی حیثیت اختیار کر گیا۔ یہودی یا بنی اسرائیل کی قدیم مذہبی ثقافت دراصل یہودیت کہلاتی ہے، یہودی خدا کے ساتھ ایک معاہدے یا خصوصی تعلق کے تصور کی بنیاد پر ایک جداگانہ شناخت قائم رکھنے والے لوگوں کا ایک گروہ ہے جبکہ یہ گروہ تاریخ کے قدیم ترین معلوم لوگوں میں سے ہیں جن کا ماخذ اندازاً ۳۰۰۰، ق م سے بھی پہلے کا ہے یہودی دنیا کے کم و بیش ہر خطے میں پائے جاتے ہیں انھوں نے اپنے مذہبی اور ثقافتی

اثرات بھی کئی اقوام پر مرتب کئے چنانچہ یہودیوں یا یہودیت کی درست تاریخی حیثیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے لفظ Jew کو اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے لفظ Jew پانچویں صدی ق م میں یہودیہ یا قوم بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے استعمال ہونے والا ایک عبرانی زبان کا لفظ ہے جو کے یونانی زبان کے لفظ Ioudaios (یہودیائی) سے ماخوذ ہے لہٰذا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ لفظ تبدیل ہوکر یہودی بن گیا لیکن ان کا اصل وطن یہودیہ ہی تھا یہ قوم حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق کی اولادوں میں سے ہیں جن کی اصلاح کے لئے سب سے زیادہ پیغمبر مبعوث کئے گئے۔

اہل یہود اپنے آپ کو خدائے واحد یہودہ کے ساتھ خصوصی معاہدے میں اپنے آپ کو شریک سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال ہے کے یہودہ نے انھیں نا صرف شریعت اور قاعدہ قانون بتایا بلکہ انھیں ایک الگ خطہ اسرائیل بھی دیا گیا جہاں وہ رہ سکیں لیکن قوم بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں، سرکشی، اپنے انبیاء کرام کی تکذیب اور ان کے قتل کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں ظالم حکمرانوں کے ذریعے سے دنیا میں نا صرف پامال کیا بلکہ ان کا بے دردی سے قتل عام اور انھیں ملک بدر بھی کیا گیا جبکہ ان کے مقدس ہیکل، تابوت سکینہ اور تورات کے نسائخ بھی تاراج کردئے گئے اگر چہ ان کے کچھ علماء کرام جو تورات کے کچھ حصوں کے حفاظ تھے انھیں بھی نہایت بے دردی سے قتل کیا گیا۔

یہودیت کا آغاز سرزمین اسرائیل (موجودہ فلسطین) سے ہوا ہے جو مختلف وجوہات اور فاتحین کے حملوں کے باعث تتر بتر ہوئے آج دنیا میں ان کی آبادی دو یا ڈھائی کروڑ کے لگ بھگ ہے ان کی بڑی تعداد اسرائیل، امریکہ، فرانس، روس، یوکرائین، برطانیہ، کینیڈا جنوبی افریقہ اور ارجنٹینا میں رہتی ہے یہودیت کی تمام صورتوں کی جڑیں عبرانی بائبل میں ہیں لیکن یہودیت کو محض عہد نامہ عتیق کا مذہب سمجھ لینا درست نہیں معاصر یہودیت ابتدائی مسیحی صدیوں کے دوران فلسطین اور بابل میں ربانی تحریک کا نتیجہ ہے اسے ربانی یہودیت کہتے ہیں ارامی زبان میں ربی کا مطلب 'میرا استاذ' کے ہیں اسی اعتبار سے یہودی اولیاء ربی کہلائے جو صحائف کے مطالعے کے ماہر تصور کئے جاتے انھوں نے یہ بھی کہا کے خدا نے کوہ سینائی پر موسیٰ کو تحریری تورات کے علاوہ ایک زبانی

تورات بھی دی جو اساتذہ سے ان کے شاگردوں میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوئی ربیوں کی نظر میں مشنہ (حفظ شدہ) زبانی تورات پر مشتمل ہے جبکہ ربانی ادب کی قدیم ترین دستاویز مشنہ تیسری صدی عیسوی کے دوران فلسطین میں ایڈٹ کی گئی بعد ازاں فلسطین اور بابل میں مشنہ پر ربانی تحقیق سے دو تالمود (مطالعہ کردہ) پیدا ہوئیں جنھیں ارامی زبان میں Gemera بھی کہا جاتا ہے یہ مشنہ کی تشریحات و تفاسیر ہیں جو چھٹی صدی عیسوی کے دوران تالیف کی گئیں بابلی تالمود ربانی یہودیت کی اساسی دستاویز بنی، مذہبی یہودی کے لئے اس کی ساری زندگی مسلسل عبادت ہے روایتی طور پر یہودی دن میں تین مرتبہ عبادت کرتے ہیں۔

ا۔صبح (شحرت)۔ ۲۔ دوپہر (منخر)۔ ۳۔شام (معرب) یہ اوقات یروشلم کے ہیکل میں قربانی دینے کے اوقات سے وابستہ اور مشروط ہیں لہٰذا ان عبادات کی ادائے گی کے لئے کم ازکم دس افراد کی موجودگی ضروری ہے کھڑے ہوکر دعا کرنا یہودی مذہب میں عبادت کا ایک لازمی جز تصور کیا جاتا ہے اسی طرح سے راسخ العقیدہ یہودی صبح کی عبادت کے دوران اپنے کندھوں پر ایک چادر (تلت) اوڑھتے ہیں اس کے ساتھ ہی وہ اپنی دعائیہ کتب والا ڈبہ (ٹفلن) بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اپنے سر پر ایک چھوٹی سی ٹوپی (کپاہ) بھی پہنتے ہیں جبکہ ربانی یہودیت میں تورات کی تلاوت بھی عبادت کا لازمی جز ہے اور روزآنہ کی عبادت میں تورات ،مشنیٰ اور تالمود کے اقتباسات بھی ضرور پڑھے جاتے ہیں یہودی اپنے کھانے پینے کے آداب میں نہایت محتاط ہیں ان کے گھر میں کھانے کی میز کو خداوند کے دسترخوان کی حیثیت حاصل ہے یہودی حرام جانور کے گوشت سے اجتناب کرتے ہیں شراب نوشی ان کے یہاں حرام ہے اسی طرح سے ان کے یہاں گوشت اور دودھ سے بنی غذائیں ایک ساتھ استعمال نہیں کی جاتیں یہودیوں کے اہم تہواروں میں پیساک ،شبوت ،سوکوت ،حنوکہ اور روش ہشناہ شامل ہیں یہودی مذہب کو اختیار کرنے کے حوالے سے متضاد بیانات ہیں کیونکہ کٹر یہودیوں کا یہ ماننا ہے کے یہودی ماں اور باپ کی اولاد ہی یہودی ہیں کوئی دوسرا شخص اس مذہب کو اختیار نہیں کرسکتا لیکن دیگر لوگ بھی اس مذہب میں داخل ہوئے اور اس داخلے کی ایک باقاعدہ تقریب بھی کی جاتی ہے جیسے 'بامتزواہ' کہا جاتا ہے۔

عالمین میں قوم بنی اسرائیل کی فضیلت:

عالمین میں قوم بنی اسرائیل کی فضیلت کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے جہاں والوں پر فوقیت دی۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی اور حکم عطا کیا اور نبوت دی اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور جہانوں پر فضیلت دی۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل تم میرے احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے، اور اس بات کو کے ہم نے تمھیں عالمین میں کو فضیلت دی يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۷ے

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر انعام کیا اور اس بات کا بھی کے ہم نے تم کو عالمین میں فضیلت دی۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۱۸

ترجمہ۔موسیٰ نے کہا کہ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے کسی کو معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمھیں جہانوں پر فضیلت دی۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۖ كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ۱۱۹

ترجمہ۔اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر من اور سلویٰ اتارا، جو کچھ ہم نے تمھیں پاکیزہ چیزیں

عطا کی ہیں اِن میں سے کھاؤ، اور انُھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

وَقَطَّعۡنَاهُمُ اثۡنَتَیۡ عَشۡرَةَ اَسۡبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اِذِ اسۡتَسۡقَاهُ قَوۡمُه اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ فَانۡۢبَجَسَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَیۡنًا قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ وَظَلَّلۡنَا عَلَیۡهِمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰی كُلُوۡا مِنۡ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقۡنَاكُمۡ ؕ وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ۔۱۲۰

ترجمہ۔ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا بارہ دادوں کی اولاد جو بڑی بڑی جماعتیں تھیں، اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰؑ کی طرف جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا کہ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار، تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا، اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ کیا اور ہم نے ان پر من وسلوٰی اتارا، کہ ہم نے جو ستھری چیزیں تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ، اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔

یَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآئِیۡلَ قَدۡ اَنۡجَیۡنَاكُمۡ مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ وَوَاعَدۡنَاكُمۡ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنَ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰی۔۱۲۱

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے طور کی دائیں طرف کا وعدہ کیا اور تم پر من وسلوٰی اتارا۔

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآئِیۡلَ الۡكِتَابَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنَاهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلۡنَاهُمۡ عَلَی الۡعَالَمِیۡنَ۔۱۲۲

ترجمہ۔اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے انہیں عالمین میں بزرگی دی۔

حض

رت الیاس علیہ السلام صالحین میں سے ہیں:

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے، جو قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ آپ کی قوم بعل نامی سونے کے بت کی پوجا کرتی، یہ بت بیس گز لمبا تھا جبکہ اس کے چار چہرے تھے، تاہم اس بت کی خدعمت کے لئے 400 خدام رکھے گئے تھے، اس بت میں سے شیطان کی آواز آتی جو لوگوں کو بت پرستی اور شرک کا حکم سناتی۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا درس دیا لیکن ان کی قوم ان کی ایک نا سنتی بلکہ ان تضحیک و تذلیل کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نا دیتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعد قرآن کریم میں نہایت صراحت کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام کا قصہ موجود ہے، آپ حضرت حزقیل علیہ السلام کے جانشین اور بنی اسرائیل میں ایلیاہ کے نام سے مشہور تھے۔

قرآن کریم میں آپ کا نام الیاس بتایا گیا ہے، جبکہ انجیل یوحنا میں آپ کو ایلیاہ نبی بھی کہا گیا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام، اسرائیلی نبی ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔

آپ حضرت الیسع علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے، جن کی بعثت حزقیل (علیہ السلام) نبی کے بعد ہوئی ہے۔ ۱۲۳

بیشتر مورخین کا اس پر اتفاق ہے کے حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں جن کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے الیاس بن یاسین بن فخاص بن یعزر بن ہارون (یا) الیاس بن عازر بن یعزر بن ہارون علیہ السلام۔

اسرائیلی روایات کے مطابق آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا لیکن کسی مستند روایت سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی۔ ۱۲۴

آپ کا شمار صالحین میں ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب صالحین میں سے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کو عالمین میں فضیلت دی گئی:

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ اللہ تعالی نے آپ کو عالمین میں فضیلت دی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو ہم نے تمام عالمین میں فضیلت دی۔

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ نے قوم اشور پر مبعوث فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا بائبل میں نام 'یوناہ' ہے جو کے یونس کا عبرانی تلفظ ہے آپ اللہ کے برگزیدہ بندے، نبی اور رسول تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے اشوریوں کی اصلاح کے غرض سے ان کے شہر 'اشور' میں جو کے اس دور میں ان کا دارالحکومت بھی تھا میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے منتخب فرمایا آپ حضرت ہود علیہ السلام کی اولادوں میں سے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو ۲۸ برس کی عمر میں نبوت اور رسالت سے بھی سرفراز فرمایا آپ پر ایک صحیفہ بھی نازل ہوا جو کے 'یوناہ نبی کی کتاب' کے نام سے تورات میں موجود ہے جو چار مختصر ابواب پر مشتمل ہے مورخین کے مطابق! آپ کا زمانہ ۸۶۰۔ ۷۸۴ ق م کے درمیان کا ہے اسی لئے کتب تاریخ میں اشوریوں کو 'قوم یونس' بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو قوم اشور کی رہنمائی کے لئے نینوا یعنی (موجودہ عراق) بھیجا چونکہ اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوا کا مشہور شہر تھا جس کے وسیع کھنڈرات آج بھی دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر پائے جاتے ہیں جو کے موجودہ شہر موصل کے عین مدمقابل ہے لہٰذا اس شہر میں 'یونس نبی' کے نام سے ایک مقام بھی موجود ہے اس زمانے میں دریائے دجلہ کے کنارے نینوا ایک چھوٹی سی بستی تھی جس میں دیگر دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ان کے سب سے بڑے 'دیوتا اشور' کی عبادت کی جاتی جبکہ اسی دیوتا کے نام پر اس شہر کا نام 'اشور' اور یہاں کے رہنے والے 'اشوری' کہلائے یہی نہیں بلکہ اس قوم نے نہایت عقیدت سے اپنے دیوتا کے نام کا ایک بڑا اور عظیم الشان مندر بھی تعمیر

کروایا اس قوم کے تمام تر سیاسی اور انتظامی امور کی انجام دہی بھی اسی 'دیوتا اشور' کے نام پر کی جاتی اس کے ساتھ ہی بادشاہ کو خدا کا سایہ بھی تصور کیا جاتا۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم سے نینوا تشریف لے گئے اور بادشاہ 'پال' کو پیغام حق سنایا جیسے سن کر بادشاہ غضبناک ہوا اور آپ کی جان کا دشمن ہوا اور حسب روایت قوم اشور اور بادشاہ وقت نے اپنے تیئں دین حق کی مکمل مخالفت کی اور وہ سب مل کے حضرت یونس علیہ السلام کے جان کے درپہ ہو گئے لیکن حضرت یونس علیہ السلام نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کٹھن ترین کام میں لگے رہے ایک روایت کے مطابق آپ اپنی قوم کے درمیان تقریباً ۳۱ برس تک دین حق کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے آپ کی قوم کی تعداد قرآن وحدیث ﷺ کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ تھی قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے قصے کو تین مقامات یعنی (سورہ الانبیاء، سورہ الصافات اور سورہ القلم) میں بیان کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے قرآن کریم میں ارشادات خداوندی

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ۱۲۷ ۔ ترجمہ۔ یقیناً یونس بھی رسولوں میں سے تھا۔

وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ ہم نے اسے (یونس کو) ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم مسلسل ان کی تضحیک وتذلیل کرتی چنانچہ ایک دن انھوں نے اپنی قوم کو غصے میں عذاب کی وعید سنائی اور ازخود اللہ کے اذن کے بغیر ہجرت کر لی، اور شہر سے نکل گئے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے، کشتی کو ایک طوفان نے گھیر لیا اور بلا آخر حضرت یونس علیہ السلام نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور انھیں ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا، چالیس دن تک آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرتے رہے، بلا آخر مچھلی نے اللہ کے حکم سے آپ کو خشکی پر پھینک دیا۔

دوسری جانب آپ کی قوم پر عذاب کے آثار نمایاں ہوئے تو انھوں نے آپ کو تلاش کیا اور آپ کو ناپا کر انھوں نے ایک بڑے میدان میں جمع ہو کر اللہ سے توبہ استغفار کی، جس کے نتیجے میں اللہ

نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا۔

قوم اشور کا انجام:

قوم اشور کچھ عرصہ تک تو اللہ کی عبادت کرتے رہے اور انھوں نے اس کے احکامات کی بجا آوری بھی نہایت نیک نیتی سے کی لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایمان بھی کمزور پڑ گیا اور وہ طرح طرح کی گمراہیوں میں بھی مبتلا ہو گئے لیکن اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً ان کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجا جن میں سے ایک ناحوم نبی (۷۲۰ ـ ۶۹۸ ق م) تھے انھوں نے اشوریوں کو متنبہ کیا اور انھیں اللہ سے ڈرایا لیکن اس قوم کی سرکشی بدستور جاری رہی لیکن پھر اشوریوں پر آخری ہدایت صفیاہ نبی (۶۴۰ ـ ۶۰۹ ق م) کے ذریعے بھیجی گئی انھوں نے اللہ کے حکم سے اشوریوں کو دین اسلام کا پیغام پہنچایا لیکن یہ قوم اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھی۔

۶۱۲ ق م کے لگ بھگ اللہ تعالی نے اشوریوں کو اہل میڈیا کے ذریعے پامال کیا لہٰذا اہل میڈیا نے بابلیوں کی مدد سے اشوریوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور ان کے کئی علاقوں پر قابض ہو گئے جبکہ اشوری فوج کو جو کبھی اپنی مثال آپ تھی کو سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونا پڑا ساتھ ہی وہ میڈیا والوں کے ہاتھوں محصور بھی ہو گئے پھر کچھ عرصے کے بعد دریاے دجلہ میں شدید طغیانی ہوئی جس کے باعث دریا کا پانی شہر کی فصیل توڑ کر شہر میں جا گھسا چنانچہ حملہ آور بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر میں جا گھسے اور انھوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا نا صرف یہ بلکہ شہر کو جلا کر خاک بھی کر دیا جبکہ بادشاہ نے بھی اپنے محل میں جل کر خودکشی کر لی اس طرح سے اشوری سلطنت اور اس کی عظیم تہذیب ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچی تاہم آج بھی آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو باقیات برآمد ہوتی ہیں ان میں آتش زدی کے نشانات خاصے نمایاں نظر آتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ۔ ۱۲۹

ترجمہ۔ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے کوئی قوم نہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نا ہی اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔

حضرت الیسع علیہ السلام کو اللہ نے عالمین میں فضیلت دی:

حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے نیک اور نہایت برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے۔آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے چچا زاد بھائی اور ان کے نائب و جانشین بھی تھے، حضرت الیاس علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالٰی نے آپ کو قوم بنی اسرائیل کے لیے نبوت عطا فرمائی۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔یعنی:

الیسع بن عدی بن شوتلم بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔

تورات کے یسعیاہ نبی اور حضرت الیسع اگر ایک ہی شخصیت ہیں تو، تورات نے ان کو عموص نبی (آموص) کا بیٹا بتایا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام نے آپ ہی کی طرز پر قوم بنی اسرائیل کی رہنمائی فرمائی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۱۳۰

ترجمہ۔اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو ہم نے تمام عالمین میں فضیلت دی۔

وَاذۡكُرۡ إِسۡمَاعِيلَ وَالۡيَسَعَ وَذَا الۡكِفۡلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الۡأَخۡيَارِ ۔۱۳۱

ترجمہ۔اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

وھب بن منبہ نے لکھا، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام کے شاگرد تھے۔

اور یہ دونوں پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم سے پہلے

گذرے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عالمین میں فضیلت دی:

حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے ہیں، جو حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر نو میں شریک رہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری اہلیہ سے آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ نبایوط (نابت)۔ ۲۔ قیدار۔ ۳۔ ادبائیل۔ ۴۔ مبشام۔ ۵۔ مشماع۔ ۶۔ دوما۔ ۷۔ میشا۔ ۸۔ حدد۔ ۹۔ تیما۔ ۱۰۔ یطور۔ ۱۱۔ نفیس۔ ۱۲۔ قیدان۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹوں سے بارہ قبائل وجود میں آئے جنھوں نے مکہ میں ہی قیام کیا لیکن ان کی معیشت کا انحصار یمن مصر اور شام کی تجارت پر تھا بعد میں یہ بارہ قبائل عرب اور بیرون عرب کے اطراف واکناف میں پھیل گئے اگرچہ ان سب کے حالات زندگی دبیز تاریکیوں میں دب گئے سوائے نبایوط (نابت) اور قیدار کے کیونکہ ان کی اولاد کے حالات تاریخ میں موجود ہیں۔

نبطی Nabti:

نبایوط (نابت) کی اولادوں کو نبطی کہا جاتا ہے تاہم نبطیوں کے تمدن کو شمالی حجاز میں فروغ اور عروج حاصل ہوا۔ انھوں نے ایک طاقتور حکومت قائم کی اور گرد و نواح کے لوگوں کو اپنا باجگزار بنایا آہستہ آہستہ یہ اتنے زیادہ طاقتور ہو گئے کہ کسی میں ان سے مقابلے کی تاب نہ تھی جب رومیوں کا دور آیا تو ان کے ہاتھوں نبطی قصہ پارینہ ہوئے۔ نبطیوں کے حوالے سے سید سلیمان ندوی نے ایک تحقیق کی ہے جس پر بحث کرتے ہوئے وہ یہ کہتے ہیں کے آل غسان اور انصار یعنی اوس اور خزرج قحطانی عرب نہ تھے بلکہ وہ اس علاقے میں نبایوط بن اسماعیل (یعنی نابت) کی بچی کچھی

نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۳۲؎

قیدار بن اسماعیل کی نسل مکہ میں ہی رہی اور وہ وہیں پھلی پھولی یہاں تک کے عدنان اور پھر ان کے بیٹے معد کا زمانہ آ گیا تاہم عدنانی عرب کا سلسلہ نسب صحیح طور پر یہیں تک محفوظ ہے۔ عدنان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ نسب میں اکیسویں پشت سے ہے کچھ راویوں نے یہ روایت کیا ہے کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سلسلہ نسب میں عدنان تک پہنچتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک جاتے اور آگے نہ بڑھتے۔ ۱۳۳؎

مورخین کی تحقیق کے مطابق! عدنان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان چالیس پشتیں تھیں معد کے بیٹے نزار سے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے وہ اکلوتے تھے کئی خاندان وجود میں آئے نزار کے چار بیٹے تھے اور یہ چاروں بیٹے چار الگ الگ قبائل کی بنیاد ثابت ہوئے۔

ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ایاد۔ ۲۔ انمار۔ ۳۔ ربیعہ۔ ۴۔ مضر۔

ان میں سے دو موخر الذکر قبائل اور ان کی کئی شاخیں وجود میں آئیں چنانچہ ربیعہ سے اسد بن ربیعہ عنزہ، عبدالقیس، وائل، بکر، تغلب اور بنوحنیفہ وجود میں آئے۔ مضر کی اولاد دو بڑے قبائل میں تقسیم ہوئیں۔ ۱۔ قیس عیلان بن مضر۔ ۲۔ الیاس بن مضر۔

قیس عیلان سے بنوسلیم، بنوہوازن، بنوغطفان، غطفان سے عبس، ذبیان، اشجع اور غنی بن اعصر کے قبائل وجود میں آئے۔

الیاس بن نضر سے تمیم بن مرہ، ہذیل بن مدرکہ، بنواسد بن خزیمہ اور کنانہ بن خزیمہ کے قبائل وجود میں آئے پھر کنانہ سے قبیلہ قریش وجود میں آیا یہ قبیلہ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں بعد ازاں قبیلہ قریش بھی متعدد شاخوں میں تقسیم ہوا۔

مشہور قریشی شاخوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ جمح۔ ۲۔ سہم۔ ۳۔ عدی۔ ۴۔ مخزوم۔ ۵۔ تیم۔ ۶۔ زہرہ۔ ۷۔ اور قصی بن کلاب کے خاندان یعنی عبدالدار، اسد بن عبدالعزیٰ اور عبد مناف یہ تینوں قصی کے بیٹے تھے ان میں سے عبد مناف کے چار بیٹے ہوئے جن سے چار ذیلی شاخیں وجود میں آئیں۔

۱۔ عبدالشمس۔ ۲۔ نوفل ۳۔ مطلب۔ ۴۔ اور ہاشم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تھا۔
اسی حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!
اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب کیا پھر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ کی نسل سے قریش کو چنا پھر قریش سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب کیا۔ ۱۳۴؎
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد اور نسل کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیل گیا، جس میں حجاز، شام، عراق، فلسطین اور مصر شامل ہے بعد ازاں یہاں سے بھی ان کی اولادیں دنیا کے اور مقامات پر منتقل ہوتی رہیں۔
تورات کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک فلسطین میں ہے، یہیں ان کی وفات ہوئی۔
عرب مورخین کے مطابق آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ بیت اللہ کے قریب حرم کے اندر مدفون ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ نے عالمین میں فضیلت عطا کی:

حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ اور نیک بندے تھے، ان کی نسل سے بنی اسماعیل ہیں، جو آج دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں، حضرت اسماعیل نہایت فرمانبردار اطاعت گزار اور راضی بہ رضا پیغمبر تھے۔ اللہ نے آپ کا اکرام فرمایا۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو ہم نے تمام عالمین میں فضیلت دی۔

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۔ ۱۳۶

ترجمہ۔ اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۔۱۳۷

ترجمہ۔(اسماعیل) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا، وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔۱۳۸

ترجمہ۔ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسے ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے، اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر، اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔۱۳۹

ترجمہ۔ہم اللہ پر ایمان لائے، جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا، جو کچھ ابراھیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰؑ عیسیٰ اور سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا، ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کو اللہ تعالی نے خاص فضیلت دی اور انھیں ذکر آخرت کے لئے چن لیا:

حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے، آپ کی والدہ کا نام سارہ تھا۔آپ کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ برس جبکہ آپ کی والدہ حضرت سارہ کی عمر ۹۰ برس تھی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔۱۴۰

ترجمہ۔ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق کی بشارت دی، وہ نبی (اور) نیک لوگوں میں سے ہوگا۔

وَامْرَاَتُه قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ ۔ ۱۴۱

ترجمہ۔(سارہ) ہنس پڑی، پھر ہم نے اسے اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی، اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔

وَهَبْنَا لَه اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۔ ۱۴۲

ترجمہ۔ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیئے، ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا۔۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۔ ۱۴۳

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا) اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے، بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَه اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ۔ ۱۴۴

ترجمہ۔ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا، اور سب کو نیک بخت کیا۔

وَوَهَبْنَا لَه اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَاٰتَيْنَاهُ اَجْرَه فِی الدُّنْيَا وَاِنَّه فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب مقرر کردی اور ہم نے اسے اس کا بدلہ دنیا میں دیا، اور وہ آخرت میں بھی البتہ نیکوں میں سے ہوگا۔

حضرت اسحاق کی جائے پیدائش و وفات سرزمین شام ہے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کا عقد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی نحور کی پوتی رفقہ سے ہوا۔ شادی کے وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔آپ کی زوجہ حضرت رفقہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ پیغمبر حضرت اسحاق علیہ السلام کی اہلیہ، پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہو، پیغمبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بھابھی، پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی دادی تھیں۔تاہم شادی کے بیس برس کے بعد آپ کے یہاں جڑواں بیٹے پیدا عیسو اور

یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔
عیسو سے بنی ادوم اور یعقوب علیہ السلام سے (جن کا لقب اسرائیل تھا) قوم بنی اسرائیل کی نسل چلی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کو بیت المقدس میں آباد کیا۔
اور دوسرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا۔
حضرت اسحاق علیہ السلام، کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا نام اسرائیل بھی تھا۔
ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔
اسحاق علیہ السلام نے 180 سال کی عمر میں انتقال کیا۔ بعض محققین نے آپ کے زمانے کا تعین 23 ویں صدی قبل مسیح کیا ہے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کے فضائل:

قرآن کریم میں حضرت اسحاق کا ذکر ۱۶ مرتبہ آیا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کی تکریم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَاذْكُرْ عِبَادَنَآ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔ ۱۴۶

ترجمہ۔ ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

اِنَّآ اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۔ ۱۴۷

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انہیں ایک خاص فضیلت دی یعنی ذکر آخرت کے لیے چن لیا تھا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ ۱۴۸

ترجمہ۔ جب یعقوب کو موت آئی تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی

عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی
وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ
وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۔۱۴۹

ترجمہ۔ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم کسی ایک میں ان میں سے فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔۱۵۰

ترجمہ۔تم کہتے ہو کے ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے، کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو گواہی چھپائے جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم کرتے ہو۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی
وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۫ وَنَحْنُ لَہٗ
مُسْلِمُوْنَ ۔۱۵۱

ترجمہ۔ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰؑ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو ان کے

رب کی طرف سے ملا، ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ۚ وَاَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ‌ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۔ ۱۵۲

ترجمہ۔ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسے ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے، اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر، اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا‌ ۚ وَنُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡسُفَ وَمُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ‌ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۔ ۱۵۳

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا، ہم نے سب کو ہدایت دی، اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی، اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں، اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ يَجۡتَبِيۡكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ وَيُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعۡقُوۡبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡحٰقَ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔ اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور تجھے خواب کی تعبیر سکھائے گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر پوری کرے گا جس طرح اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کر چکا ہے، بے شک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَيۡنَا وَعَلَى النَّاسِ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔ ۱۵۵

ترجمہ۔(یوسف نے کہا) میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں، ہمیں یہ جائز نہیں کے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ۔ ۱۵۶

ترجمہ۔ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں، اور ان کی اولاد میں سے کئی نیک بھی ہیں اور کئی کھلم کھلا ظلم کرنے والے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل میں نبوت رکھ دی:

حضرت یعقوب علیہ لسلام، حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والد تھے۔آپ کا لقب اسرائیل ہے جس کے معنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو مسلمان، یہودی اور مسیحی نبی مانتے ہیں۔عہد نامہ قدیم میں آپ کا ذکر ایک سوستر سے زائد بار کیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم میں آپ کا ذکر ۱۶ بار آیا ہے۔

آپ کے جڑواں بھائی کا نام عیسو تھا جو بنی ادوم کی جانب بھیجے گئے جبکہ آپ قوم بنی اسرائیل کی جانب آئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اولادِ کثیر عطا کی۔ آپ کے 12 بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔بیٹوں کی شادیاں ہوئیں پھر اُن کی اولاد اور نسل پھیل کر بارہ قبائل کی شکل اختیار کر گئی۔چھوٹی بیوی، راحیل سے دو بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام اور بن یامین پیدا ہوئے۔

بیت المقدّس میں قیام کے دَوران حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ، حضرت راحیلؑ کے یہاں جب دوسرے بیٹے بن یامین کی پیدائش ہوئی، تو دَورانِ زچگی وہ انتقال کر گئیں۔حضرت یعقوب

علیہ السلام نے اُنھیں ''بیت اللحم'' میں سُپرد خاک کیا اور قبر کے سرہانے نشانی کے طور پر ایک پتھر لگا دیا، آج بھی حضرت راحیلؑ کی قبر کے سرہانے وہ پتھر موجود ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام مِصر میں 24 سال رہے اور یہیں وفات پائی، آپ نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو وصیّت فرمائی! میری میّت میرے وطن بھیج کر والد، اسحاق علیہ السّلام کے پاس دفن کیا جائے۔۱۵۷

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السّلام کی میّت کو لکڑی کے تابوت میں رکھ کر بیت المقدس منتقل کیا گیا۔

اسی وجہ سے عام یہود میں یہ رسم چل نکلی کے وہ اپنے مُردوں کو دُور دُور سے بیت المقدّس لے جا کر دفن کرتے ہیں۔

وفات کے وقت حضرت یعقوب علیہ السّلام کی عُمر 147 سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السّلام مع اپنی اولاد جب مِصر میں داخل ہوئے، تو اُن کی تعداد 93 افراد پر مشتمل تھی، پھر یہ لوگ مصر میں پھلتے پھولتے رہے یہاں تک جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ مِصر سے نکلے تو اُن کی تعداد چھ لاکھ، ستّر ہزار تھی۔۱۵۸

حضرت یعقوب علیہ السلام کا اکرام:

وَامْرَاَتُه قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ ۔۱۵۹

ترجمہ۔(سارہ) ہنس پڑی، پھر ہم نے اسے اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی، اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔

وَهَبْنَا لَه اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۔۱۶۰

ترجمہ۔ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیئے، ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا۔

وَوَهَبْنَا لَه اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ۔۱۶۱

ترجمہ۔ ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا، اور سب کو نیک بخت کیا۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۔ ۱۶۲

ترجمہ۔ ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب مقرر کر دی اور ہم نے اسے اس کا بدلہ دنیا میں دیا، اور وہ آخرت میں بھی البتہ نیکوں میں سے ہوگا۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۔ ۱۶۳

ترجمہ۔ ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۔ ۱۶۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انہیں ایک خاص فضیلت دی یعنی ذکر آخرت کے لیے چن لیا تھا۔

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۔ ۱۶۵

ترجمہ۔ جب یعقوب کو موت آئی تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۔ ۱۶۶

ترجمہ۔ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے

رب کی طرف سے دیا گیا، ہم کسی ایک میں ان میں سے فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ كَانُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى‌ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ‌ؕ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۔۱۶۷

ترجمہ۔تم کہتے ہو کے ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے، کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو گواہی چھپائے جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم کرتے ہو۔

قُلۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَالنَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ‌ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ‌ۖ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ۔۱۶۸

ترجمہ۔کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰؑ اور عیسٰی اور سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا، ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ‌ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۔۱۶۹

ترجمہ۔ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسے ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے، اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسٰی اور

ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر، اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡكُرُوۡنَ۔ ١٧٠

ترجمہ۔(یوسف نے کہا) میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں، ہمیں یہ جائز نہیں کے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے صابر، اچھے اور اللہ کی جانب رجوع کرنے والے تھے:

اِنَّا وَجَدۡنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ ١٧١

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ایوب کو صابر پایا، وہ بڑے اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے۔آپ کا نا یو باب تھا اور آپ زراح بن رعوائل بن عیسوا دوم بن اسحاق کے بیٹے تھے۔حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں، آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ كُلًّا هَدَیۡنَا ۚ وَنُوۡحًا هَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیۡمٰنَ وَاَیُّوۡبَ وَیُوۡسُفَ وَمُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ ١٧٢

ترجمہ۔ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا، ہم نے سب کو ہدایت دی، اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی، اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں، اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

بائبل نے آپ کا وطن بصری بتایا گیا ہے جو فلسطین کے پاس ایک چھوٹا سا شہر ہے۔

عیسوا دوم، اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔ مورخین بیان لکھتے ہیں کے آپ کا عقد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صاحبزادی سے ہوا۔ بعد ازاں ان سے جو آپ کے یہاں اولاد پیدا ہوئی، آپ انھیں لے کر کوہ شعر (کوہ سرات) کے دامن میں آباد ہو گئے چلے گئے، یہ مقام شمال مغربی عرب میں واقع ہے۔ کچھ مدت بعد آپ کے قبیلے نے ایک طاقتور قوم کی شکل اختیار کر لی جس پر آٹھ بادشاہوں نے حکومت کی۔ حضرت ایوب دوسرے بادشاہ تھے، بائبل میں ان آٹھوں بادشاہوں کے نام درج ہیں۔

بعض مورخین نے آپ کا زمانہ 1000 ق م اور بعض نے 1520 ق م بتایا ہے۔ بائبل کے مطابق آپ نے ایک سو چالیس سال کی عمر پائی۔ بائبل میں آپ کے نام سے پورا ایک صحیفہ (سفر ایوب) کے نام سے درج ہے۔

تورات کے مطالعے سے حضرت ایوب علیہ السلام کے حوالے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

ا۔ ایک یہ کے وہ سرزمین عوض کے باشندہ تھے۔

عوض کی سرزمین میں ایوب نام ایک شخص تھا، جو شخص کامل اور راست باز تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ ۱۷۳

۲۔ دوسری بات یہ کے ان کے مویشیوں پر سبا اور کسدیوں (بابلیوں) نے حملہ کر کے لوٹ لیا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کے وہ ان دونوں اقوام کے زمانہ عروج کے معاصر تھے۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کے درمیان کا ہے، یعنی اس دور کو تقریباً 1500 ق م اور 1300 ق م کے حدود میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں محققین یہ دلائل پیش کرتے ہیں کے تمام مورخین اور محققین کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کے تورات کے نزدیک صحیفہ ایوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبل زمانہ کا ہے، جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس صحیفے کو قدیم عربی سے عبرانی میں منتقل کیا تاہم یہ مجموعہ تورات میں سب سے قدیم صحیفہ سفر ایوب کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا 140 برس کی عمر میں وصال ہوا۔

حضرت ایوب علیہ السلام اپنے صبر وضبط، استقلال اور استقامت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ اہل علم لکھتے ہیں کے آپ کسی شدید بیماری میں مبتلا ہوئے اور آپ کا مال، اولاد اور صحت سب زوال کا شکار ہوءے، آپ کی اہلیہ نے نہایت صبر واستقامت سے آپ کی تیمارداری فرمائی، تاہم یہ اللہ کا اصول ہے کے جس بندے کو اللہ تعالی سے جس قدر قرب ہوتا ہے اللہ تعالی اس بندے کو اسی قدر آزماش میں مبتلا فرماتے ہیں تا کہ اس کے درجات کو بلند کیا جا سکے اور اللہ سے اس کے قرب میں اضافہ کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مصائب میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے،

اس کے بعد صلحاء کا پھر حسب مراتب ودرجات۔ ۱۷۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمای! انسان اپنے دین کے درجات کی مناسبت سے آزمایا جاتا ہے، پس اگر انسان کے دین میں پختگی اور مضبوطی ہے تو وہ مصیبت کی آزمائش میں بھی دوسروں سے زیادہ ہوگا۔ ۱۷۵؎

حضرت ایوب علیہ السلام کا اکرام:

قرآن کریم میں آپ کا ذکر چار سورتوں میں آیا ہے۔

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡ بَعۡدِهٖۚ وَاَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۔۱۷۶

ترجمہ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی بھیجی، جیسے ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے، اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اس کی اولاد، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا ۚ وَنُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ

وَمِنۡ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیۡمٰنَ وَاَیُّوۡبَ وَیُوۡسُفَ وَمُوۡسٰی وَهٰرُوۡنَ ؕ
وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔۱۷۷

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا، ہم نے سب کو ہدایت دی، اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی، اور اس کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون ہیں، اور اسی طرح ہم نیک لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ۔۱۷۸

ترجمہ۔ جب ایوب نے اپنے رب کو پکارا، میں بیمار ہوں، اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَكَشَفۡنَا مَا بِهٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَیۡنٰهُ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ
مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِكۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ ۱۷۹

ترجمہ۔ ہم نے (ایوب) کی دعا قبول کی اور اس کی تکلیف کو ہم نے دور کیا، اور اسے اس کے گھر والے دیے اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا اور عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

وَاذۡكُرۡ عَبۡدَنَاۤ اَیُّوۡبَ ۘ اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الشَّیۡطٰنُ بِنُصۡبٍ
وَّعَذَابٍ ۔۱۸۰

ترجمہ۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کے مجھے شیطان نے تکلیف اور عذاب پہنچایا ہے۔

اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۔۱۸۱

ترجمہ۔ اپنا پاؤں (زمین پر) مار، یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ہے۔

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنَّا وَذِكۡرٰی لِاُولِی
الۡاَلۡبَابِ ۔۱۸۲

ترجمہ۔ ہم نے ان کو ان کے اہل وعیال اور کتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے عنایت فرمائے اور

عقلمندوں کے لیے نصیحت ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ۔ ۱۸۳

ترجمہ۔اپنے ہاتھ میں جھاڑو کا مٹھا لے کر مار اور قسم نہ توڑو، بے شک ہم نے ایوب کو صابر پایا، وہ بڑے اچھے بندے، اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام 965 قبلِ مسیح میں فلسطین میں پیدا ہوئے۔آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے جاملتا ہے۔اللہ تعالی نے آپ کو نبی، رسول اور بادشاہت عطا فرمائی۔

حضرت آدم علیہ السّلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن کریم میں ''خلیفہ'' کے لقب سے نوازا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ۔ ۱۸۴

ترجمہ۔اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔

اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا۔ ۱۸۵

ترجمہ۔ہم نے داؤد کو زبور دی۔

امام بغویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کے زبور اللہ کی کتاب ہے، جو حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل ہوئی، اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں، جو دعاؤں اور حمد وثناء پر مشتمل ہیں، تاہم اُن میں حلال و حرام اور فرائض وحدود کا بیان نہیں۔

زبور کے لغوی معنیٰ ''پارے'' یا ''ٹکڑے'' کے ہیں، دراصل، زبور کے نزول کا مقصد تورات کی

تکمیل تھا۔۱۸۶ے

اللہ تعالی نے آپ کو وسیع حکومت عطا فرمائی، جو فلسطین، عراق، شام، دمشق، شرقِ اردن اور خلیجِ عقبہ سے فرات تک جزیرۃ العرب کے بیش تر علاقوں پر محیط تھی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۔۱۸۷

ترجمہ۔ ہم نے (داود) کی سلطنت کو مضبوط کیا، ہم نے اسے نبوت دی اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا سلیقہ عطا کیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک سو سال کی عُمر میں وفات پائی، آپؑ نے وسیع و عریض سلطنت پر چالیس سال حکومت کی۔

حضرت عبد اللہ بنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ہفتے کے دن ہوئی ،تاہم آپ کے جنازے پر، پرندے سایہ فگن ہو گئے۔آپؑ کے جنازے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بتایا جاتا ہے کے صرف بنی اسرائیل کے علماء کی تعداد 40,000 سے زائد تھی جبکہ عام عوام اس کے علاوہ تھے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیؑ اور حضرت ہارونؑ کی وفات کے بعد اس قدر رنج و غم کسی اور کی وفات پر نہ ہوا تھا۔۱۸۸ے

قرآن کریم تقریباً ۱۶ مقامات پر آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔۱۸۹

ترجمہ۔ پھر اللہ کے حکم سے مومنوں نے جالوت کے لشکروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا، اور اللہ نے سلطنت اور حکمت داؤد کو دی اور جو چاہا اسے سکھایا، اور اگر اللہ کا بعض کو بعض کے ذریعے سے دفع کرا دینا نہ ہوتا تو زمین فساد سے پُر ہو جاتی، لیکن اللہ جہان والوں پر بہت مہربان ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔۱۹۰

ترجمہ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی بھیجی، جیسے ہم نے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے، اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اس کی اولاد، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر، اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے، آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

مورخین کے مطابق آپ نے متحدہ اسرائیل پر 970 قبل از مسیح سے لے کر 931 قبل از مسیح تک حکومت کی۔ ان کے بعد ملک اسرائیل کے دو حصے (شمالی اور جنوبی) ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا سلسلۂ نسب یہودا (اولاد یعقوب) کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کو اولاد ابراہیم میں شمار کیا گیا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

سلیمان بن داؤد بن ایشا بن عوید بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عیمنا ذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا بن یعقوب بن اسیاق بن ابراہیم۔

اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور بادشاہت کے ساتھ کئی معجزات بھی عطا فرمائے۔

آپ جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے، ہوا پر آپ کا مکمل اختیار قائم تھا، آپ کا تخت ہوا میں اڑا کرتا یعنی آپ صبح اور شام مختلف سمتوں کو ایک ایک ماہ کا فاصلہ طے کر لیا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے دائرے میں انسان، جنات، شیاطین اور کل جانور اور پرندے شامل تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی اور بیت المقدس کی تعمیر کی جس کی تعمیر میں جنات اور

شیاطین بھی شامل تھے۔

جنات آپ کے لئے دور دراز مقمات سے قیمتی پتھر لایا کرتے، اس کے علاوہ سمندر میں سے قیمتی موتی بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات ایک بہت بڑی عمارت بنانے میں مصروف تھے، جبکہ آپ ان کی نگرانی ایک شیشے کے کمرے سے اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر کر رہے تھے، پھر اللہ کے حکم سے آپ کی روح قفس کر لی گئی جبکہ جنات یہ سمجھتے رہے کے آپ ان کی نگرانی فرما رہے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد دیمک نے آپ کی لاٹھی کو چاٹنا شروع کر دیا اور ایک دن بلا آخر جب وہ پوری لاٹھی کھا چکی تو آپ کا جسم توازن قائم نا رکھ سکا۔ اس وقت جنات کو معلوم ہوا کے آپ وصال کر چکے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۔١٩١

ترجمہ۔ جب ہم نے اس (سلیمان) کی موت کا فیصلہ کر دیا تو (جنات) کو ان کی موت کی اطلاع نہ دی گئی، لیکن دیمک جو سلیمان کی لاٹھی چاٹ رہی تھی، جب سلیمان (لاٹھی کے توازن خراب ہو جانے سے) گر پڑے تو جنات پر ظاہر ہوا کے وہ غیب کا علم رکھتے ہوتے تو اس سخت مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔

ملکہ بلقیس نے رب اللعالمین کی اطاعت قبول کی:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو دین اسلام کی دعوت دی، جس کو انھوں نے قبول کیا اور وہ مسلمان ہو گئیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن

سَاقَيْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ
نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۱۹۲

ترجمہ۔ (ملکہ بلقیس) سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہوجا، سو جب اس نے اسے دیکھا تو خیال کیا کے یہ گہرا پانی ہے، اور اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا بلاشبہ یہ ایسا محل ہے جسے شیشوں سے جوڑ کر بنایا گیا ہے وہ کہنے لگی، اے میرے پروردگار بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرمانبرداری قبول کر لی۔

حضرت زکریا علیہ السلام صالحین ہیں:

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے نیک اور نہایت برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہیں۔ آپ کا نسب نامہ کچھ یوں ہے:

زکریا بن لدن بن مسلم بن صدوق بن حشبان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقہ بن برخیا بن بلعاطۃ بن ناحور بن شلوم بن بہفا شاط بن اینامن بن رحبعام بن حضرت سلیمان علیہ السّلام بن حضرت داؤد علیہ السّلام۔

آپ قوم بنی اسرائیل کے پیغمبر اور ہیکل کے کاہن بھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نبی ہونے کے علاوہ بیت المقدس کے امام، خادم اور ایک رُوحانی شخصیت تھے۔ لوقا کی انجیل میں اس منصب کو ''کاہن'' کہا گیا ہے۔ آپ پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت زکریاؑ بڑھئی تھے۔ ۱۹۳

حضرت مریم علیہ السلام آپ کی اہلیہ کی بھانجی تھیں، جب وہ پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ نے منت کے مطابق انھیں ہیکل کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مریم، حضرت زکریا علیہ السلام کی سرپرستی میں ہیکل کے ایک حجرے میں دن رات عبادت میں مصروف رہا کرتیں۔

جب کبھی آپ حضرت مریم کے حجرے میں جاتے تو دیکھتے کہ ان کی پاس بے موسم کے پھل ہیں۔ آپ کے پوچھنے پر حضرت مریم فرماتیں کے یہ سب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آتا ہے، اور

اللہ جسے چاہتا ہے بے حد وحساب رزق دیتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام لاولد تھے، جبکہ آپ کی بیوی بانجھ تھیں لیکن اس کے باوجود آپ کے دل میں اولاد کی خواہش موجود تھی۔

آپ نے اللہ سے ایک بیٹے کی دعا کی۔ جسے اللہ نے قبول کرتے ہوئے آپ کو حضرت یحییٰ عطا فرمایا۔

قوم بنی اسرائیل نے آپ کو شہید کر دیا۔ ثعلبی اور ابن اثیر کے بقول قاتل آپ کے پیچھے دوڑے تو آپ ایک درخت کے پاس پناہ لینے گئے۔ درخت شق ہو گیا اور آپ اس میں سما گئے لیکن عبا کا دامن باہر رہ گیا۔ لوگوں نے درخت کو آرے سے چیر ڈالا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ شہادت کے وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عُمر ایک سو سال سے زائد تھی۔

مؤرخین کے مطابق، آپؑ کا مزار شام کے شہر حلب کی مسجد ''جامع زکریا'' میں ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا اکرام:

آپ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ۱۹۴

ترجمہ۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس، یہ سب صالحین تھے۔

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ۱۹۵

ترجمہ۔ جب زکریاؑ (؟ مریم) کے پاس حجرہ میں آتے تو اس کے پاس کچھ کھانے کی چیز پاتے کہتے اے مریم! تیرے پاس یہ چیز کہاں سے آئی ہیں؟ وہ کہتیں یہ اللہ کے ہاں سے آئی ہیں، اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّه قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ ۱۹۶

ترجمہ۔ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى۔ ۱۹۷

ترجمہ۔ فرشتوں نے (زکریا) کو آواز دی جب وہ حجرے کے اندر نماز میں کھڑے تھے۔ بے شک اللہ تجھ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔ ۱۹۸

ترجمہ۔ (زکریا نے کہا) اے میرے رب! میرے یہاں بیٹا کیسے ہوگا؟ جبکہ میں بوڑھا اور میری بیوی بانجھ ہے۔

اللہ نے فرمایا وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ ۱۹۹

ترجمہ۔ (زکریا نے کہا) اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے، فرمایا تمھارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن بات نا کرنا سوائے اشارے کے، اور اپنے رب کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا۔ ۲۰۰

ترجمہ۔ یہ تمھارے رب کی مہربانی کا ذکر ہے، جو اس کے بندے زکریا پر ہوئی۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ ۲۰۱

ترجمہ۔ جب (زکریا) نے اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکارا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا۔ ۲۰۲

ترجمہ۔(زکریا نے کہا) اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر میں بڑھاپا چمکنے لگا ہے۔
میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں ہوا۔

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۔۲۰۳

ترجمہ۔بے شک میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں، میری بیوی بانجھ ہے، تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما۔

یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۔۲۰۴

ترجمہ۔جو میرا اور یعقوب کے خاندان کا بھی وارث ہو، اور میرے رب اسے پسندیدہ بنایئے۔

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۔۲۰۵

ترجمہ۔اے زکریا بے شک ہم تمھیں ایک بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں، جس کا نام یحیٰی ہوگا، اس سے پہلے اس نام کا کوئی پیدا نہیں کیا۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۔۲۰۶

ترجمہ۔(زکریا نے کہا) اے میرے رب میرے یہاں بیٹا کیسے ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ اور میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔

قَالَ کَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا ۔۲۰۷

ترجمہ۔رب نے کہا یہ مجھ پر آسان ہے، میں نے تمھیں اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ نا تھے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

لَيَالٍ سَوِيًّا ۔۲۰۸

ترجمہ۔(زکریا نے کہا) اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے، کہا تمھاری نشانی یہ ہے کے تم تین رات مسلسل لوگوں سے بات نہیں کرو گے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۔۲۰۹

ترجمہ۔پھر (زکریا) حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کے تم صبح وشام خدا کی تسبیح کیا کرو۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۲۱۰

ترجمہ۔زکریا نے جب اپنے رب کو پکارا، اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑیئے گا اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۔۲۱۱

ترجمہ۔پھر ہم نے (زکریا) کی دعا قبول کی، اور اسے یحیٰی عطا کیا، اور اس کے لیے اس کی بیوی کو درست کر دیا، بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑتے، ہمیں امید اور ڈر سے پکارتے، اور ہمارے سامنے عاجزی کیا کرتے تھے۔

حضرت یحیٰی علیہ السلام صالحین ہیں

حضرت یحیٰی علیہ السلام، اللہ کے نیک اور برگزیدہ نبی اور رسول ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی، جبکہ قرآن کریم میں اللہ نے ہی آپ کا نام بھی تجویز فرمایا۔حضرت یحیٰی علیہ السلام کی والدہ، ایشاء اور حضرت مریم علیہ السلام کی والدہ، حنہ آپس میں حقیقی بہنیں تھیں، یوں حضرت یحیٰی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپس میں خالہ زاد بھائی تھے، جبکہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عُمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے، بکثرت

عبادت اور گریہ فرماتے۔

آپ کا نام اللہ تعالی نے 'یحییٰ' تجویز کیا جو عبرانی لفظ ہے اور جس کو عبرانی تلفظ میں یوحنا بھی کہا جاتا ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام سے جاملتا ہے آپ کو بھی آپ کے والد کی طرح قوم بنی اسرائیل میں مبعوث کیا گیا تا کہ آپ بگڑی ہوئی قوم کی ہدایت اور اصلاح کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں آپ کے ساتھ دو اور پیغمبران اسلام رشد و ہدایات کی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے جن میں سے ایک آپ کے والد حضرت زکریا جبکہ دوسرے حضرت عیسیٰ ابن مریم تھے یعنی اس دور میں بیک وقت تین پیغمبران اسلام بنی اسرائیل کی اصلاح فرما رہے تھے حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواریوں میں آپ کا شمار بھی کیا جاتا ہے چنانچہ جب آپ کی عمر ۳۰ برس ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور قوم بنی اسرائیل کی جانب بھیجا روایت میں آتا ہے، جب آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا تو آپ بیت المقدس کے مقدس ہیکل میں تشریف لائے اور مجمع سے فرمایا اللہ تعالی نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے۔

۱۔توحید۔ ۲۔نماز۔ ۳۔روزہ۔ ۴۔زکوۃ۔ ۵۔اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالانا جس کی پابندی ہمیں دن رات کرنی ہے۔

روایات میں آتا ہے کے آپ اپنی ابتدائی عمر سے ہی نہایت عقل مند، زیرک، درست فیصلہ کرنے والے، عمدہ قوت ارادی کے مالک پاک باز، عبادت گزار، متقی و پرہیزگار اور راست باز تھے جبکہ آپ کو کتاب (صحائف) بھی عطا کیئے گئے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مناقب:

قرآن کریم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بے شمار مناقب بیان کیئے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّاۙ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةًؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۔ ۲۱۲

ترجمہ۔اے یحییٰ کتاب الٰہی کو مضبوط تھام لے، ہم نے بچپن ہی میں حکم (نبوت) سے نوازا۔

وَّ حَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۔۲۱۳

ترجمہ۔اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بڑا پرہیز گار۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا ۔۲۱۴

ترجمہ۔وہ اپنے والدین کا حق شناس تھا۔وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان۔

وَ سَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَ يَوۡمَ يَمُوۡتُ وَ يَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ۔۲۱۵

ترجمہ۔سلام اس پر جس روز وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے،آپ اپنے والدین کے طویل انتظار کے بعد اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے جس کی طرف خود قرآن کریم یہ اشارہ کرر ہا ہے!

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسۡمُهٗ يَحۡيٰى لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِيًّا ۔۲۱۶

ترجمہ۔اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کوئی شخص اس نام کا پیدا نہیں کیا۔

فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰۤئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىۡ فِى الۡمِحۡرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۔۲۱۷

ترجمہ۔جب زکریا مسجد کی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو فرشتوں نے کہا! اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ۔۲۱۸

ترجمہ۔اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہ اور ہم نے اسے بچپن سے ہی قوت فیصلہ عطا فرمائی۔

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا ۔۲۱۹

ترجمہ۔ہم نے (یحییٰ) کو اپنے پاس سے شفقت اور ستھرائی دی وہ پرہیز گار تھا۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۔۲۲۰

ترجمہ۔وہ اپنے ماں باپ سے نیک برتاؤ کرتا تھا۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا

وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔۲۲۱

ترجمہ۔(یحییٰ) اللہ کے کلمہ (عیسیٰ ابن مریم) کا مصدق اور سید ہے، وہ عورتوں سے دور رہنے والا صالحین میں سے ہوگا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل:

آپ کے قتل کے حوالے سے تین روایات مشہور ہیں۔

ا۔اول۔اس وقت کا فرمانروا ہیرود اینٹی پاس جو کے رومیوں اور یونانیوں کی تہذیب وتمدن کا معتقد اور دلدادہ تھا اس نے اپنے بھائی کی بیوی جبکہ ایک دوسری روایت میں بھائی کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھتیجی ہیرودیاس سے شادی کر لی جب اس غیر شرعی فعل کی خبر حضرت یحییٰ کو ہوئی تو آپ نے اس کے خلاف شدید مزاحمت کی جس کے جرم میں ہیرود اینٹی پاس نے آپ کو قید کر دیا لیکن ملکہ ہیرودیاس آپ کی جان کی دشمن ہوگئی اور آپ کو قتل کروانے کی منصوبہ بندی کرنے لگی چنانچہ ہیرود اینٹی پاس کی سالگرہ کے موقع پر ملکہ ہیرودیاس نے اپنی بیٹی سلومی کو یہ کہا تم اس خوشی کے موقع پر جب شاہی محل میں رقص کرو تو رقص کے اختتام پر ہیرود اینٹی پاس سے تحفے میں یحییٰ کا قلم شدہ سر مانگ لینا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہیرودیاس کی بیٹی سلومی نے اپنے سوتیلے باپ ہیرود اینٹی پاس سے تحفے میں حضرت یحییٰ کا سر مانگا لہٰذا بادشاہ اپنی محبوبہ کی بیٹی کی اس خواہش کو رد نہ کر سکا اور حکم دیا کے قیدی یحییٰ کا قلم شدہ سر ایک تھال میں رکھ کر حاضر کیا جائے چنانچہ فرمان شاہی پر عمل کرتے ہوئے حضرت یحییٰ کا سر ایک تھال میں پیش کیا گیا روایت میں آتا ہے آپ کا قلم شدہ سر ملکہ ہیرودیاس سے مسلسل یہی کہہ رہا تھا کے تو بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے۔۲۲۲

روایت میں آتا ہے حضرت یحییٰ کو قتل کروانے کے بعد اچانک زمین پھٹی اور ملکہ ہیرود یاس اس میں سما گئی، دوسری روایت میں آتا ہے کے حضرت یحییٰ کے سر سے خون فوارے کی شکل میں نہایت تیزی سے جاری تھا جو کسی طور رکنے میں نہیں آتا تھا یہاں تک کے بخت نصر نے دمشق فتح کرلیا اور ۷۰،۰۰۰ بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کر دیا جب بھی خون رکنے کا نام نہ لیتا پھر حضرت یرمیاہ نبی نے آپ کے خون سے مخاطب ہو کر کہا اے خون کیا تو اب بھی ساکن نہ ہوگا؟ جبکہ کتنی مخلوق خدا قتل کی جا چکی چنانچہ اس کے بعد خون ساکن ہوا۔ ۲۲۳ے

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡكَنَةُ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۔۲۲۴

ترجمہ۔(بنی اسرائیل) پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لئے تھا کے وہ اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے نیز اس لئے بھی کے وہ اللہ کی نافرمانی کیا کرتے تھے

۲۔دوم۔ یہ کے آپ کو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے ہی قتل کروایا۔

۳۔سوم۔ یہ کے ہیرودا ینٹی پاس اپنی کسی محرم خاتون بہن یا بھتیجی سے شادی کرنا چاہتا تھا جس کے خلاف حضرت یحییٰ نے فتویٰ دیا کے یہ فعل غیر شرعی ہے جس پر اس نے پہلے تو آپ کو قید کیا پھر بعد ازاں آپ کا قتل بھی کیا حضرت یحییٰ کی زندگی اور آپ کی شہادت کے

حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ سَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَ يَوۡمَ يَمُوۡتُ وَ يَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ۔۲۲۵

ترجمہ۔(یحییٰ) پر سلام جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّ يَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ

اَلِيۡمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۔۲۲۶

ترجمہ۔ جولوگ اللہ کے احکامات اور ہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے در پے ہوتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل وراستی کا حکم دینے کے لئے اٹھیں ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنادو یہ وہ لوگ ہیں کے جن کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے موقع پر حضرت جبرائیل کے ساتھ جب مختلف آسمانوں پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں سے ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلام کیا جس کے جواب میں انھوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کا جواب عرض کیا اور کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا مبارک ہو۔
اے ہمارے نیک بھائی اور نیک پیغمبر۔۲۲۷

حضرت مریم علیہ السلام اور آل عمران کو عالمین میں منتخب کرلیا گیا:

حضرت مریم کی پیدائش فلسطین میں ہوئی ،آپ کے والد کا نام عمران بن ماثان تھا، جو نہایت عبادت گزار اور پارسا انسان تھے آپ اپنے زہد و عبادت کے باعث نماز کی امامت بھی فرماتے ،آپ کی والدہ کا نام حنہ تھا جو بے حد نیک خاتون تھیں، آپ کے والدین کا سلسلہ نسب اور تعلق حضرت سلیمان سے ہوتا ہوا حضرت داؤد تک جا پہنچتا ہے، جبکہ انجیل لوقا کی روایت کے مطابق حضرت مریم کی والدہ حضرت ہارون کی نسل سے تھیں۔۲۲۸

حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اللہ کی ایک برگزیدہ ہستی تھیں۔
قرآن کریم میں آپ کے نام سے سورہ مریم موسوم ہے۔
آپ نہایت عبادت گزار، عفیفہ اور پارسا خاتون تھیں جو ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہا کرتیں۔
آپ کو کبھی کسی مرد نے چھوا تک نہیں، آپ کا بغیر کسی جنسی تعلق کے حاملہ ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام، اللہ کے حکم سے حضرت مریم علیہ السلام کے پاس آئے اور انھیں ایک بیٹے کی بشارت دی۔ خالقِ کائنات کے حکم سے فرشتے نے ان میں روح پھونک دی، جس سے وہ بغیر کسی جسمانی ملاپ کے حاملہ ہو گئیں، جو اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

اللہ تعالی نے آپ کو اور آل عمران کو عالمین میں فضیلت، بزرگی اور عزت عطا فرماتے ہوئے منتخب فرما لیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔۲۲۹

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین سے۔

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔۲۳۰

ترجمہ۔ فرشتوں نے کہا، اے مریم، بے شک اللہ نے تجھے منتخب اور پاک کر دیا، اور تمام عالمین کی عورتوں میں تم کو چن لیا گیا۔

وَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔۲۳۱

ترجمہ۔ (مریم) جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو عالمین کے لئے نشانی بنا دیا گیا۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔۲۳۲

ترجمہ۔ اے نبی اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ ۲۳۳

ترجمہ۔وہ پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی، اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ ۲۳۴

ترجمہ۔مریم بول اٹھی، اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۔ ۲۳۵

ترجمہ۔(فرشتے) نے کہا! میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۔ ۲۳۶

ترجمہ۔مریم نے کہا! میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔ ۲۳۷

ترجمہ۔فرشتے نے کہا! ایسا ہی ہو گا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کے اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۔ ۲۳۸

ترجمہ۔مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۔ ۲۳۹

ترجمہ۔پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگی، کاش میں

اس سے پہلے ہی مر جاتی ہے اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۔۲۴۰

ترجمہ۔ایک آواز آئی غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔۲۴۱

ترجمہ۔تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تازہ کھجوریں گریں گی۔

فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ
نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۔۲۴۲

ترجمہ۔پس تو کھا اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے، اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۔۲۴۳

ترجمہ۔پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔لوگ کہنے لگے" اے مریم، یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۔۲۴۴

ترجمہ۔اے ہارون کی بہن، نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۔۲۴۵

ترجمہ۔مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۔۲۴۶

ترجمہ۔بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا۔

وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا
دُمْتُ حَيًّا ۔۲۴۷

ترجمہ۔بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ

رہوں۔

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۔۲۴۸

ترجمہ۔(عیسیٰ) اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۔۲۴۹

ترجمہ۔سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۔۲۵۰

ترجمہ۔یہ ہے عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۔۲۵۱

ترجمہ۔اللہ کا یہ کام نہیں کے وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ پاک ذات ہے، جب وہ بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا، اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۔۲۵۲

ترجمہ۔(اور عیسیٰ نے کہا) اللہ میرا اور تمہارا رب ہے، پس تم اسی کی بندگی کرو، کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عورتوں میں سے بہترین عورتیں مریم بنت عمران اور خدیجہؓ بنت خلویلد ہیں۔ ۲۵۳

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عالمین کی عورتوں میں افضل عورتیں خدیجہؓ، فاطمہؓ، مریمؑ اور آسیہؑ ہیں۔ ۲۵۴

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی نے چار خواتین کو عالمین میں چن لیا آسیہ بنت مزاحم، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور

فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۲۵۵؎

حضرت عمار بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت خدیجہؓ کی فضیلت میری امت کی عورتوں پر ایسی ہے جیسی حضرت مریمؑ کی فضیلت عالمین کی عورتوں پر ہے۔۲۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران پھر فاطمہؓ پھر خدیجہؓ پھر آسیہؓ فرعون کی بیوی ہیں۔۲۵۷؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم کو عالمین میں چن لیا گیا اور ان کو عالمین میں ایک نشانی بنا دیا گیا:

اللہ تعالی نے آل عمران، مریم بنت عمران اور عیسیٰ ابن مریم کو عالمین میں چن لیا، اور انھیں عالمین میں ایک نشانی بنا دیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔۲۵۸

ترجمہ۔(مریم) میں ہم نے اپنی روح پھونک دی، اور (مریم) اور اس کے بیٹے (عیسیٰ) کو عالمین کے لیے نشانی بنایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۲۵۹

ترجمہ۔بے شک اللہ نے چن لیا، آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین سے۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحۡيٰى وَعِيۡسٰى وَاِلۡيَاسَ‌ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۔۲۶۰

ترجمہ۔زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب صالحین میں سے ہیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول ہیں۔قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر (35) مرتبہ آیا ہے، جبکہ اکثر مقامات پر مسیح اور ابن مریم بھی آیا ہے تو اس کی مجموعی تعداد (59) بن جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں، جس طرح

رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ورسول ہیں، اسی طرح عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے درمیان تقریباً پانچ سوستر سال انقطاعِ وحی کا زمانہ ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم، حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت مریمؑ بنت عمران کے بیٹے ہیں، ان کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، کسی نبی کے دو نام نہیں، سوائے عیسیٰ اور محمد ﷺ کے۔ ۲۶۱

حضرت ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں، مسیح سے مراد صدیق ہے۔ ۲۶۲

حضرت سعیدؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ کو مسیح اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کو برکت کے ساتھ چھوا گیا تھا۔ ۲۶۳

یحییٰ بن عبد الرحمن ثقفیؒ بیان کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ ابن مریم زمین میں بہت سفر کرتے اسی لئے ان کو مسیح کہا گیا، وہ شام کو زمین کے ایک کونے میں ہوتے اور صبح کو زمین کے دوسرے کونے میں، انہوں نے شادی نہیں کی یہاں تک کے وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ ۲۶۴

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت **وانی اعیذھا بك وذریتھا من الشیطن الرجیم** کے بارے میں روایت کیا ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر آدم کے بیٹے کے پہلو میں شیطان نے (انگلی سے اس کو دبایا) سوائے عیسیٰ ابن مریم کے، وہ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہیں، ان کے اور شیطان کے درمیان پردہ کر دیا گیا۔ ۲۶۵

جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت فلسطین پر ہیرود اعظم کی سلطنت قائم تھی، جس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا لیکن اس کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں یہی وجہ تھی کے اسے قوم بنی اسرائیل سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس نے رومیوں کی تہذیب وتمدن، اخلاق ومعاشرت کو بھر پور انداز سے بڑھایا اور پھیلایا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے قبل کئی نشانیوں کا ظہور ہوا

انھی میں سے آپ کے وقت ولادت ایک روشن ستارہ بھی رونما ہوا اہل علم حضرات اس روشن ستارے کو دیکھ کر مسرور تھے اور وہ اسے اپنے اور اپنی قوم کے لئے خوش بختی شمار کر رہے تھے ایسے میں بادشاہ ہیرود اعظم کو اس کے درباری نجومیوں نے ایک عظیم روحانی شخصیت کی آمد کی خوشخبری سنائی جو ملک شام میں پیدا ہوئی اور مستقبل میں اس کی بادشاہت کے لئے خطرہ بھی ثابت ہوسکتا ہے لہٰذا بادشاہ نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ صحیح خبر لے کر آسکیں اس معاملے کی تفتیش کے لئے جب سرکاری ہرکارے قوم بنی اسرائیل میں پہنچے تو انھیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خبر ملی جو کسی معجزے سے کم نہ تھی جبکہ قوم بنی اسرائیل کے نیک دل لوگ حضرت مریم اور عیسیٰ کی بے حد تکریم بھی کرتے تھے، شاہی ہرکاروں نے بادشاہ ہیرود اعظم کو ان معاملات کی اطلاع دی۔

ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے دل میں حضرت عیسیٰ کے خلاف بغض، جلن اور حسد محسوس کی اور مستقبل میں آپ کی ذات سے ہونے والے اقدامات کو اس نے اپنے لئے خطرہ جانا اور اس نے آپ کے قتل کے احکامات جاری کر دئے۔

دوسری روایت کے مطابق! ہیرود اعظم نے قوم بنی اسرائیل کے کئی نومولود بچوں کو قتل بھی کروایا اور وہ آپ کو بھی قتل کروانا چاہتا تھا لہٰذا مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم اپنے نومولود بیٹے کی جان کی حفاظت کے غرض سے دو مرتبہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں پہلی مرتبہ ہیرود اعظم کے عہد میں آپ اپنے عزیزوں کے یہاں مصر تشریف لے گئیں پھر جب حضرت عیسیٰ ۱۳ برس کے ہو گئے تو وہ آپ کو واپس بیت المقدس لائی دوسری مرتبہ آپ نے ہیرود اعظم کے بیٹے ارکیلاس کے دور میں گلیل کے شہر میں پناہ لی۔ ۲۶۶؎

حضرت عیسیٰ ابن مریم نہایت خوبصورت، وجیہ اور نیک و پارسا نوجوان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے!

معراج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ سے ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عیسیٰ ابن مریم میانہ قد، سرخ سفید رنگت کے تھے اور آپ کا جسم مبارک اتنا صاف وشفاف تھا کے ایسا معلوم ہوتا تھا کے آپ ابھی حمام سے نہا کر تشریف لائے ہیں۔ ۲۶۷؎

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قوم بنی اسرائیل کی طرف نبی، رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا آپ کو کتاب (انجیل) اور کئی معجزات عطا فرمائے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ۱۳ برس کی عمر میں اعلان نبوت کیا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں آپ نے دن رات ایک کر دئے آپ کے حواری جنھیں ہم آپ کے انصار یا صحابہ بھی کہہ سکتے ہیں وہ بھی آپ پر ایمان لائے عام طور پر حواری کا مطلب 'دھوبی' کے ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم پھر کر اور طویل سفر اختیار کر کے لوگوں تک دین اسلام پہنچاتے تھے۔

لہٰذا آپ کسی دھوبیوں کی بستی میں بھی گئے اور ان دھوبیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اس اعتبار سے وہ آپ کے انصار یا صحابہ ہی تھے لیکن حواریوں کے نام سے مشہور ہوئے یہ حواری آپ پر اپنی جان چھڑکتے اور دین اسلام کے احکامات پر نہایت خشوع و خضوع سے عمل بھی کیا کرتے انھی حواریوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی بھی ہیں!

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ۔ ۲۶۸

ترجمہ۔ جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی کے مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا کے ہم ایمان لائے۔ اور تو گواہ رہ کے ہم مسلمان ہوئے۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ ۲۶۹

ترجمہ۔ جب عیسیٰ کو ان کا (بنی اسرائیل کا) کفر معلوم ہوا تو اس نے کہا کے اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہوگا؟ تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار رہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور تو گواہ ہو کے ہم مسلمان ہیں۔

پچھلی کتب مقدسہ کی طرح سے آپ کے بعد آپ کی کتاب اور تعلیمات میں بھی ترمیم و اضافہ کیا گیا بے شمار جعلی اناجیل بھی آئیں کئی لوگوں نے تو جھوٹی نبوت کا دعویٰ تک کر دیا جس کا اعتراف پولس نے بھی کیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے آپ کے خلاف ہر ممکن زور لگالیا مورخین یہ کہتے ہیں! چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کر رہی تھی لیکن بد بخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بد بخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھادی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے۔ قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَ مَا قَتَلُوۡهُ وَ مَا صَلَبُوۡهُ وَ لٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ۚ وَ مَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًاۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۔۲۷۰

ترجمہ۔ وہ اپنے اس قول پر کے ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبر خدا کو قتل کر دیا حالانکہ انھوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی پر چڑھایا تھا بلکہ اصل معاملہ ان پر مشتبہ ہوکر رہ گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بلا شبہ وہ اس کی جانب شک میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں گمان کی پیروی کے سوا علم کی روشنی نہیں اور انھوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ‌ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيۡرًا ۔۲۷۱

ترجمہ۔ اے نبی جس طرح سے یہ لوگ تمھارے دشمن ہیں اسی طرح سے ہم نے گناہ گاروں میں

سے ہر نبی کے دشمن پیدا کر دئے اور ہدایت اور مدد کے لئے تیرا پروردگار کافی ہے۔
مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن وسکون قائم ہوجائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے۔
احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے حضرت عیسیٰ ابن مریم چالیس برس تک دنیا میں رہیں گے اور اس کے بعد آپ اپنی طبعی موت مر جائیں گے اور خالق حقیقی کے ساتھ آپ کا وصال ہوجائے گا جبکہ احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی تدفین کے مقام کی طرف بھی اشارہ موجود ہے دراصل حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش بھی اللہ کا ایک معجزہ (نشانی) تھا اور آپ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھائے جانا اور قبل قیامت آپ کا ظہور یہ سب اللہ تعالی کی جانب سے کسی بھی معجزے (نشانی) سے کم نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی پیدائش کسی بھی صورت میں ممکن ہے اگر چہ وہ موت پر بھی قدرت رکھتا ہے۔
ذیل میں ارشادات خداوندی اور احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کئے جارہے ہیں تاکہ بات کی وضاحت ہوجائے

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ ۲۷۲

ترجمہ۔عیسیٰ تو قیامت کی نشانی ہیں سوتم اس پر شک نہ کرو اور میرے تابع ہوجاؤ، یہی سیدھی راہ ہے۔
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم حاکم اور عادل بن کر تمھارے درمیان ضرور اتریں گے پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گیا ور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے جبکہ ایک دوسری روایت میں جنگ (حرب) کے بجائے جزیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور مال کی وہ کثرت ہوگی

کے اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہو جائے گی کے لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ ۲۷۳؎

ایک اور روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی ہے جب تک عیسیٰ ابن مریم نازل نہ ہو جائیں۔ ۲۷۴؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔

۲۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔

۳۔کنز الایمان۔مفسر امام احمد رضا بریلوی۔سورہ النحل۔آیت ۴۹۔ص۔۴۳۴۔ناشر۔پیر بھائی کمپنی۔اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰ء)۔

۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۵۔سورہ رحمن۔آیت۔۲۹۔

۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔

۷۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مطبوعہ ایران و مطبوعہ کراچی۔

۸۔حضور قلندر بابا۔

۹۔سورہ روم۔آیت۔۲۲۔

۱۰۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۵۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۱۱۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔ناظم آباد کراچی۔

۱۲۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔

۱۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی۔علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۹۷۔ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصریہ۔۱۳۵۳ھ۔

(اس روایت کے کئی راوی ہیں جن میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، کتاب الاسماء و الصفات میں بیہقی، ذہبی، ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل یا ہے جبکہ علامہ آلوسی نے اس روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے اس روایت کو صحیح ماننے میں عقلاً کوئی شے مانع نہیں۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا زاد بھائی ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کے صاحبزادے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی وہ تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں علم اور خیر کی دعا

فرمائی اللہ تعالی نے انھیں دین میں اس قدر علم وحکمت عطا فرمایا کے بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے آ کر مسائل کا حل پوچھا کرتے تھے الغرض قرآن کریم، حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت کلام، عقیدہ، عربی ادب اور اس کی نزاکتیں اور زمانے بھر کے علوم وفنون میں سے کوئی بھی فن ایسا نہیں جس میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سند کی حیثیت نہ رکھتے ہوں ان کے اقوال اور ارشادات اس دور کی ہر کتب میں موجود ہیں)۔
۱۴۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۴۲۔
۱۹۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔ الدر المشور التفسیر بالمشور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۲۳۔ روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المنانی۔ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔ جز۔ اول۔ ص۔ ۱۸۱۔ ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔ ۱۳۵۳ھ۔
۲۴۔ سورہ الصافات۔ آیت۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔
۲۵۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۳۳۔
۲۶۔ روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المنانی۔ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی (متوفی۔)۔ جز۔ ۳۔ ص۔ ۱۸۱۔ ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔ ۱۳۵۳ھ۔
۲۷۔ زاد المیسر۔ علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ)۔ ج۔ ۸۔ ص۔ ۳۰۰۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۴۰۷۔
۲۸۔ فتوحات مکیہ۔ الشیخ ابوعبداللہ محمد بن علی العربی (متوفی۔)۔ ص۔ ۱۲۶۔ مطبع دار الکتب مصر۔ ۱۳۲۹ھ۔
۲۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۳۰۔
۳۰۔ سورہ الحجر۔ آیت۔ ۲۸۔
۳۱۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۳۳۔
۳۲۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۳۴۔
۳۳۔ احیائے العلوم الدین۔ امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دار الخیر بیروت۔ ۱۴۱۳ھ۔
۳۴۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔ ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۳۵۔ سورہ مائدہ۔ آیت۔ ۲۷۔

۳۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۲۸۔
۳۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۹۔
۳۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۳۹۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۵۹۔پبلیشرز الفیصل لاہور ۲۰۰۵ء۔
۴۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۹۔
۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۰۹۔
۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۱۔
۴۳۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۱۱۔
۴۴۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۱۵۔
۴۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۴۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۷۔
۴۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۵۔
۴۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۰۔
۵۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۸۷۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۱۔
۵۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۱۔
۵۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۷۵۔۷۷۔
۵۴۔سورہ الصافات۔آیت۔۸۳۔
۵۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب پیدائش۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۵۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۴۔
۵۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۱۔
۵۸۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۸۔
۵۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۰۔
۶۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۶۸۔۷۰۔
۶۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۵۔
۶۲۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ
الشافعی المعروف ابن عساکر
(متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دار الفکر۔بیروت۔
۶۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۸۰۔
۶۴۔سورہ نمل۔آیت۔۸۔

۶۵۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۶۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۴۔
۶۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۔
۶۸۔سورہ زخرف۔آیت۔۴۶۔
۶۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۳۔
۷۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۱۔
۷۱۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۸۳۔
۷۲۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۷۷۔
۷۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۷۔
۷۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۰۔
۷۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۹۔
۷۷۔سورہ طہٰ۔آیت۔۷۷۔
۷۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۰۔۲۶۔
۷۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۶۔۱۳۷۔
۸۰۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۱۱۴۔۱۲۲۔
۸۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۸۲۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۱۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۸۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۸۴۔سورہ طہٰ۔آیت۔۸۰۔۸۱۔
۸۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۸۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۸۹۸۔۱۵۶۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۸۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۸۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۹۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۸۔

۹۲۔سورہ بقرہ۔آیت۔۶۰۔

۹۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲ ایت۔۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۹۴۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب احبار۔باب۔۲۶۔آیت۔۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۹۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۴۔آیت۔۱۶۔۱۸۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۹۶۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۳۔۹۸۔

۹۷۔تفہیم القران۔سید ابوالاعلی مودودی۔جلد۔دوم۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۰۔ص۔۷۵۔ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔

۹۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یرمیاہ۔باب۔۱۷۔آیت۔۲۷۔۲۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۹۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب حزقی ایل۔باب۔۱۷۔آیت۔۲۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۶۳۔۱۶۶۔

۱۰۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۔۸۔

۱۰۲۔ زبور۔باب۔۱۰۶۔آیات۔۳۴،۳۴۔۴۱۔

۱۰۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یرمیاہ۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۴۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یسیعاہ۔باب۔۲۵۔آیت۔۵۔۶۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن۔ندارد۔

۱۰۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب حزقی ایل۔باب۔۹۔۱ آیت۔۵۔۹۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔آیت۔۳۳۔۳۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔باب۔۱۸۔آیت۔۱۹۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔باب۔۱ آیت۔۲۔۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔

۱۰۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۔۵۔

۱۱۰۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۰۔

۱۱۱۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلی مودودی۔تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ص۔۶۰ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۲۰۰۷ء۔
۱۱۲۔ تفہیم القرآن۔ سید ابوالاعلی مودودی۔ تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ جلد۔ دوم۔ ص۔ ۶۰۲۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۲۰۰۷ء۔
۱۱۳۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۷۔
۱۱۴۔ سورہ دخان۔ آیت۔ ۳۲۔
۱۱۵۔ سورہ جاثیہ۔ آیت۔ ۱۶۔
۱۱۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۴۷۔
۱۱۷۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۲۲۔
۱۱۸۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۴۰۔
۱۱۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۵۷۔
۱۲۰۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۶۰۔
۱۲۱۔ سورہ طحہ۔ آیت۔ ۸۰۔
۱۲۲۔ سورہ جاثیہ۔ آیت۔ ۱۶۔
۱۲۳۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۱۲۴۔ تفسیر آسان ترجمہ قرآن۔ مفتی تقی عثمانی۔ مکتبہ معارف القرآن کراچی۔
۱۲۵۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۵۔
۱۲۶۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۶۔
۱۲۷۔ سورہ الصافات۔ آیت۔ ۱۳۹۔
۱۲۸۔ سورہ الصافات۔ آیت۔ ۱۴۷۔
۱۲۹۔ سورہ الحجر۔ آیت۔ ۴۔
۱۳۰۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۶۔
۱۳۱۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۴۸۔
۱۳۲۔ تاریخ الارض القرآن۔ سید سلیمان ندوی۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۷۸۔ معارف پریس اعظم گڑھ۔ ۱۹۵۵ء۔
۱۳۳۔ تاریخ الامم والملوک۔ ابوجعفر محمد بن جریر الطبر ی (متوفی ۳۱۰ھ)۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۱۹۴۔ الحسنیۃ المصر یہ۔ سن ندارد۔
۱۳۴۔ الجامع صحیح مسلم۔ ابوالحسین مسلم بن حجاج النیشا پوری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مکتبہ دارالسلام۔ الریاض۔ ۲۰۰۰ء۔
۱۳۵۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۶۔
۱۳۶۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۴۸۔
۱۳۷۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۵۔
۱۳۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۶۳۔

۱۳۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۴۔
۱۴۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۱۲۔
۱۴۱۔سورہ ھود۔آیت۔۷۱۔
۱۴۲۔سورہ مریم۔آیت۔۴۹۔
۱۴۳۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۹۔
۱۴۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۲۷۔
۱۴۵۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۷۔
۱۴۶۔سورہ ص۔آیت۔۴۵۔
۱۴۷۔سورہ ص۔آیت۔۴۶۔
۱۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۳۔
۱۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۶۔
۱۵۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۰۔
۱۵۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۴۔
۱۵۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔
۱۵۳۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۱۵۴۔سورہ یوسف۔آیت۔۶۔
۱۵۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۳۸۔
۱۵۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۱۳۔
۱۵۷۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۵۸۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۵۹۔سورہ ھود۔آیت۔۷۱۔
۱۶۰۔سورہ مریم۔آیت۔۴۹۔
۱۶۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۲۷۔
۱۶۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۷۔
۱۶۳۔سورہ ص۔آیت۔۴۵۔
۱۶۴۔سورہ ص۔آیت۔۴۶۔
۱۶۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۳۔
۱۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۶۔
۱۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۰۔

۱۶۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۴۔
۱۶۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔
۱۷۰۔سورہ یوسف۔آیت۔۳۸۔
۱۷۱۔سورہ ص۔آیت۔۴۴۔
۱۷۲۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۱۷۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب پیدائش)۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۱۷۴۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۷۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۷۶۔سورہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔
۱۷۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۱۷۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۳۔
۱۷۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۴۔
۱۸۰۔سورہ ص۔آیت۔۴۱۔
۱۸۱۔سورہ ص۔آیت۔۴۲۔
۱۸۲۔سورہ ص۔آیت۔۴۳۔
۱۸۳۔سورہ ص۔آیت۔۴۴۔
۱۸۴۔سورہ ص۔آیت۔۲۶۔
۱۸۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔
۱۸۶۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۷۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۱۸۸۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مکتبہ اسلامیہ۔
۱۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۹۰۔سوہ النساء۔آیت۔۱۶۳۔
۱۹۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۴۔
۱۹۲۔سورہ نمل۔آیت۔۴۴۔
۱۹۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۹۴۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۱۹۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۷۔

۱۹۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۸۔
۱۹۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۱۹۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۰۔
۱۹۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۱۔
۲۰۰۔سورہ مریم۔آیت۔۲۔
۲۰۱۔سورہ مریم۔آیت۔۳۔
۲۰۲۔سورہ مریم۔آیت۔۴۔
۲۰۳۔سورہ مریم۔آیت۔۵۔
۲۰۴۔سورہ مریم۔آیت۔۶۔
۲۰۵۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۲۰۶۔سورہ مریم۔آیت۔۸۔
۲۰۷۔سورہ مریم۔آیت۔۹۔
۲۰۸۔ سورہ مریم۔آیت۔۱۰۔
۲۰۹۔سورہ مریم۔آیت۔۱۱۔
۲۱۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۹۔
۲۱۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۰۔
۲۱۲۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۲۱۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۲۱۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۲۱۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۱۶۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۲۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۲۱۹۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۲۲۰۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۲۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۲۲۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔متی۔باب۔۱۴۔آیت۔۱۳۔۱۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۲۳۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۷۹۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔ ۲۰۰۵ء۔
۲۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔

۲۲۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۲۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۲۲۷۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔ ۱۹۹۹ء۔
۲۲۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل لوقا۔باب۔۱۔آیت۔۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۲۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۲۳۰۔سورہ آل ومران۔آیت۔۴۲۔
۲۳۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۱۔
۲۳۲۔سورہ مریم۔آیت۔۱۶۔
۲۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۷۔
۲۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۸۔
۲۳۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۹۔
۲۳۶۔سورہ مریم۔آیت۔۲۰۔
۲۳۷۔سورہ مریم۔آیت۔۲۱۔
۲۳۸۔سورہ مریم۔آیت۔۲۲۔
۲۳۹۔سورہ مریم۔آیت۔۲۳۔
۲۴۰۔سورہ مریم۔آیت۔۲۴۔
۲۴۱۔سورہ مریم۔آیت۔۲۵۔
۲۴۲۔سورہ مریم۔آیت۔۲۶۔
۲۴۳۔سورہ مریم۔آیت۔۲۷۔
۲۴۴۔سورہ مریم۔آیت۔۲۸۔
۲۴۵۔سورہ مریم۔آیت۔۲۹۔
۲۴۶۔سورہ مریم۔آیت۔۳۰۔
۲۴۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۱۔
۲۴۸۔سورہ مریم۔آیت۔۳۲۔
۲۴۹۔سورہ مریم۔آیت۔۳۳۔
۲۵۰۔سورہ مریم۔آیت۔۳۴۔
۲۵۱۔سورہ مریم۔آیت۔۳۵۔
۲۵۲۔سورہ مریم۔آیت۔۳۶۔
۲۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۲۵۴۔ المستدرک۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۵۵۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۶۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۲۵۷۔ تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔ امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر
(متوفی ۱۱۷۶ء)۔ مکتبہ۔ دارالفکر۔ بیروت۔
۲۵۸۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔ ۹۱۔
۲۵۹۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۳۳۔
۲۶۰۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۵۔
۲۶۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۶۲۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۲۶۳۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۲۶۴۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۶۵۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔۔
۲۶۶۔ عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔ انجیل متی۔ باب۔ ۲۔ آیت۔ ۱۳۔ ۲۳۔ مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۲۶۷۔ الجامع الصحیح البخاری۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ دارالاسلام ریاض۔ ۱۹۹۹ء۔
۲۶۸۔ سورہ مائدہ۔ آیت۔ ۱۱۱۔
۲۶۹۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۵۲۔
۲۷۰۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔
۲۷۱۔ سورہ الفرقان۔ آیت۔ ۳۱۔
۲۷۲۔ سورہ زخرف۔ آیت۔ ۶۱۔
۲۷۳۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ۔
۲۷۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

باب ۶

رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۱

ترجمہ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی سیدی رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ بھی ہے۔

رَحۡمَةً۔ (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔ ۲

رَحۡمَةً۔ اگر دائم ہو جائے گی تو اسے اسم رحیم کہا جائے گا۔

الرَّحۡمٰنِ۔ کا اطلاق صرف اللہ پر ہوتا ہے۔

الرَّحِيۡمِ۔ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے۔

الرَّحِيۡمِ۔ کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔ ۳

رَّحِمِ۔ عربی زبان میں رحم سے مراد ماں کے جسم کا وہ محفوظ حصہ جس میں بچہ پیدائش سے قبل نشونما پاتا ہے۔ ۴

رَّحِمِ۔ سے مراد قرابت داری اور خوبی رشتے داری کی بھی ہے جبکہ رحم کی جمع ارحام ہے۔ ۵

رَّحِمِ۔ سے ہی ایک لفظ رحمۃ بھی ہے جس کے معنی وہ عطیہ جو کسی کی ظاہری اور باطنی تمام تقاضوں کو پورا کر دے۔ ۶

رَّحِمِ۔ میں نرمی کا عنصر پوشیدہ ہے چنانچہ یہ لفظ سختی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

رَّحِیۡمِ۔ سے مراد مہربان، ہمدرد، نرم خو، وفا کیش اور رقت کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔
رَحۡمَةً۔ کے ایک معنی وہ عطیہ خداوندی یا سامان زیست ہے جو انسان کو بغیر کسی معاوضہ کے عطا کیا جائے۔

سیدی رَحۡمَةً۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۴) ہے یعنی (ر۔ح۔م)۔

ر۔ یہ حرف بھی حروف مقطعات میں شامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

ح۔ سے حبیب اور م سے محبوب کی جانب اشارہ یا گیا ہے یعنی حبیب سے محبوب کا خطاب۔

دوسرا قول یہ ہے کے ح سے حکمت اور م سے منت کی جانب اشارہ یعنی اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر اس حکمت سے معمور کلام یعنی (قرآن کریم) کے نزول کا احسان ہے۔

امام ابواسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ)، حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)،
حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اور علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ)
علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ ۷

ح۔ سے مراد اللہ کی قائم کردہ حدود کی پابندی اور اللہ کی زمین پر اس کا نفاذ ہے۔ ۸

حا۔ سے مراد حب ازلی۔

حا۔ زندہ دلوں کی حیات کیونکہ علوم اور معارف دلوں اور ارواح کی حیات کا سبب ہیں تاہم اس سے اللہ کی ان سات

صفات کی جانب بھی اشارہ ہے جن پر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا وہ سات صفات یہ ہیں۔

(۱۔ حیات۔ ۲۔ علم۔ ۳۔ قدرت۔ ۴۔ ارادہ۔ ۵۔ سمع۔ ۶۔ بصر۔ ۷۔ کلام)۔

م۔ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

م۔معرفت۔

م۔مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م۔ سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تاکہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔

م۔سے مراد۔ملک۔ماجد۔مجید۔منان۔مومن۔مھیمن۔

سیدی رَحْمَةً۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت **رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنی** صرف انسانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ کل کائنات کی تمام مخلوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے دائرے میں موجود ہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے تصرف کے دائرے میں آسمانوں کی بلندیوں سے لے کر زمین کی گہرائی تک شامل ہے اور کائنات کی تمام مخلوقات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت احاطہ کئے ہوئے ہے،اب اس مخلوق کا تعلق کسی بھی جہان یا عالم سے ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت ان سب پر ہمہ وقت قائم ہے،دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام بھی کل عالمین میں بسنے والی کل مخلوقات کے لئے ہے۔۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور وصال دونوں ہی امت کے لئے رحمت ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اپنے اصحاب کے لئے امن کا سبب ہوں،جب میں چلا جاؤں گا تو وہ بلائیں جن کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے
(فتنے اور جنگیں) ان پر آئیں گی میرے اصحاب میری امت کے لئے امن کا سبب ہیں،جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو وہ بلائیں جن کے کا وعدہ کیا گیا ہے (بدعات وشرور) امت پر آئیں گی۔۱۰؎

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی جب اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس امت کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دے دیتے ہیں اور اس پیغمبر کو اس امت کے لئے بطور توشہ اور سامان کے آگے بھیج دیا جاتا ہے اور

اللہ جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے پیغمبر کو زندہ رکھتا ہے اور اس امت کو ہلاک کر دیا جاتا ہے وہ پیغمبر اپنی امت کی ہلاکت کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان کی امت نے انھیں جھٹلایا اور ان کی نافرمانی کی تھی۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ہیں:

کائنات میں (۷۰،۰۰۰) جہان اور (۲۰،۰۰۰) عالمین ہیں، اور ان عالمین میں مخلوقات بھی آباد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام عالمین میں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وصف کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے!

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین پر رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہیں۔ ۱۲؎

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں اللہ کی وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی ہے۔ ۱۴؎

عکرمہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ سے پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قریش پر لعنت نہیں کرتے جو (برے ارادے سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، بے شک میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ ۱۵

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ بنا کر بھیجا ہے۔ ۱۶؎

حضرت ابو اُمامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے

رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ (تمام عالمین کے لئے رحمت) اور ھُدًی لِلۡعَالَمِیۡنَ (تمام عالمین کے لئے ہدایت) بنا کر مبعوث فرمایا۔۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے ھُدًی لِلۡمُتَّقِیۡنَ یعنی تمام پرہیزگاروں، انبیاء، اولیاء اور صالحین کے لئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔۱۸؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! بے شک میں رَحۡمَةٌ مُّهۡدَاةٌ۔ یعنی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رحمت ہوں۔۱۹؎

حضرت مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت الرَّحِیۡمِ اور نہایت رقیق یعنی نرم دل تھے۔۲۰؎

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، جب حضرت ابوطالب روسائے قریش کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے، جب عیسائی راہب (بحیرا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ نشانیوں سے پہچان لیا، پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس پکڑا اور کہا! یہ تمام جہانوں کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن میں میرا نام ''محمد'' انجیل میں ''احمد'' اور تورات میں ''احید'' ہے اور بے شک میرا نام اُحید اس لئے رکھا گیا ہے، کیونکہ میں اپنی اُمت سے جہنم کی آگ کو ہٹاؤں گا۔ تم لوگ عربوں سے اپنے دلوں کی گہرائی سے محبت کیا کرو۔۲۲؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی مغفرت کی دعا مانگا کرتے اور اپنی امت کے گناہوں کی معافی اور ان کی

بخشش کے لئے اللہ تعالی کے سامنے گریہ کرتے یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں، تنگ دست، غرباء، ضرورت مندوں، غلاموں، کنیزوں، بچوں، مقروض اور بے سہارا افراد کی امداد فرماتے اور ان کی دلجوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کچھ سیاحت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں اور فرمایا! میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ (بذریعہ وحی الٰہی اور میری سنت) تمہیں نئے نئے احکام ملتے ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ (میری قبر میں بھی) تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے، چنانچہ اگر میں (تمہاری) نیکیاں دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا کروں گا اور اگر برائیاں دیکھوں گا تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا کروں گا۔ ۲۳؎

امام بیہقیؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مندرجہ ذیل اسمائے مبارکہ عطا فرمائے:

رسول، نبی، اُمّی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شَاهِدًا، وَمُبَشِّرًا، وَنَذِيْرًا، وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهٖ، یعنی۔ اللہ کے اذن سے اس کی طرف دعوت دینے والا۔ سِرَاجًا مُّنِيْرًا (روشن کرنے والا چراغ) کا نام بھی دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رَءُوْفًا" (نہایت مہربان)، رَحِيْمًا، (نہایت رحم کرنے والا) نَذِيْرًا مُّبِيْنًا (روشن نشانیوں کے ساتھ اللہ کا ڈر سنانے والا) اور مُذَكِّرًا، (یعنی اللہ کی یاد دلانے والے) کے اَسماء مبارکہ بھی عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت، نعمت اور ہدایت دینے والا بنایا ہے اور عبد (کامل) کا نام دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر بہت زیادہ درود و سلام بھیجے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ ۲۴

ترجمہ۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے خاص غلاموں، عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے۔ ۲۵؎

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے وہ امور بیان فرما رہے تھے جو ابھی پیش ہونے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام امور کو بیان فرمایا اور کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ ۲۶؎

حضرت ابوزید عمرو بن اخطبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کے ظہر ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کے عصر ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیا یہاں تک کے سورج غروب ہوگیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما کان وما یکون (جو ہو چکا ہے جو ہونے والا ہے) کی خبریں دیں پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ تھا جو سب سے زیادہ حافظہ والا تھا۔ ۲۷؎

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مخلوقات کی ابتداء کی خبریں دینی شروع کی حتیٰ کے اہل جنت اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے اور اہل دوزخ اپنے ٹھکانوں میں داخل ہوگئے۔ ۲۸؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمام روئے زمین کے مشارق اور مغارب کو میرے لئے سمیٹ (سکیڑ) دیا گیا اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچی گی جہاں تک کے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا گیا تھا اور مجھے سرخ وسفید دوخزآنے دئے گئے ہیں۔ ۲۹؎

ارشادات خداوندی:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰٮهُمُ اقۡتَدِهۡ قُلْ لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٰى لِلۡعٰلَمِيۡنَ ۔۳۰

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہدایت کا اقتداء کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے کے میں تو اس پر تم سے کسی معاوضہ کا سوال نہیں کرتا یہ نصیحت تو عالمین کے لئے ہے۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اٹھارہ انبیاء کا ذکر فرمایا پھر اس بات کا حکم فرمایا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اقتدا کریں۔ ۳۱؎

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۳۲

ترجمہ۔آپ ﷺ فرما دیجئے، بے شک میری نماز اور سب عبادات اور میرا جینا مرنا سب رب العالمین کے لئے ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۔ ۳۳

ترجمہ۔وہ ذات بابرکات ہے،جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تا کہ وہ جہانوں کا ڈرانے والا ہوجائے۔

قُلۡ اِنِّیۡ نُهِیۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الۡبَیِّنٰتُ مِنۡ رَّبِّیۡ وَ اُمِرۡتُ اَنۡ اُسۡلِمَ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۳۴

ترجمہ۔آپ ﷺ فرما دیجئے، مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جب کے میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں،اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۳۵

ترجمہ۔آپ! فرما دیجئے،کیا تم ایسی ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور تم اس کے لئے شریک تجویز کرتے ہو؟ وہ سارے عالمین کا رب ہے۔

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ ۔ ۳۶۔ ترجمہ۔میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا ۔ ۳۷

ترجمہ۔پروردگار رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۔ ۳۸۔ ترجمہ۔وہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔

كَتَبَ عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۔ ۳۹۔ ترجمہ۔اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی۔

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۔ ۴۰

ترجمہ۔اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،

بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عَالِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ‌ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۔[41]

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے، وہی الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ہے۔

وَلَٮِٕنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً ثُمَّ نَزَعۡنٰهَا مِنۡهُ‌ۚ اِنَّهٗ لَيَـــٴُوۡسٌ كَفُوۡرٌ ۔[42]

ترجمہ۔ اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے۔

وَاِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً فَرِحُوۡا بِهَا‌ؕ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ اِذَا هُمۡ يَقۡنَطُوۡنَ ۔[43]

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یکا یک مایوس ہو جاتے ہیں۔

یہاں رحمۃ بمقابلہ سیئۃ (مایوسی) آیا ہے۔

والدین کے لئے دعا کے حوالے سے قرآن انسان کو یہ تلقین کرتا ہے!

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُل رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ۔[44]

ترجمہ۔ دعا کیا کرو، اے میرے رب! ان (والدین) پر رحم فرما جس طرح سے انھوں نے رحمت اور شفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

سامان رحمت جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے قرآن کریم میں اسے بھی رحمت بتایا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانۡظُرۡ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰهِ كَيۡفَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا‌ ؕ اِنَّ

ذٰلِكَ لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ پھر تو اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد کس طرح سرسبز کرتا ہے، بے شک وہی مردوں کو پھر زندہ کرنے والا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زندگی کی وہ تمام خوشگواریاں (نعماء) بھی رحمت کہلاتی ہیں جو بغیر کسی معاوضے کے حاصل ہوتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ نَعۡمَآءَ بَعۡدَ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىۡ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوۡرٌ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ اگر ہم انسان کو مصیبت پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے، میری سختیاں جاتی رہیں، کیونکہ وہ اِترانے والا شیخی خورا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جب ایک جگہ دو یتیم بچوں کے خزانے کو جو دیوار کے ساتھ مدفون تھا اس کو ایک وقت مررہ تک ڈھانپ دیا گیا تاکہ جب وہ بچے جوان ہوں تو انھیں یہ خزانہ ملے چنانچہ اس انتظام کو بھی رحمت خداوندی سے تعبیر کیا گیا۔ ۴۷

امت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا و آخرت ہر دو جگہ پر، میں تمام مومنین کا سب سے زیادہ قریبی ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۔ ۴۸

ترجمہ۔ بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے، اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے تمہاری بھلائی پر وہ حریص (فکرمند) ہے مومنین پر رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ۔ پس جو مسلمان فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اُس کے ورثاء کا ہے اور جو قرض یا بال بچے چھوڑے تو وہ میرے پاس آئے کے اُس کا مددگار میں ہوں۔ ۴۹

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

چشمانِ مقدس سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جلال بڑھ جاتا اور یوں لگتا جیسے آپ ﷺ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح و شام میں (کسی بھی وقت) حملہ آور ہونے والا ہو، پھر آپ ﷺ فرماتے! میں اور قیامت اِن دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں، پھر آپ ﷺ انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرماتے! یاد رکھو بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین اسوہ، سیرت محمدی ﷺ ہے، جبکہ بدترین عمل دین میں بدعات یعنی نئے طریقے (نکالنا) اور گمراہی پیدا کرنا ہے۔

پھر آپ ﷺ مزید فرماتے! میں ہر مومن کے لئے اُس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جس شخص نے مال چھوڑا وہ اُس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل و عیال چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں۔ ۵۰؎

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کے آپ ﷺ اپنی اُمت کو ایک حرف یعنی (لغت) پر قرآن کریم پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا! میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ میری اُمت اِس کی طاقت نہیں رکھتی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! آپ ﷺ اپنی اُمت کو دو حرفوں پر قرآن کریم پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا! میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ میری اُمت اس کی طاقت بھی نہیں رکھتی، حضرت جبرائیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی خدمتِ میں تیسری بار حاضر ہوئے اور عرض کی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! آپ ﷺ اپنی اُمت کو تین حرفوں پر قرآن کریم پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا! میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ میری اُمت اِس کی بھی طاقت نہیں رکھتی، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی خدمتِ میں چوتھی بار حاضر ہوئے، اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، آپ ﷺ اپنی اُمت کو سات حرفوں (لغات) پر قرآن کریم پڑھائیں، وہ جس حرف (لغت) میں بھی قرآن مجید پڑھیں گے، وہ صحیح ہوگا۔ ۵۱؎

تم مومنین کو آپس کے رحم، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے، اگر جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی تکلیف سے سارا جسم بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔ ۵۲؎

تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ ۵۳؎

رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔ ۵۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! میری امت، امت مرحومہ ہے یعنی (جس امت پر اللہ کا رحم ہو) آخرت میں (میری امت) پر کوئی عذاب نہ ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، زلزلوں، قتل اور بلاؤں کی صورت میں ہے۔ ۵۵؎

کافروں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت صرف مسلمانوں پر ہی نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کے دائرے میں کفار بھی تھے۔

کیونکہ جب کفار مکہ نے اللہ سے عذاب طلب کیا تو ارشاد خداوندی ہوا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔۵٦

ترجمہ۔ اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے درمیان موجود ہیں۔

اسی طرح سے جب قبیلہ دوس نے سرکشی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور کہا!

اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو اسلام میں داخل فرما۔

طائف کے نوجوانوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پتھر برسائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لئے بھی دعائے خیر فرمائی اور کہا! اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، بے شک یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ۵۷؎

خواتین پر رسول اللہ ﷺ کی رحمت:

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو بہت عزت اور تکریم عطا فرمائی کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب خواتین کو کمتر اور حقیر سمجھتے اور ان پر طرح طرح سے ظلم وستم کرتے تھے یہاں تک کے وہ اپنی کم سن بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے نا صرف اپنی بیٹیوں سے محبت اور شفقت فرمائی بلکہ انھیں عزت اور تعظیم بھی دی چنانچہ جب حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے تشریف لاتیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کے لئے اپنی چادر بچھا دیا کرتے۔

اسی طرح سے جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں ملاقات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کرتے اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے۔

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے بھی بہت محبت اور پیار فرماتے اور ان سب کے درمیان عدل وانصاف کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ بہتر ہو جبکہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ ۵۸

آپ ﷺ نے ماں کی عزت وتکریم میں فرمایا! ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ ۵۹

بچوں پر رسول اللہ ﷺ کی رحمت:

رسول اللہ ﷺ چھوٹے بچوں سے بہت زیادہ محبت اور شفقت فرماتے، انھیں گود میں لیتے اور ان کے چہروں کو چومتے اور ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے تھے۔

آپ ﷺ اپنے دونوں نواسوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیتے انھیں پیار کرتے جب آپ ﷺ کے نواسے دوران نماز آپ ﷺ کے کندھے پر چڑھ جاتے تو آپ ﷺ اپنا سجدہ طویل کر لیا کرتے۔

جب کبھی حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ بچپن میں روتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ سے فرماتے! ان بچوں کے رونے سے مجھے بہت تکلیف ہوتے ہے تم ان کا بہت خیال رکھا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال کا پہلا پھل اور میوہ سب سے کم عمر بچے کو کھلاتے اور اس عمل کو خیر و برکت کا سبب جانتے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو پیار کر رہے تھے تو ایک بدو شخص نے دیکھ کر کہا میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے انھیں کبھی پیار نہیں کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ۶۰؎

عمر رسیدہ، کمزور، یتیم اور غلاموں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیموں اور غلاموں سے بہت شفقت فرماتے تھے اور ان کی ہر ممکن دل جوئی فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیموں کے دکھ درد کو بہت اچھی طرح سے محسوس کرتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیمی کے درد کو بخوبی سمجھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص میں تین خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی موت کو آسان اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

۱۔ ناتوانوں اور کمزوروں کے ساتھ ہمدردی اور نرمی۔ ۲۔ والدین کے ساتھ نیکی۔ ۳۔ اور غلاموں کے ساتھ احسان۔ ۶۱؎

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا برکت کا باعث ہے، جب کے ان کے ساتھ بدسلوکی بے برکتی کا سبب ہے۔ ۶۲؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تمھارا خادم تمھارے لئے کھانا بنائے جو اس نے گرمی اور دھوئیں کی مشقت سے بنایا تو تمھیں چاہئے تم اس کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر کھانا کم ہو تو بھی چند لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دو۔ ۶۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تم کو بتاؤں کے بدترین شخص

کون ہے ؟ جو تنہا کھاتا ہے اور اپنے نوکر کو تازیانے مارتا ہے اور اس کو کھانے کو نہیں دیتا ہے۔ ۶۴؎

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی اپنے غلام کو مارے تو اس کو چاہیئے کے وہ اللہ کو یاد کرے۔ ۶۵؎

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے غلام کو کسی بات پر مار رہے تھے کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا! اے مسعودؓ! تم اپنے غلام پر قدرت رکھتے ہو لیکن اللہ کی تم پر اس سے کہیں زیادہ قدرت ہے، عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے پھر کبھی اپنے غلام کو نہیں مارا۔ ۶۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! ہم اپنے غلاموں کی باتوں کو کس حد تک درگزر کریں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دن میں ۷۰ مرتبہ۔ ۶۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں اور کنیزوں کی دعوت کو بخوشی قبول کیا کرتے تھے اور ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درزی غلام کے یہاں تشریف لے گئے اس نے ایک پیالے میں لوکی پیش کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی سے قبول کیا اور نوش فرمایا۔ ۶۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، خدا نے انھیں تمھارے ماتحت کر دیا ہے، تو جس کے بھائی، بہن کو اللہ اس کے ماتحت کر دے تو اس کو چاہیئے کہ وہ جیسا خود کھاتا ہے ویسا ہی اپنے غلام کو کھلائے، جیسا خود پہنتا ہے ویسا ہی اپنے غلام کو پہنائے اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دے جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور اگر کبھی ایسا کام دے بھی تو پھر اس کام میں خود ان کی مدد کرے۔ ۶۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی ایک انسان کو آزاد کرے گا اللہ تعالی اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس شخص کے ہر ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ۷۰؎

حضرت براءؓ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی

ایسا عمل بتا دیجئے کے جو جنت میں داخل کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم نے مختصر الفاظ میں ایک بہت بڑی بات پوچھ لی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں داخل کرنے والا عمل غلام کو آزاد کرنا ہے اور اگر تم تنہا یہ کام نہیں کر سکتے ہوتو پھر دوسروں کے ساتھ مل کر آزاد کرو۔۱۷؎

یہی وجہ تھی کے صحابہ کرام کثرت سے غلاموں کو آزاد کیا کرتے تھے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۶۳ غلام آزاد فرمائے، حضرت عائشہؓ نے ۶۷، حضرت عباسؓ نے ۷۰، حضرت حکیم بن حزامؓ نے ۱۰۰، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ۳۰۰۰۰، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ۱۰۰۰، حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنی شہادت کے دن ۲۳۱اوراس کے علاوہ بے شمار۔۲۷؎

اسلام نے بعض گناہوں کے کفارے کے طور پر غلاموں کو آزاد کرانے کا حکم دیا ہے جس میں قتل خطاء، کفارہ ظہار، کفارہ یمین، روزہ توڑنے کا کفارہ۔

معاشرے میں عام طور پر لونڈی، باندی یا کنیز کے الفاظ ایک ہی مفہوم میں مستعمل ہیں پھر یہ بھی کے عیسائیوں نے تعدد ازدواج کے بعد اگر کسی قرآنی مسئلہ پر سب سے زیادہ اعتراضات اور مباحث کئے ہیں تو وہ کنیزوں کے مسئلہ پر ہیں، ان کے خیال میں اسلام نے یہ اجازت دے رکھی ہے کے وہ کنیزوں کے نام پر جتنی چاہیں عورتیں بغیر نکاح کے اپنے گھر میں رکھ سکتے ہیں اوران پر تصرف بھی کیا جاسکتا ہے اوراس تصرف سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز ہوگی وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کے قرآن کریم میں موجود کنیزوں والے مضامین کو اگر درست طریقے سے سمجھ لیا جاتا تو شاید یہ غلط فہمی پیدا ہی نہ ہوتی کیونکہ کنیزوں کا استعمال اوران کا استحصال دور جاہلیت میں عام تھا لیکن اسلام نے اس جنسی استحصال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردیا پھر ایک بات بالکل طے ہے، کنیز یا لونڈی بغیر نکاح کے جائز نہیں ہے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا وَاٰتُوا النِّسَآءَ
صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ
هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۔۷۳

ترجمہ۔اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو، اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا جو لونڈی تمہارے مِلک میں ہو وہی سہی، یہ طریقہ بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قریب ہے، اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو، پھر اگر وہ اس میں سے اپنی خوشی سے تمہیں کچھ معاف کر دیں تو تم اسے مزے دار خوشگوار سمجھ کر لے لو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اور یتیم کی نگہداشت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا لیا) اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غلاموں پر نرمی فرماتے اور انھیں کبھی نہ جھڑکتے۔

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب تمھارا غلام تمھارے لئے کھانا بنا کر لائے تو تم کو چاہئے کہ تم اس کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر کھانا کم ہے تو تم اس کے ہاتھ پر چند لقمے رکھ دو۔ ۷۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے گا تو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس شخص کے جسم کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا جائے گا۔ ۷۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے! جب کام زیادہ ہو تو تم اپنے غلام کی مدد کرو کیونکہ وہ بھی انسان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں کی ساری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما دیتے اور انھیں کبھی سرزنش نہ کرتے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ

وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ وَمَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا ۔۷۶

ترجمہ۔اپنے والدین ، رشتے داروں ، یتیموں ، مسکینوں ، پڑوسیوں ،اجنبی پڑوسیوں ، دوستوں ، مسافروں اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ ۔۷۷

ترجمہ۔تم لوگوں کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ، ایک حبشی عورت یا ایک نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتے ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (عورت یا جوان کو کچھ عرصہ) مفقود پایا ،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں دریافت فرمایا! توصحابہ کرامؓ نے عرض کی ،

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ توفوت ہوگیا ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو آپ لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟

راوی بیان کرتے ہیں گویا صحابہ کرامؓ نے اس کی موت کو اتنی اہمیت نہ دی ،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اُس کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کا مقام تدفین بتایا ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خود وہاں تشریف لے جا کر)اس کی نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا! یہ قبریں ان قبروالوں کے لیے ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہیں ،لیکن بے شک اللہ تعالیٰ میری ان پر پڑھی گئی نماز جنازہ کی بدولت (ان کی تاریک قبور میں) روشنی فرمادے گا۔۷۸

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں ، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ، اورعرض کی ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں نمازِ فجر (باجماعت ادا کرنے) سے رہ جاتا ہوں کیونکہ فلاں صاحب ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔(یہ بات سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوئے ،اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس روز سے زیادہ ناراض ہوتے کبھی نا دیکھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اے لوگو! (کیا) تم میں نفرت دلانے والے بھی ہیں؟ تم میں سے جو بھی لوگوں کی امامت کرے تو اُسے چاہیے کے وہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ اُس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند بھی

ہوتے ہیں۔۷۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے یعنی (مختصر نماز پڑھائے) کیونکہ اُن میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو اسے جتنا چاہے طول دے۔۸۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کتنے ایسے پراگندہ حال لوگ ہوتے ہیں جن کو لوگ دروازوں سے دھتکار دیتے ہیں (مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا یہ مقام یہ ہوتا ہے کے) اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو وہ اللہ اس قسم کو ضرور پورا فرما دیتا ہے۔۸۱؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسولا اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کتنے ہی بکھرے بالوں والے، غبار آلودہ، پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ ایسے ہیں جنہیں لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس میں سچا کر دے۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہیں۔۸۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! رحمت، بدبخت کے سوا کسی (کے دل) سے نہیں نکالی جاتی۔۸۳؎

حضرت زید بن ثابتؓ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جنت البقیع پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک نئی قبر دیکھ کر لوگوں سے اُس کے بارے میں دریافت فرمایا، لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ قبر فلاں شخص کی ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم نے مجھے اِس کی وفات کی اطلاع کیوں نا دی؟ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دن روزے سے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایسا نا کیا کرو، جب تک میں تم میں موجود ہوں مجھے ہر شخص کی وفات کی اطلاع ضرور ہونی چاہیے کیونکہ میرا اُن کی نماز جنازہ پڑھنا اُن کے لیے رحمت کا باعث ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اُس کی) قبر پر تشریف لائے، صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے صفیں بنائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے چار تکبیریں ادا فرمائیں یعنی (اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی)۔ ۸۴؎

خَاتَمَ النَّبِیّٖن (جس پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا)

جیسا کے کائنات میں (۷۰،۰۰۰) جہان اور (۲۰،۰۰۰) عالمین ہیں، اور ان عالمین میں مخلوقات بھی آباد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تمام عالمین کے لئے خاتم النبین بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس وصف کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے!

وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن۔ ۸۵

ترجمہ۔ وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمَ النَّبِیّٖن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی سیدی خاتَمَ ہے، جو (خ۔ت۔م) سے مشتق ہے ۔۸۶؎

خَاتَمَ ۔کسی شے کو چھپا دینا یا ڈھانک دینا یا اس کو محفوظ کر دینا۔

خَاتَمَ الزرع ۔یعنی مٹی میں بیج کو بو دیا اور مٹی نے اس کو اپنے اندر چھپا لیا اور محفوظ کر لیا۔ ۸۷؎

خَتَمَ ۔شہد کی مکھی جس طرح سے اپنے چھتے میں شہد کی حفاظت کرتی ہے اور اس کو چھپا کر رکھتی ہے اسی تناظر میں اہل عرب اس کے لئے بھی ختم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ ۸۸؎

خَاتَمَ ۔اس انگوٹھی کو بھی کہتے ہیں جس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے۔

خَاتَمَ القوم ۔قوم کا آخری فرد۔

سیدی خَاتَمَ ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۲) ہے یعنی (ا۔م)۔

الف۔ جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں 'سر' کہتے ہیں، 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

م ۔ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

م ۔ معرفت ۔

م ۔ مزید رضا یعنی اللہ تعالی اپنے جن بندوں سے مزید راضی ہوگا انھیں جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔

م ۔ سے مراد کلام یعنی قرآن کریم کا نزول اس لئے فرمایا گیا تا کہ اللہ کے اسماء اور صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے ۔

م ۔ سے ملک ۔ ماجد ۔ مجید ۔ منان ۔ مومن ۔ مھیمن ۔

خَاتَمَ ۔ کے معنی آخر میں ، مہر لگانا، بند کرنا اور کام مکمل کرنا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں دین اسلام کی تعلیمات کے کام کو مکمل کیا گیا۔ روایت میں آتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجے گئے حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے تاہم نبوت اور رسالت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل اور ختم ہوا تاہم قیامت تک اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہیں یعنی ان پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وصف کو قرآن کریم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے!

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ‌ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۔

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں ۔۸۹؎

خَتَمَ ۔ کسی شے کو مہر لگانے کے لئے موم کا استعمال کرنا۔ ارشادات خداوندی!

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ‌ وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۔ ۹۰

ترجمہ۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان

کے لیے بڑا عذاب ہے۔

يُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِيۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ۔۹۱

ترجمہ۔ان کو خالص شراب مہر لگی ہوئی پلائی جائے گی۔

رَّحِيۡقٍ ۔کے معنی ہیں ایسی شراب جو کے صاف شفاف ہو جبکہ مختوم کے معنی مشک کی مہر لگانا۔

رَّحِيۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ۔سے مراد ایسی صاف شراب جس پر مشک کی مہر لگی ہوئی ہو۔۹۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا! پینے والے کو اس شراب میں سے مشک کا ذائقہ آئے گا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس مسلمان نے کسی بے لباس مسلمان کو لباس پہنایا تو اللہ تعالی اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا جس نے کسی مسلمان بھوکے کی بھوک وِمٹایا تو اللہ تعالی اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جس نے سی مسلمان کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالی اس کو رحیق المختوم (مشک کے ذائقے والی شراب) پلائے گا۔۹۳؎

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۔۹۴

ترجمہ۔آج تم پر تمھارا دین مکمل ہو گیا اور ہم نے دین اسلام کو تمھارے لئے بحیثیت دین کے پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا! میں اللہ کے پاس خَاتَمَ النَّبِيّٖن لکھا ہوا تھا اور اس وقت آدم ہنوز مٹی اور گارے میں تھے۔۹۵؎

یہ اصولی بات ہے جب دین اور اس کی تعلیمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں مکمل کر دیا گیا ہے تو اب نیا نبی کیا بتانے کے لئے آئے گا۔کسی بھی جگہ نئے نبی کو بھیجنے کی عام طور پر درج ذیل چار وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ ہوتی ہے۔

ا۔یا تو اس قوم پر سرے سے کوئی نبی ہی نہ آیا ہو۔

۲۔ یا وہ قوم اپنے نبی یا رسول کی تعلیمات کو بھول چکی ہو۔

۳۔ نبی یا رسول اپنی مدد کے لئے کسی دوسرے نبی کا مطالبہ کرے، جیسے حضرت موسیٰ نے اللہ سے اپنے بھائی حضرت ہارون کو نبی بنانے کی درخواست کی تھی۔ ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِی اُشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ۔۹۶

ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کو سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے اپنے کنبے کا ایک وزیر مقرر کر دے اور ہارون جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعے سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے تا کہ ہم دونوں تیری پاکی کو خوب بیان کریں اور تیرا چرچا کریں۔

وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی ھٰرُوْنَ ۔۹۷

ترجمہ۔ (موسیٰ نے کہا) اے میرے رب مجھے خوف ہے کے وہ مجھ کو جھٹلائیں گے، میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی ہے آپ ہارون کی طرف رسالت بھیجیں۔

۴۔ کسی جگہ نبی بھیجنے کی چوتھی وجہ یہ ہوتی ہے کے ابھی دین کی تعلیمات نامکمل ہیں لیکن خود قرآن نے یہ کہا!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔۹۸

ترجمہ۔ آج تم پر تمھارا دین مکمل ہو گیا ہے۔

لہٰذا اب قیامت تک کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

عقیدہ ختم نبوت پر درج ذیل احادیث نبوی ﷺ ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک میں اللہ کے نزدیک خَاتَمَ النَّبِيِّيْن لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میں اپنی ماں کا خواب ہوں جو انھوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان میں سے ایک نور نکلا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ ۹۹؎

میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کی مثال ایک عمارت کی سی ہے جیسے ایک شخص نے بہت خوبصورت عمارت بنائی اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑی گئی ہے؟ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ ۱۰۰؎

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرام کیا کرتے تھے جب ایک نبی وفات پاجاتا تھا تو دوسرا اس کا جانشین مقرر ہوتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ۱۰۱؎

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں، میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتے تو وہ عمرؓ ہوتے۔ ۱۰۲؎

حضرت ابوامامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک طویل حدیث بیان فرمائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا! میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ ۱۰۳؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا عنقریب میری امت میں سے تیس کذاب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کے وہ نبی ہے اور میں خَاتَمَ النَّبِيِّيْن ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۱۰۴؎

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اس وقت بھی اللہ کے نزدیک خَاتَمَ النَّبِيِّيْن لکھا ہوا تھا جب حضرت آدم مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ ۱۰۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تمام نبیوں پر چھ اوصاف کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع الکلام بنایا گیا۔ ۲۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔ ۳۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔ ۴۔ تمام روئے زمین کو میرے لئے مادہ تیمم اور مسجد بنایا گیا۔

۵۔ مجھے تمام مخلوقات کا رسول بنایا گیا۔ ٦۔ اور مجھ پر رسالت اور نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ ١٠٦؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو اس کا قائم مقائم دوسرا نبی ہوجاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لیکن میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔ ١٠٧؎

وہب بن، منبہ بیان کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں ے درمیان مہر نبوت تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ ١٠٨؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہے۔ ١٠٩؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں، میرے ساتھ تمام انبیاء کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ ١١٠؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ١١١؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، (کذاب کا مطلب نبوت کے جھوٹے دعوے دار) جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خَاتَمَ النَّبِیِّیْن ہوں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ١١٢؎

لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا

اللہ تعالی نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین میں ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ یعنی اگر کائنات میں

(۷۰،۰۰۰) جہان اور (۲۰،۰۰۰) عالمین ہیں، اوران عالمین میں مخلوقات بھی آباد ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تمام عالمین کے لئے خاتم نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہے۔

قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس وصف کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے!

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔۱۱۳

ترجمہ۔وہ ذات بابرکات ہے، جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تا کہ وہ جہانوں کا ڈرانے والا ہو جائے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۱۱۴

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیجئے، مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جب کے میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں، اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۱۱۵

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! فرما دیجئے، کیا تم ایسی ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور تم اس کے لئے شریک تجویز کرتے ہو؟ وہ سارے عالمین کا رب ہے۔

سیدی نذیر (ڈرانے والا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی سیدی نذیر بھی ہے، جو (ن۔ذ۔ر) سے مشتق ہے۔۱۱۶

نَذِیْرًا۔کے معانی ڈرانے والے کے ہیں۔

نَذِرَ۔کے بنیادی معانی ڈرنے اور ڈرانے کے ہیں۔

نَذِرَ بِالشَّئِ ۔کسی چیز سے ہوشیار یا چوکنا ہو جانا۔

اَنْذِار۔۔کسی شخص کو کسی نقصان دہ چیز، اس کے خوفناک نتائج اور اس کے نقصانات سے قبل از وقت مطلع کر دینا۔

نذیرۃ الجیش۔میدان جنگ میں لشکر میں جو سب سے آگے فوجی دستہ موجود ہوتا ہے وہ دشمنوں کی نقل وحرکت سے باقی لشکر کو آگاہ کرتا ہے اس کو نذیرۃ الجیش کہا جاتا ہے۔

النَّذِیۡرَ۔آگاہ کرنے والا نیز کمان کی آواز جس کو سن کر شکار خطرہ سے آگاہ ہو جاتا ہے۔

نَذِیۡرًا۔غلط روش اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنے والا خواہ وہ کوئی انسان ہو یا واقعہ۔۱۱۷؎

نَذِیۡر۔کے ایک معانی بڑھاپے کے بھی ہیں جو کے انسان کو قریبی موت سے آگاہ کرتا ہے۔۱۱۸؎

نَذِیۡرًا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے۔

جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۳) ہے یعنی (ن۔ی۔ر)۔

ن۔اس سے مراد نہی عن المنکر ہے یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کا حکم دینا۔

ی۔یہ حرف یوم حساب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکے ہوں گے۔۱۱۹؎

ر۔یہ حرف بھی حروف مقطعات میں شامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کا پیغام حق بنی نوع انسانیت کو منتقل فرمایا چنانچہ امت پر لازم ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم احسانات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہمہ وقت درود کی کثرت کرے۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالمین میں ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، یعنی کلام اللہ کے ذریعے تذکیر اور انذار کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلِ اللّٰهُ شَهِيۡدٌۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ۚ وَاُوۡحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمۡ۔۱۲۰

ترجمہ۔کہہ دو اللہ، میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، اور مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا ہے، تاکہ یہ قرآن جس جس کو یہ پہنچے میں سب کو متنبہ اور خبردار کر دوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَاُوۡحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ

سے مراد اہل مکہ ہیں، آیت ۔ وَمَنْ بَلَغَ سے مراد جس کے پاس یہ قرآن پہنچے تو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے ڈرانے والے ہیں ۔۱۲۱؎

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک آنے والی نوع انسانیت کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، یعنی یہ دنیا محض کھیل تماشا ہے، اصل دنیا وہ ہے جہاں انسان وک مرنے کے بعد جانا ہے چنانچہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کی تیاری کرنے والا عقل مند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہر قوم میں انبیاء کرام مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور عذاب الٰہی ،جہنم کی سختیوں اور گزشتہ اقوام کی سرکشی کے نتیجے میں آنے والے تباہ کن عذاب سے ڈرایا لیکن ہر انسان میں سمجھنے کی قوت اور صلاحیت نہیں ہوتی ہے کچھ سعید روحیں فوراً معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنا قبلہ درست کر لیتی ہیں جبکہ کچھ لوگ تا عمر متواتر سرکشی اور ظلم پر اصرار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہر انسان میں نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بنی نوع انسانیت کے لئے نہایت سعادت ، رحمت اور انتہائی خوشی کا موقع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں قرآنی احکامات ،قاعدے قوانین، حلال وحرام ،محکم ومتشابہات ، صحیح اور غلط ، جنت وجہنم ،موت اور زندگی ،عقائد وارکان اور عبادات کا علم ہوا تاہم قرآن کریم کی آیات میں موجود فکر وفلسفہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا یہ وضاحت اتنی دوٹوک تھی جس میں کسی قسم کے ابہام کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی اب جس نے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جو تباہ کن اعمال اور اس کے نتائج سے نہ ڈرا وہ ناکام ونامراد ہو گیا۔

ارشادات خداوندی:

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ یہ سچی کتاب تیرے رب کی طرف سے ہے، تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ

سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡر۔ ۱۲۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو سچا دین دے کر خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور کوئی امت نہیں گزری مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا۔ ۱۲۴

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام عالمین کے لیے ڈرانے والا ہو۔

وَمَا مَسَّنِیَ السُّوۡٓءُ ۚۛ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ وَّبَشِیۡرٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ۔ ۱۲۵

ترجمہ۔ میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان والے ہیں۔

وَاُوۡحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمھیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو متنبہ اور خبردار کردوں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ اے نبی! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ تم تو محض خبردار کرنے والے (منذر) ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب

کی طرف بھیجا گیا ہوں۔۱۲۹؎

حضرت عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں جبکہ مجھ سے قبل جتنے انبیاء بھی بھیجے گئے وہ کسی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔۱۳۰؎

میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کر دئے گئے میری آمد پر انبیاء۔۱۳۱؎

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں نے دیکھا کے جہنم کے بعض حصوں کو آگ کھا رہی ہے اور میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے اور یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا۔۱۳۲؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔۱۳۳؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔۱۳۴؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰واں حصہ ہے۔۱۳۵؎

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! بے شک دوزخ والوں میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہوگا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔۱۳۶؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دوزخ کی آگ کو ۱،۰۰۰ سال تک دھکایا گیا حتی کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ۱،۰۰۰ سال تک مزید دھکایا گیا حتی کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید ۱،۰۰۰ سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری

ہے۔ ۱۳۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی۔ ۱۳۸؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۱۳۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا۔ ۱۴۰؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے! اے خبیث روح! اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۴۱؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کر لیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا

اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔ ۱۴۲ ؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۷۔
۲۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۔ لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ
۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۷۔الکشف والبیان۔ج۔۸۔ص۔۳۸۱۔روح المعانی۔ج۔۲۵۔ص۔۱۷۔
۸۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۵۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۹۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۴۷۔جہانگیر بکس لاہور۔
۱۰۔تذکرہ حبیب۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی۔ص۔۲۵۸۔زمزم پبلشرز کراچی۔۲۰۰۳ء۔
۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۱۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۶۔
۱۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۱۵۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۸۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۹۔ سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔
دارلمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۴۱۷ھ۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۲۲۔الخصائص الکبری۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۲۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۲۴۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۲۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔
۲۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔
۲۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۳۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۰۔
۳۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۶۔
۳۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۔
۳۴۔سورہ مومن۔آیت۔۶۶۔
۳۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۳۷۔ سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۳۸۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۳۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۔
۴۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۴۱۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۴۲۔سورہ ھود۔آیت۔۹۔
۴۳۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۴۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۴۔
۴۵۔سورہ روم۔آیت۔۵۰۔
۴۶۔سورہ ھود۔آیت۔۱۰۔
۴۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔ سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۶۔سورہ انفال۔آیت۔۳۳۔
۵۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۵۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۵۹۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۶۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۶۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۶۴۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دار ارقم بیروت۔
۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔شرح الشفاء۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ)۔ج۔۲۔ص۔۷۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت

۔ ۱۴۱۲ھ۔
۷۰۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔ ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۔ ۱۴۱۲ھ۔
۷۱۔ سنن کبریٰ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۷۲۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام۔ کتاب العتیق۔
۷۳۔ سورہ النساء۔ ایت۔ ۳۔ ۴۔
۷۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۷۵۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۷۶۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۳۶۔
۷۷۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۲۱۔
۷۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۷۹۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔ ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۔ ۱۴۱۲ھ۔
۸۰۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔ ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۔ ۱۴۱۲ھ۔
۸۱۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۸۲۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۳۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۴۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۸۵۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۴۰۔
۸۶۔ لغات القرآن۔ شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۷۔ لغات القرآن۔ شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۸۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۸۹۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۴۰۔
۹۰۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۷۔
۹۱۔ سورہ المطففین۔ آیت۔ ۲۵۔
۹۲۔ لغات القرآن۔ شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔

۹۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۹۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔
۹۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۹۶۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۲۵۔۳۴۔
۹۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۔
۹۸۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۔
۹۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۱۰۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ۔
۱۰۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۰۵۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۰۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۸۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ۔
۱۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ۔
۱۱۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۱۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۔
۱۱۴۔سورہ مومن۔آیت۔۶۶۔
۱۱۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۱۱۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۱۷۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۱۸۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔
۱۱۹۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۱۲۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۲۲۔سورہ السجدہ۔آیت۔۳۔۴۔

۱۲۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔
۱۲۴۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔
۱۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۱۲۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۱۲۷۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۱۲۸۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۱۲۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۰۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۲۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۳۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۳۵۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۶۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۳۹۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۰۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔(متوفی ۳۲۷ھ)۔مطبوعہ متبہ نزار مصطفی الباز مکہ۔
۱۴۱۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارلفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۱۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

باب ۷

وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (قلم: ۵۲)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن تمام عالمین کے لیے نصیحت ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم کو تمام عالمین کے لئے نصیحت بنا کر نازل فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ متعدد مقامات پر اللہ نے اس امر کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱؎۔ ترجمہ۔ یہ تو عالمین کے لئے ایک نصیحت ہے۔

وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۲؎

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۳؎۔ ترجمہ۔ یہ عالمین کے لیے ایک بڑی نصیحت ہے۔

تِلۡكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَیۡكَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۴

ترجمہ۔ یہ اللہ کی آیات ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی تلاوت کرتے ہیں حق کے ساتھ، اور اللہ عالمین کے ساتھ ظلم کا ارادہ نہیں فرماتا۔

وَ مَا كَانَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ اَنۡ یُّفۡتَرٰی مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَ تَفۡصِیۡلَ الۡكِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۵

ترجمہ۔ یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو افتراء کیا گیا ہو اللہ کی طرف سے نہ ہو، بلکہ وہ ان کتابوں کی

تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے ہیں، اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔۶

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ان سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتے یہ تو عالمین کے لئے نصیحت ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۷

ترجمہ۔ بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۸

ترجمہ۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں، یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۹ ترجمہ۔ یہ نازل کیا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔۱۰

ترجمہ۔ (قرآن) رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

کائنات میں (۷۰،۰۰۰) جہان اور (۲۰،۰۰۰) عالمین ہیں جہاں اللہ کا حکم اترتا ہے:

کائنات میں (۷۰،۰۰۰) جہان اور (۲۰،۰۰۰) عالمین ہیں، اور ان عالمین میں مخلوقات بھی آباد ہیں، اور ان عالمین پر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم بھی نازل فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔۱۱

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکات ہے، جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ عالمین کو ڈرانے والا ہو جائے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! لوح محفوظ کا منقوش پروگرام خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں (Screens) پر ڈسپلے (Display) ہو رہا ہے، تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار انواع اور انسانی شماریات سے ماوراء ان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں، یہ کائناتی مشین ایک دائرے (Circle) میں چل رہی ہے، جز ولاتجزیٰ وجود سے اس کی حرکت شروع

ہوتی ہے، اور ماوراء ہستی کی طرف لوٹ جاتی ہے، آسمان ، زمین ، درخت، پہاڑ، چرندے، پرندے، حشرات الارض، فرشتے، جنات اور انسان سب اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں، جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے، البتہ انسان ایسا واحد فرد ہے جو نظام کائنات کی میکانزم سے واقف ہے، باقی مخلوق اس میکانزم سے واقفیت نہیں رکھتی ۔ ۱۲؎

اَلْقُرْاٰنُ:

اَلْقُرْاٰنُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق ۔ ر ۔ ا) سے مشتق ہے۔

اَلْقُرْاٰء۔ کچھ ماہرین لغات کے مطابق! قراء عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی اعلان کرنا ہے۔

اَلْقُرْاٰنُ۔ کے لغوی معنی جمع کرنے کے ہیں۔

اَلْقُرْاٰنُ۔ سے مراد سورتوں کو جمع کرنے والا۔ ۱۳؎

اَلْقُرْاٰنُ۔ کو قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گزشتہ الہامی کتابوں کی تعلیمات کو یکجا کرنے والی ہے۔ ۱۴؎

اَلْقُرْاٰنُ کریم۔ اللہ کا کلام ہے جس میں تمام دنیاوی اور اخروی معاملات کو یکجا کر دیا گیا ہے اور دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جو اس میں موجود نہ ہو اس کی تعلیمات ہدایت، معرفت، کرامت، بزرگی، نصیحت اور عبرت سے بھری ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔ (اَلْقُرْاٰنُ) میں ہم نے علم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہ اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اَلْقُرْاٰنُ یا قرآناً کا لفظ قرآن کریم میں تقریباً ۷۰ مقامات پر آیا ہے۔

قرآن کریم کو اللہ نے الکتاب قرار دیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ۲۵۰ مقامات پر اس کو الکتاب

ہی کہا گیا ہے۔

قرآن کا ایک نام مصحف بھی ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی اپنی کتاب احسان وتصوف میں فرماتے ہیں ! قرآن کریم کا نزول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوا، اس کتاب کا ہر لفظ نور ہے، تاہم یہ نور انسان اور خالق کے درمیان تعلق کو قائم کرتا ہے، یہی نور زمین اور آسمان کو سنبھالے ہوئے ہے تاہم جب کوئی انسان قرآن اور حدیث کی روشنی میں تصوف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اس نور کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کی ہدایت فرماتے ہیں۔۱۶؎

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔۱۷

ترجمہ۔(قرآن) میں کوئی شک نہیں، اس میں ہدایت ہے متقین کے لئے۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا نے فرمایا! جس انسان میں شک ہے۔قرآن اس پر اپنی حکمت آشکار نہیں کرتا۔۱۸؎

مرشد کریم ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء نے فرمایا! قرآن کریم درج ذیل تین عنوانات پر مشتمل اللہ کی کتاب ہے۔۱۔تاریخ۔۲۔معاش اور معاشرت۔۳۔علیین وسجین یعنی (معاد)۔۱۹؎

معاد:

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن کریم کا تیسرا حصہ معاد سے متعلق ہے۔

یعنی۔۱۔انسان اس دنیا میں پیدا ہونے سے قبل کہاں تھا؟

۲۔انسان اس دنیا میں کیوں آیا؟

۳۔انسان اس دنیا سے کہاں چلا جاتا ہے؟۔۲۰؎

علمائے روحانیت لکھتے ہیں! قرآن کریم کے ہر ایک لفظ پر فرشتے مامور ہیں تاہم جس قدر جس لفظ کا وزن اور Strength ہوگی اس لفظ پر اسی قدر فرشتے مامور ہوں گے فرشتے ان مذکورہ الفاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں چونکہ وہ فرشتے ان الفاظ پر مامور ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ الفاظ

پڑھے جاتے ہیں تو فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان آیات یا الفاظ کی باقاعدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ فرشتے بھی وہاں باقاعدگی سے آکر اسے سنتے اور خوش ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بعد نماز عصر اللہ الصمد کا وظیفہ کرتا ہے اگرچہ یہ وظیفہ نہایت تیز تر، تیر بہ ہدف اور نہایت Powerful ہے اور کچھ مخصوص فرشتوں کی روحانی غذا یا توانائی کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں تو وہ وہ فرشتے پابندی سے وہاں آکر اس وظیفے کو سنتے ہیں تاہم اگر کسی وجہ سے طویل عرصہ تک کیا جانے والا وظیفہ کسی وجہ سے روک دیا جائے تو پھر وہ فرشتے وہاں آکر شور مچاتے ہیں کیونکہ انھیں اس مخصوص توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ ۲۱

ترجمہ۔ (قرآن) میں باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے اور نہ ان کے پیچھے سے۔

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو دوسروں کا تحریر کیا ہوا ہو، ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے ہیں، اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ ۲۳

ترجمہ۔ قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔

هٰذَا هُدًى۔ ۲۴ ۔ ترجمہ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ ۲۵ ۔ ترجمہ۔ (قرآن) اور اس کی آیات حکمت اور دانش سے لبریز ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید کو سیکھے اور سیکھائے۔۲۶؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں سے کچھ افراد اللہ والے ہوتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن والے ہی اللہ والے ہیں اور وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔۲۷؎

اَلْقُرْاٰنُ کریم اور مسلمانوں کے عقائد:

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھا!

اَلْقُرْاٰنُ کریم سے متعلق مسلمانوں کے عقائد کو تین سادہ جملوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔۲۸؎

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ کریم اللہ کا کلام ہے۔

۲۔ یہ اَلْقُرْاٰنُ کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

۳۔ اَلْقُرْاٰنُ کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ کریم اللہ کا کلام ہے:

بلاشبہ اَلْقُرْاٰنُ کریم کلام الٰہی ہے، اس کو ام الکتاب، کتاب مکنون اور کہیں اصل کتاب بھی کہا گیا ہے، یہ خالصتاً اللہ کا کلام ہے جو تورات، زبور اور انجیل کی تصدیق بھی کرتا ہے، چنانچہ جن لوگوں نے اسے غیر اللہ کا کلام سمجھا تو اللہ نے انھیں چیلنج کرتے ہوئے

اَلْقُرْاٰنُ کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرماتے ہوئے کہا!

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ
ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔۲۹

اور جہاں وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ۔ اگر تم کو اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل کی ہے تو اس کی مانند کوئی سورت ہی بنالاؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالاؤ، اگر تم سچے ہو تو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔ تم اس کی مثل دس سورتیں بنالاؤ، اور اللہ کے سوا جس کو بھی بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ تم اس کی مثل ایک سورت بنالاؤ، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو بلا سکتے ہو انہیں بلالو اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ ۳۲

ترجمہ۔ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن کے جیسے (کلام) کو لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مدد بھی کریں۔

قرآن کریم جامع الصفات ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ۳۳

ترجمہ۔ یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو دوسروں کا تحریر کیا ہوا ہو۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔

هٰذَا هُدًى۔ ۳۵۔ ترجمہ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ ۳۶

ترجمہ (قرآن) عالمین کے لئے ایک بڑی نصیحت ہے۔

تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ۔٣٧

ترجمہ۔ یہ خدائے رحمان ورحیم کی طرف سے نازل کردہ ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے، یہ عربی زبان کا قرآن ہے اوران لوگوں کے لئے ہے جو علم رکھتے ہیں یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۔٣٨

ترجمہ۔ (قرآن) کولوگوں تک پہنچانا ہے تا کہ وہ ڈرائے جائیں اور وہ جان لیں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یہ عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے۔

۲۔قرآن کریم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول:

قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ۲۳ برسوں میں بتدریج نازل ہوئی، قرآن کریم کی آیات کو حضرت جبرائیل علیہ السلام بذریعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرماتے۔قرآن کریم پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، یہ حق وباطل میں فرق کرتی ہے یہ سرچشمہ ہدایت ہے اوراس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان اپنی دنیا اور آخرت کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۔٣٩

ترجمہ۔ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو وہ تعلیم کھول کھول کر بیان کردیں جوان کے لئے نازل کی گئی ہے تا کہ وہ لوگ غور فکر کریں۔

وَ مَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۔٤٠

ترجمہ۔ رسول اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی کہتے ہیں جو آپ پر وحی کیا

جا تا ہے۔

ق۔ ۴۱ ۔ترجمہ۔ق۔حروف مقطعات میں سے ہے۔

امام ابن عطاء فرماتے ہیں! ق سے مراد قسم ہے جو اللہ تعالی نے قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹھائی ہے یعنی قوت قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جس نے قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ اٹھالیا۔

(قرآن کریم کے خطاب کا بوجھ تو وہ بوجھ تھا کے جس کو پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذرت پیش کردی تھی۔ ۴۲

۳۔قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے:

قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لی ہے چنانچہ آج ساڑھے چودہ سو سالوں گزرنے کے بعد بھی یہ اپنی اصل شکل وصورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ ۴۳

ترجمہ۔ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

پچھلی الہامی کتابوں میں لوگوں نے اپنی مرضی اور مفادات کی خاطر ترمیم اور اضافہ کیا تھا اور احکامات الہی میں ردوبدل کی ناپاک کوشش بھی کی تھی چنانچہ تورات، زبور اور انجیل میں تحریفات کی گئیں قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ۲۳ برسوں میں بتدریج نازل کی گئی قرآن کریم کی آیات کو حضرت جبرائیل علیہ السلام بذریعہ وحی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرماتے تھے،قرآن کریم پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، یہ حق و باطل میں فرق کرتی ہے۔یہ سرچشمہ ہدایت ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان اپنی دنیا اور آخرت کو کامیاب بنا سکتا ہے۔قرآن کریم جامع الصفات ہے یہ قرآن کریم نہایت بزرگ و برتر ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔ ۴۴

ترجمہ۔قرآن مجید،لوح محفوظ میں ہے۔

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭۙ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍۙ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۔۴۵

ترجمہ۔ یہ ایسے صحائف میں درج ہے جو مکرم، بلند، پاکیزہ، معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔

یعنی یہ کتاب مکنون ان فرشتوں کے پاس ہے جو تمھاری رسائی سے ماوراء ہے۔

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔۴۶

ترجمہ۔ درحقیقت اصل کتاب میں ہمارے پاس محفوظ ہے، جو نہایت بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز ہے۔

قرآن کریم کو ام الکتاب بھی کہا جاتا ہے، ام، عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی جڑ اور بنیاد کے بھی ہیں یعنی قرآن کریم کی اصل اساس لوح محفوظ میں ہے۔

اَلْقُرْاٰن کریم بنی نوع انسانیت کے لئے ہدایت اور رہنمائی:

اَلْقُرْاٰن کریم دنیا میں موجود ہر شخص اور قیامت تک آنے والے ہر شخص کے لئے ہدایت اور رہنمائی ہے۔ ارشاد خداوندی!

هٰذَا هُدًى ۔۴۷ ترجمہ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔

اللہ تعالی نے کل بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء اور رسل بھیجے ہیں تاہم یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوا، حضرت آدم علیہ السلام نے خود اپنی اولاد کو دین اسلام سیکھایا اور انھیں صبح وشام کی عبادات کے طریقے سیکھائے اور یہ سلسلہ اگلی نسلوں تک پہنچا، تمام پیغمبران اسلام نے اپنی قوم کی ذہنی اور شعوری سکت کے مطابق انھیں بتدریج علم وحکمت اور سائنس وٹیکنالوجی منتقل فرمائی، اگر تورات، زبور اور انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو ان کتب مقدسہ میں بھی بنی نوع انسانیت کے لئے علم وحکمت اور ہدایت ونور ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۔۴۸

ترجمہ۔ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَ اٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّ نُوْر-۴۹؎

ترجمہ۔ہم نے انجیل نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔

اللہ نے تورات میں احکام عشرہ یعنی The Ten Commandments بیان فرمائے،لیکن چونکہ اس دور کے انسان کی ذہنی اور شعوری سکت اتنی نا تھی کے وہ ان احکامات عشرہ کی حکمتوں کا تحمل بھی کر سکتے،یعنی تورات کا نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے بھی چودہ سو سال قبل کا ہے،تاہم تورات کے نزول کے چودہ سو سال کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم دنیا میں تشریف لائے اور پھر اللہ نے انھیں انجیل عطا فرمائی تاہم انجیل میں صرف حکمتوں کا بیان ہے لیکن اس میں میں احکامات موجود نہیں۔

لیکن تقریباً دو ہزار سال قدیم انجیل میں آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ درج ہیں جو انھوں نے اپنے حواریوں سے فرمائے!میں تم سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن ابھی (شعوری طور) پر تم اس کے متحمل نہیں ہو چنانچہ فارقلیط (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جب آئیں گے تو وہ تمھیں بتائیں گے یعنی بنی نوع انسانیت کی ذہنی اور شعوری استعداد کے حصول کو ابھی مزید ۶۰۰ سالوں کا عرصہ درکار ہے،چنانچہ الھدیٰ یعنی Final Guidance کا اتمام قرآن کریم میں مکمل کیا گیا۔۵۰؎

یعنی گزشتہ الہامی کتابوں میں درج لفظ ھدی،قرآن کریم میں آتے آتے الھدیٰ یعنی مکمل ہدایت نامہ بن گیا۔۵۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔۵۲

ترجمہ۔آج تم پر تمھارا دین مکمل ہو گیا،اور ہم نے اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں،اور دین اسلام کو بطور دین تمھارے لئے پسند کیا۔

یعنی اب بتانے کے لئے مزید کوئی پیغام نہیں تمام احکامات اور ان میں موجود فکر و فلسفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھول کر بیان کر دیا ہے،اب قیامت تک آنے والے ہر مسئلے کا حل اسی کتاب میں موجود ہے اور انسان اپنی ذہنی اور

شعوری اعتبار سے اب اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ ان تمام ہدایات کو با آسانی نا صرف سمجھ سکتا ہے بلکہ اس پر عمل کر کے اللہ کا مقرب اور پسندیدہ بھی بن سکتا ہے۔

قرآن ہدایت ہے:

قرآن کریم سراسر ہدیات اور رہنمائی کی کتاب ہے، ہدایت عربی زبان کا لفظ ہے، جو **ھُدًی** سے مشتق ہے۔

عربی زبان میں **ھُدًی** سے مراد نمایاں اور روشن۔

ھُدًی ۔ سے مراد آگے آگے چلنا یا آگے آگے ہونا۔

ھادیہ۔ سے مراد ابھری ہوئی سمندری چٹان جو دور سے نظر آئے۔ ۵۳؎

ابن فارس نے اس کے دو معانی بیان کئے ہیں۔

ا۔ راستہ بتانے کے لئے آگے ہونا۔ ۲۔ ھدیہ یعنی تحفہ بھیجنا۔

ھاد۔ ہر شے کے اگلے حصے کو کہتے ہیں کیونکہ اگلا حصہ دور سے ہی سب سے پہلے نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کے جانور کی گردن کو عربی زبان میں الھادی کہتے ہیں کیونکہ جانور کی گردن باقی جسم کے مقابلے میں پہلے اور نمایاں ہوتی ہے۔

ھُدًی ۔ اس جانور کو بھی کہتے ہیں جو حج کے موقع پر بیت اللہ میں قربانی کے لئے لے جایا جائے اور اس کی عزت و تکریم کی جائے۔

ھدیہ۔ اس تحفے کو کہتے ہیں جو بغیر کسی معاوضہ کے دیا جائے یعنی ضرورت سے قبل ہی تحفے میں کسی چیز کا حاصل ہو جانا۔

ھُدًی ۔ راستے کی پہچان کروانا، راستے کی وضاحت کرنا، راہنمائی کرنا۔

ھُدًی ۔ کے ایک معانی رہنما کے بھی ہیں۔ ۵۴؎ ۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔ (اللہ) نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر

دے خواہ مشرکین کو نا گوار ہو۔۵۶؎

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔۵۷

ترجمہ۔اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اور اللہ (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) گواہ کافی ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۵۸

ترجمہ۔(اللہ) نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے،خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی نا گوار گزرے۔

مندرجہ بالا آیت قرآن کریم میں تین مقامات پر بالکل اسی انداز سے نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں ایک لفظ تو کجا ایک نقطے کا فرق بھی نہیں ہے جبکہ قرآن کریم میں یہ آیت کسی دوسری پیغمبر کے لئے نازل نہیں کی گئی۔مندرجہ بالا آیات پر تفکر سے یہ نکتہ واضح ہوا کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے دو چیزوں کے ساتھ بھیجا۔

ا۔اَلْهُدٰى ۔۲۔دین حق۔

ا۔اَلْهُدٰى:

اَلْهُدٰى قرآن کریم میں وسیع ترین معانی میں مستعمل ہوا ہے یعنی کل کائنات میں موجود ہر مخلوق کی ہدایت۔

۲۔دین حق:

دین اسلام دین حق ہے کیونکہ اس میں سچائی کے سوا کوئی دوسری بات نہیں۔

دین اسلام کا غلبہ دنیا کے تمام ادیان پر:

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور بعثت کا ذکر فرماتے

ہوئے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت دلائل اور معجزات سے ثابت کی گئی ہے یہ درست ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل اور معجزات تمام انبیا اور رسل سے زیادہ ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم اور کامل رسول ہیں دوسری جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے دین حق کے ساتھ بھیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام عین فطری جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت متوزن اور معتدل ہے۔قرآن ان ہی آیات میں آگے چل کر یہ بھی کہتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر قائم ہوجائے گا یعنی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

امام سعید بن منصور، امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت جابرؓ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے! جب حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا تو تمام یہود اور نصاریٰ مسلمان ہوجائیں گے یہاں تک کے بکریاں بھیڑیوں سے، گائے شیروں سے اور انسان سانپوں سے محفوظ اور مامون ہوجائیں گے یہی نہیں بلکہ چوہا بھی جراب کو نہیں کترے گا اور جزیہ بھی موقوف ہوجائے گا اور صلیب توڑ دی جائے گی اور خنزیر قتل کردیئے جائیں گے۔۵۹

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام ادیان کے اوپر دلائل کے ساتھ غلبہ عطا فرمادے یا جہاد کے ذریعہ آپ کو غلبہ عطا فرمائے یا اس طرح غلبہ عطا فرمائے کہ آپ کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کے لئے ناسخ ہوجائے یعنی

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دلائل اور معجزات کے ساتھ بھیجا تا کہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوجائے حتیٰ کہ آخر زمانہ میں اسلام کے سوا اور کوئی دین نہیں ہوگا اگرچہ اللہ نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مختلف اقوام اور خطوں میں مبعوث فرمائے تا کہ یہ پیغمبران اسلام اللہ کے پیغام کو آسان الفاظ میں اللہ کے بندوں تک پہنچائیں لیکن اللہ کے حکم سے دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوکر رہے گا۔قرآن بارھا یہ نکتہ بیان کرچکا کے ہدایت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ ۶۰

ترجمہ۔لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا تاہم جن کے قلوب کو اللہ نے ہدایت کے لئے چنا انھوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت اور رہنمائی سے استفادہ کیا۔

ارشادات خداوندی:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ ۶۱

ترجمہ۔(قرآن) یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لائے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى۔ ۶۲

ترجمہ۔راستہ تو بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔

یہ حقیقت ہے جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کے اسلام کے تصور سے ہی اسے یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے اس طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے ،حالانکہ یہ راستہ تمھارے رب کا سیدھا راستہ ہے جس کے نشانات ان لوگوں پر واضح کر دئے گئے ہیں جو نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ ۶۳

مدد تو صرف اللہ کی طرف سے ہے، جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ ۶۴

ترجمہ۔لوگو! تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس روشن دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف روشنی بھیج دی ہے جو تمھیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے اب جولوگ اللہ کی بات مان لیں گے اور اس کی پناہ ڈھونڈیں گے تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں لے لے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ ان کو دکھا دے گا۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔۶۵

ترجمہ۔آپ ﷺ محض خبردار کرنے والے (منذر) ہیں، اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔۶۶

ترجمہ۔ یہ سچ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں اے پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دینا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔۶۷

ترجمہ۔لوگوں کو ہدایت بخشنے کی ذمہ داری تم پر نہیں، ہدایت تو اللہ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔۶۸

اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۔۶۹

ترجمہ۔ہم نے (انسان) کو راستہ دکھایا، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا کفر کرنے والا۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

اور جہاں وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ۔ ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی نسلوں میں نبوت اور کتاب رکھ دی پھر ان کی اولاد میں کچھ نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے فاسق ہو گئے۔ ۷۰؎

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۷۱؎ ۔ترجمہ۔ متقین کے لئے ہدایت ہے۔

هدى للناس۔ ۷۲؎ ۔ترجمہ۔ کل انسانیت کے لئے ہدایت ہے۔

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۷۳؎

ترجمہ۔ (قرآن) مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ۔ ۷۴؎ ۔ترجمہ۔ محسنین کے لئے ہدایت ہے۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۷۵؎

ترجمہ۔ یہ متقین کے لئے ہدایت ہے۔

وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۷۶؎

ترجمہ۔ تورات تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہدایت تھی اور نصیحت۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۷۷؎ ۔ترجمہ۔ اللہ ظالمین کو ہدایت نہیں دیتا۔

هدى کا لفظ قرآن کریم میں کثرت سے آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ۷۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم کا ماہر معزز و محترم فرشتوں اور معظم و مکرّم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص قرآن کو پڑھنے میں اٹکتا ہو یعنی (کند ذہن یا موٹی زبان ہونے کی وجہ سے اس کو مشکل ہو) اُس کے لیے دوگنا اجر ہے۔ ۷۹؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حسد (رشک) تو بس دو ہی آدمیوں سے کرنا جائز ہے۔

ا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو (پڑھنا و سمجھنا) سکھایا، اور وہ رات، دن اس کی تلاوت

(اور اس میں غور وفکر) کرتا ہے، اس کا پڑوسی اسے قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہے تو کہتا ہے، کاش مجھے بھی اس کی مثل قرآن عطا کیا جاتا تو میں بھی اسی طرح عمل کرتا جس طرح یہ کرتا ہے۔

۲۔دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا شخص اسے دیکھ کر کہتا ہے کے کاش مجھے بھی اتنا مال ملتا جتنا اسے ملا ہے، تو میں بھی اسی طرح اس مال کو راہ خدا میں خرچ کرتا جس طرح یہ کرتا ہے۔۸۰

فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡكَبِيۡرِ (مومن۔۱۲)

ترجمہ: فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان بڑے رتبے والا ہے

کل کائنات کا خالق و مالک صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے چنانچہ حکم بھی اسی کا چلے گا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔۸۱

ترجمہ۔بے شک پیدا کرنا اور حکم کرنا اسی کے لئے مخصوص ہے، جو عالمین کا رب ہے۔

وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا۔۸۲ ترجمہ۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔

امام احمد رضا بریلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں! بے شمار کائناتی زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔۸۳

اَمۡر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔م۔ر) سے مشتق ہے۔

اَمۡر۔کی جمع اوامر ہے۔

اَمۡر۔کے معانی حکم۔معاملہ۔حالات اور واقعات کے ہیں۔

اَمۡر۔سے مراد قوانین خداوندی کے ہیں، جو کل کائنات اور کل اشیاء کائنات کے رگ وپے میں سرائیت اور جاری وساری ہے۔

جس طرح سے طبیعی کائنات (Physical World) میں تمام اشیاء کائنات ایک خاص قانون کے تحت حرکت پذیر ہیں بالکل اسی طرح سے انسان اور اقوام کے عروج وزوال کے در پردہ بھی خاص قوانین موجود ہیں۔۸۴

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ ۸۵

ترجمہ۔اللہ کو ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا، تاکہ جو ہلاک ہو وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے، اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اَمْر خداوندی یا قوانین قدرت کی تین اقسام ہیں:

امر خداوندی یا قوانین قدرت کی درج ذیل تین اقسام یا خصوصیات ہیں۔

۱۔تمام قوانین قدرت اللہ کے یہاں متعین اور طے شدہ ہیں، اور لوح محفوظ یا کتاب المبین میں درج ہیں۔

۲۔امر ربی، کائناتی قوانین کی شکل میں کارفرما ہوتا ہے، تاہم اس امر کا مشاہدہ علم، عقل، بصیرت اور تجربات کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔

۳۔امر ربی، اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی انبیاء اور رسل کو پہنچایا جاتا ہے، پھر یہ امر ربی بنی نوع انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے انھیں عطا کئے جاتے ہیں۔تاہم ایک بات طے شدہ ہے امر ربی یا قوانین قدرت میں ردوبدل کی گنجائش ممکن نہیں۔

حکم خداوندی

کائنات کی رگ، رگ میں حکم خداوندی نور کی طرح گردش کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔۸۶

ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ ہو، چراغ شیشے کی قندیل میں ہے،قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے ہر موجود شے میں برقی اور مقناطیسی یعنی (Electromagnetic) لہریں پائی جاتی ہیں تاہم ہر شے میں ان برقی مقناطیسی لہروں کا تناسب،توازن اور مقداریں الگ ہوتی ہیں اگر چہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ان لہروں کو ایک بنیادی قوت زندگی مہیا کر رہی ہے جس کی وجہ سے یہ لہریں زندگی اور زندگی کے تمام عوامل وحرکات کو قائم رکھے ہوئے ہیں

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فرمایا! زمین اور آسمان کا وجود اسی روشنی پر قائم ہے جس کو اللہ ذوالجلال کا نور فیڈ کرتا ہے۔

اگر نوع انسانی کا ذہن مادے سے ہٹ کر اس روشنی کی جانب مرکوز ہو جائے تو انسان یہ سمجھنے پر قدرت حاصل کرلے گا کائنات کے ہر انسان میں عظیم الشان ماورائی صلاحیتیں ذخیرہ کی جا چکی ہیں لیکن انسان اس کے استعمال سے ناواقف ہے اگر وہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو جائے تو نا صرف زمین پر پھیلی ہوئی اشیاء کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرسکتا ہے بلکہ ان کے اندر کام کرنے والی قوتوں اور لہروں کو حسب منشاء استعمال بھی کرسکتا ہے اور پوری کائنات اس کے سامنے ایک نقطہ یا دائرہ بن کر آجاتی ہے تاہم اس مقام پر انسان مادی وسائل کا محتاج نہیں رہتا بلکہ وسائل اس کے سامنے سر بسجود ہو جاتے ہیں۔۸۷ے

لوح محفوظ سے ایک نور آتا ہے جو پوری کائنات میں پھیل جاتا ہے اس میں ہر قسم کی اطلاعات ہوتی ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے کو ملتی ہیں ان اطلاعات میں چکھنا، سونگھنا، سننا، دیکھنا محسوس

کرنا، خیال کرنا اور گمان وغیرہ شامل ہیں تاہم اس میں زندگی کے ہر شعبے کی ہر حرکت اور ہر کیفیت کامل طرزوں کے ساتھ موجود ہوتی ہے ان اطلاعات کو درست طریقے سے حاصل کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کے انسان ہر حالت میں اللہ کی ذات پر کامل استغناء رکھتا ہو۔۸۸؎

حکم خداوندی، جو قوانین قدرت ہیں اور نور کی شکل میں کل کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

اَلْحُکْمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔کے معنی اس کائنات میں اللہ کی مکمل حاکمیت اور بادشاہت کا قیام۔۸۹؎

قرآن کریم میں اسم اَلْحُکْمُ (۱) مرتبہ آیا ہے۔

عربی زبان میں اَلْحُکْمَۃُ سے مراد گھوڑے کی لگام یعنی منہ زور گھوڑے کو اس کی لگام سے ذریعے سے قابو کرنا۔

۱ اَلْحَاکِمُ ۔کے معنی فیصلہ کرنے والا یا جس کا حکم چلتا ہو اور لوگ اس کے حکم کے تابع ہوں اور اس کی تابعداری کی جائے۔۹۰؎

اَلْحُکْمُ ۔کے معنی ایسا شخص جو فیصلہ کرنے میں بالکل بااختیار ہو یعنی جس کے پاس قانون کے نفاذ کے کل اختیارات موجود ہوں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔۹۱

ترجمہ۔اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَ

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔ ۹۲

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے فیصلہ کرنے والوں کو تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل فرمائی، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کے بے شک یہ آپ ﷺ کے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے، آپ ﷺ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوجائیں۔

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ ۹۳

ترجمہ۔ آپ ﷺ کے رب کے کلمات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پورے ہو گئے اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں، وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

اَلْحُكُمَةُ ۔ کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا۔ یعنی فریقین اور معاملے کی حدود و قیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔ اسی اعتبار سے حکیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور ادنش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کر دے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔ ابن فارس نے کہا کے حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔ ۹۴

اَلْحُكُمُ ۔ کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہو جانا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کر کے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۔ ۹۵

ترجمہ۔ اور بالیقین آپ کو حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ا ایک اسم الحکیم ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو درست تناسب اور توازن کے ساتھ ناصرف پیدا کیا بلکہ اپنے قوانین کی لگام بھی ڈالی اللہ کی آیات محکم ہیں یعنی اپنی جگہ پر صاف، واضح اور اٹل۔

ابن حصار فرماتے ہیں ! الحکم، اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے جو تمام اعلیٰ صفات اور اسمائے الحسنیٰ کے معانی کے لئے جامع ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔ کے معانی فیصلہ کرنے والا تاہم کل کائنات میں صرف اور صرف اسی عظیم ہستی کا حکم چلتا ہے۔٩٦؎

اسم اَلْحُکْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

کل نظام کائنات میں ہر جگہ اللہ کا حکم اترتا ہے چاہے وہ سات زمینیں ہوں یا سات آسمان اور ان میں رہنے والی تمام مخلوقات اللہ کے احکامات کی پابند ہیں یہ کائنات اتنی وسیع ہے کے اس کی وسعت کا اندازہ عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے۔

ارشادات خداوندی:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔٩٧؎۔ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔

اَلَا لَهُ الْحُکْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ۔٩٨؎

ترجمہ۔حکم (اللہ) کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۔٩٩؎

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔

لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔١٠٠؎

ترجمہ۔اس کا حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔١٠١؎

ترجمہ۔حکم صرف اللہ ہی کا ہے، جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ ۱۰۲؎

ترجمہ۔(فرشتے) بغیر پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔بے شک پیدا کرنا اور حکم کرنا اسی کے لئے مخصوص ہے، جو عالمین کا رب ہے۔

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔ ۱۰۴؎

ترجمہ۔اللہ ہی کے لیے اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔ ۱۰۵؎۔ترجمہ۔بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ۔ ۱۰۶؎۔ترجمہ۔وہ سب سے بہتر حاکم ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۔ ۱۰۷؎۔ترجمہ۔کیا اللہ سب حاکموں پر حاکم نہیں؟

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔ ۱۰۸

ترجمہ۔تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔تم تمام امتوں میں سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے ظہور میں آئی ہے تم معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ ص۔آیت۔۸۷۔
۲۔سورہ قلم۔آیت۔۵۲۔
۳۔سورہ تکویر۔آیت۔۲۷۔
۴۔سورہ آل عمران۔۱۰۸۔
۵۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔
۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۴۔
۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۹۲۔
۸۔سورہ السجدہ۔آیت۔۲۔
۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۸۰۔
۱۰۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۴۳۔
۱۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۔
۱۲۔آواز دوست۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۱۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔
۱۶۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۲۔
۱۸۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۱۹۔ماہنامہ قلندر شعور۔اشاعت۔دسمبر۔۲۰۱۹ء۔
۲۰۔باران رحمت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۲۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۲۔
۲۲۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔
۲۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔
۲۴۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۲۵۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۷۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۸۔ بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۵۷۔انجمن خدام القرآن لاہور۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۔
۳۰۔سورہ ہود۔آیت۔۱۳۔
۳۱۔سورہ یونس۔آیت۔۳۸۔
۳۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۸۔
۳۳۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔
۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔
۳۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۳۶۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۷۔
۳۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۔۴۔
۳۸۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۲۔
۳۹۔سورہ النحل۔آیت۔۴۴۔
۴۰۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔۴۔
۴۱۔سورہ ق۔آیت۔۱۔
۴۲۔التذکرۃ فی امور الآخرہ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار البخاری مدینہ۔
۴۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۹۔
۴۴۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۴۵۔سورہ عبس۔آیت۔۱۴۔۱۶۔
۴۶۔سورہ زخرف۔آیت۔۴۔
۴۷۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۴۸۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۴۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۵۰۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ج۔۱۔ص۔۵۴۔انجمن خدام القرآن لاہور۔۲۰۲۰ء۔
۵۱۔قرآن حکیم اور ہم۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۱۷۸۔آر آر پرینٹنگ پریس لاہور۔۲۰۲۱ء۔
۵۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۔
۵۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصریہ۔
۵۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۵۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۳۔سورہ الفتح۔آیت ۲۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۵۶۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۳۔
۵۷۔سورہ الفتح۔آیت۔۲۸۔
۵۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔

۵۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔ج۔۴۔ص۔۱۷۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔۳۔
۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۰۔
۶۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۶۔
۶۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۵۔
۶۵۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۶۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۔
۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔
۶۸۔سورہ القصص۔آیت۔۵۶۔
۶۹۔سورہ الدھر۔آیت۔۳۔
۷۰۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۷۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔
۷۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔
۷۳۔سورہ نمل۔آیت۔۷۷۔
۷۴۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۔
۷۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۳۸۔
۷۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۶۔
۷۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۰۔
۷۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۸۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۸۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۸۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۸۳۔کنزالایمان۔مفسر امام احمد رضا بریلوی۔کنزالایمان۔ناشر۔پیر بھائی کمپنی۔اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰ء۔
۸۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۵۔سورہ انفال۔آیت۔۴۲۔
۸۶۔سورہ نور۔آیت۔۳۵۔

۸۷۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۰۔۵۱۔عظیمی پرنٹر ناظم آباد۔کراچی۔
۸۸۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۴۶۔عظیمی پرنٹر ناظم آباد کراچی۔
۸۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۱۔سورہ النسا۔آیت۔۳۵۔
۹۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۴۔
۹۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۵۔
۹۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۵۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔
۹۶۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۴۶۔تفسیر سورہ القصص۔آیت۔۰۷۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۹۷۔سورہ انعام۔آیت۔۵۷۔
۹۸۔سورہ انعام۔آیت۔۶۲۔
۹۹۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۱۰۰۔سورہ القصص۔آیت۔۸۸۔
۱۰۱۔سورہ المومن۔آیت۔۱۲۔
۱۰۲۔سورہ مریم۔آیت۔۶۴۔
۱۰۳۔سورہ روم۔آیت۔۴۔
۱۰۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۔
۱۰۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۷۔
۱۰۶۔سورہ التین۔آیت۔۸۔
۱۰۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۱۰۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔

باب ۸

بے شمار کائناتی زمینوں پر اللہ کی عبادت

بے شمار کائناتی زمین پر اللہ کی عبادت ہمہ وقت جاری اور ساری ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔ ۱

ترجمہ۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے، سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۲

ترجمہ۔ اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس شے نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے وہی زبردست دانا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۳

ترجمہ۔ اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب حمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ۴

اور جہاں

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ ہی غالب اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۔۵

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، وہ بادشاہ ہے قدوس ہے، زبردست اور حکیم ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔٦

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے

ذکر الٰہی:

کل اشیاء کائنات ہر لمحہ اللہ کی پاکی اور حمد وثناء بیان کرتی ہے صبح اور شام اس کو سجدہ کرتے ہیں اس کی ربوبیت اور تعریف وتمجید میں ہر وقت رطب لسان رہتے ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں ورنہ کائنات کی تمام مخلوقات انسان سے زیادہ اللہ کی شکرگزار اور اس کی عارف ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔ ۷۔

کائنات کی ہر شے یہ جانتی ہے کے میں اللہ کا رسول ہوں۔ ۸۔

اللہ رب کائنات کا اسم ذات ہے یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور لفظ اللہ قرآن کریم میں دو ہزار نوسو چالیس (۲۹۴۰) مرتبہ آیا ہے۔ ۹۔

اہل باطن کہتے ہیں اللہ کا الف احدیت کے تمام دائروں کی تجلی کا نام ہے احدیت کی تجلی سے مراد

تخلیق کی وہ ساخت ہے جو تنزل ذات یعنی واجب کے انوار ہیں، موجودات میں یہ انوار نہر تسوید کے ذریعے منتشر ہوتے ہیں یہی نہر تسوید ہر ثابتہ کے لطیفہ اخفیٰ کو سیراب کرتی ہے اس طرح سے ہر لطیفہ اخفیٰ ایک دوسرے سے متعارف اور روشناس ہے کائنات کے ان ذی روح افراد جن میں لطیفہ اخفیٰ موجود ہے وہ سب کے سب نہر تسوید کے ذریعے اسی مخفی رشتے سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم منسلک اور ایک دوسرے سے روشناس ہیں

یہی وہ بنیاد ہے جس کے ذریعے ہم موجودات کی ہر چیز کو جانتے اور پہچانتے ہیں نہر تسوید کے لطیف انوار ہی وہ شعاعیں ہیں جو انسان، جنات اور تمام ذی روح افراد کے حافظے کا کام دیتی ہے ان ہی شعاعوں میں موجودات کا پورا اثبت (ریکارڈ) ہے جب انسان کسی چیز کو یاد کرنا یا جاننا چاہتا ہے تو یہی شعاعیں حرکت کرکے اعیان اور اعیان سے جو یہ میں منتقل ہوکر انسانی شعور بنتی ہیں تاہم انسان کسی بھولی ہوئی یا جانی ہوئی چیز کو اپنے شعور میں محفوظ کر لیتے ہیں اس حقیقت کے ذریعے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کے انسان کے لطیفہ اخفیٰ میں ازل سے ابد تک کی تمام معلومات کے ذخائر موجود ہیں انسان مسلسل مشق کے ذریعے ان ذخائر سے استفادہ کرتے ہوئے گزشتہ اور آئندہ زمانے کے واقعات، معلومات اور حوادث کو اسی لطیفہ اخفیٰ کی شعاعوں کی مدد سے معلوم کرسکتا ہے۔۱۰ے

انسان کی ذات ایک حرکت ہے۔ وہ حرکت اللہ تعالی کے حکم سے شروع ہوتی ہے جس کے ہزاروں اجزاء ہیں تاہم یہ تمام اجزاء بھی دراصل ایک حرکت ہیں یعنی ذات انسانی بے شمار حرکات کا مجموعہ ہے (سانس لینا، چلنا، پھرنا، دل کا دھڑکنا، روح کا جسم میں موجود رہنا، سننا، دیکھنا، سوچنا، سمجھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا الغرض انسان کا جسم نیند میں بھی اپنے افعال انجام دیتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ پیدائش سے قبل سے ابدلآباد تک جاری رہے گا یعنی انسانی کی روح اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی کہیں تھی پھر وہ اس دنیا میں آئی اور یہاں بھی پیدائش کے بعد سے موت سے قبل تک انسانی روح اور جسم متحرک رہا اور مرنے کے بعد بھی انسان اگلے جہان میں کسی نہ کسی امور میں منہمک اور مشغول رہے گا)۔

زندگی کی تمام حرکات اللہ تعالی کی صفت خالقیت کی وجہ سے وقوع پذیر ہیں اس کے ساتھ ہی

انسان کی ہر حرکت صفت خالقیت کی وجہ سے شروع ہوتی ہے تاہم اس کی تکمیل صفت قدرت کی حدود میں رہتے ہوئے مکمل ہوتی ہے، اس قانون کی رو سے انسان کی زندگی کی تمام حرکات رحمت اور قدرت کے سائے میں ہی تکمیل کے مراحل طے کرتی ہیں یعنی ان دونوں صفات
(رحمت اور قدرت) کے بغیر انسانی وجود کی تمام حرکات کا ظہور ناممکنات میں سے ہے۔
اس قانون سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کے انسانی زندگی رحمت اور قدرت کا مجموعہ ہے دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں ان سب میں رحمت اور قدرت کا جذب ہونا یقینی ہے۔
'الف' جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں 'سر' کہتے ہیں 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔
قابل غور اور اہم ترین نکتہ یہ ہے کے ایک انسان کسی دوسرے انسان یا کسی بھی شے کی صفت سے مغلوب ہو کر اپنی شکست اور محکومیت کا اعتراف کرتا ہے تاہم اس مقام پر انسان حیوانات، نباتات اور جمادات سب برابر اور ایک ہی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔
رب ذوالجلال والاکرام کا اسم ذات اللہ ہے لہٰذا جیسے ہی اللہ کو پکارا جاتا ہے تو اس کی تمام صفات بھی حرکت میں آجاتی ہیں تاہم اگر صرف کسی ایک اسم کا ورد کیا جائے تو صرف اسی اسم کی صفات اور تجلیات حرکت میں آتی ہیں۔
علامہ مکی بن ابی طالب لکھتے ہیں لفظ اللہ اصل میں اِلٰہَ ہے۔ ۱۱؎
علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں اِلٰہَ کے معنی حیرت زدہ ہونا کیونکہ بندہ جب اللہ کی عظمت اور جلال پر غور و فکر کرتا ہے تو وہ حیرت زدہ ہوتا ہے جبکہ لَاَہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ایسی چیز جو کے بلند، مستور اور محجوب ہو اللہ تعالیٰ تمام انسانی بصارتوں سے محجوب اور سب سے بلند و ارفع ہیں اسی طرح سے وَلَاَہ کے معنی بچے کا خوف زدہ ہو کر ماں کی جانب لپکنا یعنی ل مخلوقات عالم خوف میں اللہ کی جانب متوجہ ہوتی ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کے لفظ اللّٰہُ سے لَاَہ سے یا وَلَاَہ سے بنا ہے۔

ابن اثیر نے کہا یہ الٰہ سے بنا ہے۔

منذری نے کہا یہ لَآ اِلٰہَ سے بنا ہے۔ ۱۲؎

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں سیبویہ نے کہا کے لفظ اللہ کا لَآہ سے بننا جائز ہے کیونکہ اس کے معنی بلندی اور ارتفاع کے ہیں۔ ۱۳؎

زیادہ صحیح یہ ہے کے اللہ ذات واجب الوجود کے لئے علم (شخصی نام) ہے جو تمام صفات و کمالات کی جامع ہے جبکہ یہ لفظ مشتق بھی نہیں

ابن عربی نے کہا یہ علم ہے اور اِلٰہَ حق پر دلالت کرتا ہے اور یہ تمام اسمائے الٰہیہ احدیہ کا جامع ہے۔ ۱۴؎

لیکن حقیقت یہی ہے کے لفظ اللّٰہُ کسی لفظ سے نہیں بنا۔

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں جس طرح سے اللہ کی ذات کا ادارک و آگہی ناممکن ہے بالکل اسی طرح سے اس کی صفات کو جاننا بھی کسی بشر کے بس کی بات نہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا اسم اعظم لفظ اللّٰہُ ہے بشرطیکہ دل میں اللّٰہُ کے سوا کوئی اور نہ ہو۔ ۱۵؎

امام ابوحنیفہ، امام طہاوی، کئی علماء کرام اور عارفین کے نزدیک لفظ اللّٰہُ ہی اسم اعظم ہے۔ ۱۶؎

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں رب تعالی کا اسم اللہ تمام اسمائے حسنیٰ کے معانی اور تمام بلند صفات کے مفہوم کو جمع کرنے والا ہے۔ ۱۷؎

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں عارف کا قلب موت سے قبل دو چیزوں سے نہیں بھرتا۔

۱۔ اپنے نفس پر رونا۔ ۲۔ اپنے رب سے ملاقات کا شوق۔ ۱۸؎

عقائد کی تعریف:

انسان کے تمام افعال و اعمال اور حرکات کا محور اس کے خیالات ہیں یہی اس کو بناتے اور بگاڑتے ہیں یہ عام خیالات دراصل اس کے چند پختہ، غیر متزلزل اور غیر مشکوک اصولی خیالات پر مبنی ہوتے ہیں، انھی اصولی خیالات کو 'عقائد' کہتے ہیں۔ عقیدہ انسانی زندگی کی تنظیم میں اہم اور بنیادی

کردار ادا کرتا ہے اور جب تک زندگی میں نظم وضبط نہ ہو انسان اس وقت تک فلاح حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ اسلام میں عقیدے کو خاص اہمیت حاصل ہے یہ ہمارے ایمان اور تمام اعمال کی اساس اور بنیاد ہے جبکہ اس کے بغیر ہر عمل بے بنیاد ہے کامیابی کی راہ اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کے درست سمت کا انتخاب کیا جائے اور مذہبی اعتبار سے درست سمت کا انتخاب عقیدہ توحید کے بغیر ناممکن ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد سات ہیں ۔۱۔عقیدہ توحید ۔۲۔عقیدہ رسالت ۔۳۔عقیدہ آخرت ۔۴۔فرشتوں پر ایمان ۔۵۔الہامی کتب پر ایمان ۔6۔اچھی بری تقدیر پر ایمان ۔۷۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔۱۹

ترجمہ۔نیکی تو یہ ہے کے انسان اللہ پر یقین رکھے،روز قیامت پر،فرشتوں پر، کتاب اور نبیوں پر یقین رکھے۔ا

عقیدہ توحید:

توحید لفظ 'احد' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں اکیلا اور یکتا عقائد اسلامی میں اس سے مراد اللہ کی ذات وصفات کو یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا خالق کی صفت احد ہے لہٰذا اس کی مخلوق میں بھی صفت احدیت کا مظاہرہ ہمیں نظر آتا ہے انسان،اس کا ڈی این اے،اس کا خون کا گروپ،اس کی کیمسٹری،اس کی عادات ونفسیات اس کے فنگر پرنٹس وغیرہ اسی طرح سے جانور ،پرندے،پودے پتے،پھول،پھل،بیج،دریا،سمندر، پہاڑ الغرض کائنات کی ہر شے اجتماعیت میں انفرادیت کے ظہور کے ساتھ موجود ہے حلقہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے زبان ودل سے کلمہ طیبہ کو ادا کرنا لازمی ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ کی ادائیگی کے بعد انسان حلقہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔توحید کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (محمد۔۱۹)

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔۲۰

ترجمہ۔بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔۲۱

ترجمہ۔ہم نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَه مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَه مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔۲۲

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں، اور بہت سے ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔۲۳

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

سے وزنی کوئی چیز نہیں۔۲۴

قادر مطلق ہستی:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قدرت کا ایک مخصوص نظام ہے اس نظام کی حقیقت یہ ہے کے ایک قادر مطلق ہستی کی حاکمیت اس پورے نظام پر قائم اور دائم ہے اعداد وشمار سے ماوراء اربوں، کھربوں مخلوقات ایک واحد مطلق اللہ کی حاکمیت کے دائرے میں ہیں اور دائرے میں جو کچھ بھی ہے بے شمار زمینیں، آسمان، چاند سورج، ستارے جو کچھ بھی ہیں سب ایک ہستی اللہ کی

حاکمیت میں ہیں اور احاطہ قدرت ہی اول، آخر، ظاہر، باطن، حیات وممات ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۔ ۲۵۔ ترجمہ۔ بے شک وہ ہر چیز ا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! موجودہ سائنس تلاش کے راستے پر چل کر اس نتیجے پر پہنچی ہے کے پوری کائنات میں ایک ہی قوت کا مظاہرہ ہے، یہ انکشاف نیا نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال قبل یہ اعلان کر دیا تھا کے کائنات کے تمام مظاہر کو ایک ہی ہستی کنٹرول کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ترجمہ۔ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ ۲۶۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، کائنات میں ہر شے اللہ کی رحمت کے دائرے میں ہے۔ اللہ نے تمام مظاہر کو اپنی صفات پر تخلیق فرمایا ہے، اللہ ہر شے پر محیط ہے لہٰذا ہر شے کی بنیاد نور ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں، کائنات ایک نقطے میں بند ہے اور نقطہ دائرہ ہے جس میں ابعاد نہیں ہیں اور یہی دائرہ کائنات کی بنیاد ہے، جس کو لاشعوری طرزوں پر تلاش کیا جا سکتا ہے۔ یہ دائرہ انسان کی پوری زندگی کے واقعات پر محیط ہے۔ ۲۷۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اربوں، سنکھوں اور شماریات سے ماوراء افراد کائنات محیط دائرے میں مرتے، جیتے، کھاتے، پیتے، نسل در نسل گھٹتے بڑھتے جا رہے ہیں، لاشمار افراد (جن کو کسی بھی گنتی میں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے) غیب وشہود، حیات وممات ازل سے قائم ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ ۲۸۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! تمام طبعی قوانین اور تمام علوم جو اس دنیا میں رائج ہیں وہ سب کے سب روحانی قوانین کا اتباع کرتے ہیں۔ ۲۹۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن پاک میں کتاب المبین کا تذکرہ ہے، کتاب المبین ازل تا ابد کی مکمل تصویر ہے، ازل سے ابد تک جتنا بھی ریکارڈ ہے وہ سب کتاب المبین میں محفوظ ہے۔ ۳۰۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے
قرآن کریم کی پہلی سورہ فاتحہ ہے جس کی پہلی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
ترجمہ۔ تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہے۔
عالمین کی وضاحت انسانی عقل وخرد سے ماوراء ہے کیونکہ عالمین کی تشریح وتفسیر کو سمجھنے کے لئے کسی روحانی استاد کی اشد ضرورت ہے۔
اگرچہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ نے اپنے لئے رب اللعالمین کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۳۱ ۔ ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔
وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ ۳۲ ۔ ترجمہ۔ یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔۔
تمام تعریفیں ہیں جو عالمین کا رب ہے اب عالمین کی وسعت کا ادراک فہم انسانی سے بالاتر ہے نجانے کتنی کہکشائیں، کتنے ستارے اور سیارے اور ان میں بسنے والی بے شمار مخلوقات جن کا خالق مالک، رازق اللہ کی ذات بابرکات ہے اور اصل تعریف وتوصیف کا سزاوار بھی وہی ہے اب جہاں جہاں اللہ کی مخلوقات انسان، جنات اور فرشتے اور دیگر جمادات ونباتات وحیوانات پائے جاتے ہیں ان سب پر اللہ کی دیگر صفات الہیہ کا اطلاق بھی ہوتا ہے یعنی اللہ ان سب مخلوقات کا نا صرف خالق ہے بلکہ ان کا مالک، کارساز، رزاق، مصور اور حمید بھی ہے۔
اسم صفاتی الحمید نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے تمام کائنات اللہ کی حمد ثناء بیان بھی کرتی ہے اور اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی بھی ہے سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، کل اشیاء کائنات ہر لمحہ اللہ کی پاکی اور حمد وثناء بیان کرتی ہے، صبح اور شام اس کو سجدہ کرتے ہیں اس کی ربوبیت اور تعریف وتمجید میں ہر وقت رطب للسان رہتے ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں، ورنہ کائنات کی تمام مخلوقات انسان سے زیادہ اللہ کی شکر گزار اور اس کی عارف ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَه مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ
مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَه مِنْ
مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۔۳۳

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چانداور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں، اور بہت سے ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشاد ہے! انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔۳۴

حضرت اسود بن سریع ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی کو اپنی ثناء اور تعریف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے زیادہ کوئی کلمہ پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خود اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے اپنی ثناء کی ہے۔۳۵

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کلام کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے نہ کی جائے وہ نا تمام رہے گا۔۳۶

حضرت ابوسعید ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو دعا کرتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے) جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔۳۷

حضرت معاذ بن انس ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کھانا کھا کر کہا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھ کو بغیر کوشش اور طاقت کے یہ رزق عطا فرمایا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئے جائیں گے۔۳۸

اللہ کی بادشاہت کل کائنات پر قائم اور دائم ہے

اللہ کا ایک اسم صفاتی **الملک** ہے، جس کے معانی اللہ کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اور تمام طاقتوں کا منبع و ماخذ ہے، پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم و دائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں، وہ اپنی نظیر آپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات،

صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک نہیں زمین و آسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اور دائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پر گرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتا اور زمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اور قدرت میں موجود ہے۔

کل کائنات میں صرف اور صرف اللہ کی سلطنت قائم و دائم ہے یعنی سارے آسمانوں اور تمام زمینوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا اس کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس کی قدرت ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ رب عظیم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْمَلِكُ۔[۳۹]۔ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ۔

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔[۴۰]۔ترجمہ۔اللہ بادشاہ حقیقی بلند مرتبے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔[۴۱]

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔[۴۲]

ترجمہ۔جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اسی کی حکومت ہے اور اس کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔[۴۳]

ترجمہ۔وہ بڑا بابرکت ہے جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے درمیان موجود ہے، اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے، اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔[۴۴]

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لیے ہے، اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے

جاتے ہیں۔

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

لَہ مَقَالِیْدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم۔ ۴۶

ترجمہ۔(اللہ) کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وَلَہ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہ قَانِتُوْنَ۔ ۴۷

ترجمہ۔(اللہ) کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

اللہ کی کرسی:

اللہ کی کرسی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ۔ ۴۸؎

ترجمہ۔اس کی کرسی زمین اور آسمان پر پھیلی ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوذرؓ سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح سے ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔ ۴۹؎

ابو مالک روایت کرتے ہیں کرسی عرش کے نیچے ہے۔ ۵۰؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اگر سات آسمانوں اور سات زمینیوں کو بچھا دیا جائے

تب بھی وہ کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے ایک انگوٹھی کسی وسیع میدان میں ہو۔
حضرت عمرؓ سے روایت ہے اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح سے چرچراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چرچراتا ہے۔۵۱؎

اللہ اپنی کل مخلوقات کا رازق ہے

الرزاق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ز۔ق) سے مشتق ہے۔ ۵۲؎
علمائے کرام کی نظر میں رزق سے مراد صرف کھانا پینا، غذا یا روزی روزگار نہیں ہے بلکہ رزق ایک وسیع الجہت اصطلاح ہے جس میں انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر شے شامل ہے مثلاً والدین کی شفقت، بہن بھائی، دوست احباب، اچھے پڑوسی، علم وعقل، فہم وفراست، امانت، دیانت، فطانت، متانت، شمائل وفضائل، حسب ونسب، سعادت مند اور نیک اولاد، اچھا روزگار، گھر، کاروبار، عزت، دولت، شہرت، نیک نامی، اچھی صحت، اچھے رشتے دار، آنکھوں کا نور، سماعت، بصارت وبصیرت، فوادِ قلبی، عبادت کی توفیق، نیک عمل کی ہدایت ملازمین ومددگار، اچھی اور آرام دہ سواری اور آرام دہ زندگی کی گزر بسر کے وہ تمام لوازمات جو ضرورت، آرام اور آرائش میں شامل ہوں۔ ماہرین لغات کے مطابق ہر وہ شے جو کسی بھی ذی حیات کی نشوونما میں معاون اور مددگار رہو اس کو رزق کہا جاسکتا ہے۔
بارش کو بھی رزق کہا گیا کیونکہ اس کے برسنے سے زمین کی کھیتی لہلہاتی ہے، آبی ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے، قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے، انسان، حیوان، چرند و پرند اور سبزہ اس بارش سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ۵۳؎
مرتزقہ۔سے مراد ایسے افراد جن کی تنخواہیں، راشن یا دوسری کوئی اور سہولت مقرر اور طے شدہ ہو۔ ۵۴؎
یعنی سرکاری ملازمین، یا فوجی جنھیں تنخواہ، راشن اور دیگر کئی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔
ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی کسی فائدہ مند شے کو بروقت ادا کرنے کے بھی بیان کئے ہیں۔

ہر عطا کی ہوئی چیز کو بھی عطیہ یعنی رزق کہا جاتا ہے۔
فقہائے کرام نے اسم الرزاق کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔
۱۔علامہ خطابی فرماتے ہیں کے رزاق وہ ذات پاک ہے جس کے ذمہ کل مخلوقات کو رزق دینے کی ذمہ داری ہے۔۵۵؎
۲۔اسم الرزاق اللہ کی وہ صفت ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے لئے نا صرف روزی کا انتظام کرتی ہے بلکہ ان کے مقام پر رزق کو پہنچاتی بھی ہے۔۵۶؎
۳۔شیخ سعدی کہتے ہیں الرزاق اپنی کل مخلوقات جو بھی آسمانوں یا زمین میں ہیں انھیں رزق عطا کرتے ہیں۔

اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رزاقیت ہے لہٰذا تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کی ہے نظام کائنات میں ہر ذی نفس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے جیسے وہ جانتا ہے کے وہ اسے کہاں پہنچایا جائے گا رزق کا سلسلہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی شرع ہو جاتا ہے یعنی ایک معمولی اور نا قابل تذکرہ نطفہ ماں کے وجود میں پل کر ایک انسان کا روپ دھارتا ہے پھر دنیا میں آنے کے بعد سے موت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا ہے تاہم مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا اسی جانب قرآن کریم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ۔۵۷

ترجمہ۔ جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں۔
جب قیامت قائم ہو جائے گی اور جنت جہنم کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو جنت میں جنتی عمدہ اور نفیس غذائیں اور مشروبات سے لطف اندوز ہوں گے دوسری جانب جہنمیوں کی غذا میں کھولتا ہوا پانی، خون، پیپ، اور کڑوی کسیلی غذائیں شامل ہوں گی۔

جب ذی نفوس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے کے اللہ تعالی کس طرح سے اپنی مخلوقات کا کفیل اور رزاق ہے یعنی پتھر میں بند کیڑا بھی اپنی غذا حاصل کر رہا ہے، سیم، مٹر کی پھلی، سیب یا امرود میں موجود کیڑا اپنی غذا اللہ کے حکم سے حاصل کرتا ہے جبکہ وہاں نا آنے کا راستہ ہے اور نا جانے کا اسی طرح سے پودوں سے خارج شدہ آکسیجن انسان اور جانوروں کے لئے زندگی کا پیغام ہے جبکہ انسان کی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پھول پودوں اور نباتات کی زندگی کا موجب علمائے باطن فرماتے ہیں قانون قدرت تو یہ ہے کے بھوکا پرندہ زمین پر اپنا پر نہیں مارتا اس سے قبل اس کی غذا کا انتظام اللہ کی جانب سے کر دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا انسان رزق کو نہیں ڈھونڈتا ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کرتا ہے بالکل اسی طرح سے جیسے انسان کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔ ۵۸

کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے اس میں زندگی موجود ہے وہ اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی ہے صبح وشام اپنے رب کی عبادت، تسبیح اور سجدہ کرتی ہے یعنی ثابت ہوا کے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور ہر زندہ شے اپنی بقاء کے لئے غذا بھی حاصل کرتی ہے جیسے پودے اور درخت پانی اور سورج کی روشنی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں زمین کی غذا مردار، انسان، جانوروں، درختوں اور چرند پرند کے مردہ بوسیدہ اور بدبودار اجسام ہیں یہ زمین کا بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہے کے دنیا کی بدبودار غلاظت کو وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے اللہ کی ذات پاک ہے اور اللہ پاک چیزوں کو پسند فرماتے ہیں چاہے وہ غذا ہو یا اس کے حصول کے ذرائع دونوں کی پاکیزگی ایمان کی شرط اور جنت سے مشروط ہے تاہم قرآن کریم نے غذا کی پاکیزگی کی جانب بڑی وضاحت سے مدلل پیغامات دیتے ہوئے کہا!

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ ۵۹

ترجمہ۔ اللہ نے جو تمہیں حلال طیب روزی دی ہے، کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

دوسری جانب روزگار کے حصول میں بھی حلال اور حرام کی تمیز سیکھاتے ہوئے بتایا!

وَلَا تَأۡكُلُوۡٓا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَآ اِلَى الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ ٦٠

ترجمہ۔ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ، اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھاجاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

یعنی دین اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کی جانب رہنمائی فرمائی اور کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا، اسلام ہر طرح کے ناجائز امور کی سختی سے ممانیت کرتا ہے اسلام دولت کے کمانے کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہے لیکن ناجائز ذرائع آمدن جیسے رشوت، سود، سٹہ بازی، ناپ تول میں کمی، جوا گانا بجانا، ذخیرہ اندوزی، چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، دھوکہ دہی اور اسراف کی سختی سے ممانیت کرتا ہے۔

انسان کا رزق اس کے دنیا میں آنے سے قبل ہی طے کر دیا گیا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

تین چیزیں انسان کی پیدائش سے قبل متعین کر دی جاتی ہیں

ا۔زندگی۔ ۲۔موت۔ ۳۔رزق۔ ٦١

جب ہر انسان کا رزق طے ہو چکا تو اب ایک ہی صورت باقی رہتی ہے کے وہ اس متعین شدہ رزق کو حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے یا حرام ذرائع سے یہ فیصلہ ہر انسان اپنی قوت ایمانی کی بدولت خود کرتا ہے باالفاظ دیگر انسان دنیا میں آنے کے بعد اللہ کے متعین کئے ہوئے رزق کو یا تو حلال کرتا ہے یا حرام۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا‌ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ۔ ٦٢

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے اور یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۔ ٦٣

ترجمہ۔تمہاری رزق آسمان میں ہے، جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۔ ٦٤

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۔ ٦٥

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع دئے ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے تم رزاق ہو۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۔ ٦٦

ترجمہ۔اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

يَآ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۔ ٦٧

ترجمہ۔اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔اور نیک عمل کرو، جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ ٦٨

ترجمہ۔اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَآ أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ ٦٩

ترجمہ۔کہہ دو پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگرچہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۔ ٧٠

ترجمہ۔آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی اور اہل کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے۔

قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِىۡ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطۡعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ مَيۡتَةً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ‌ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔۷۱

ترجمہ۔کہہ دو جو وحی مجھے پہنچی ہے، وہ کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، پھر جو بھوک سے بے اختیار ہوجائے ایسی حالت میں کہ نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَى الۡحُـکَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۔۷۲

ترجمہ۔نا کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِى الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۔۷۳

ترجمہ۔اے لوگو! ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں، اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ‌ۚ وَمَنۡ يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ غَضَبِىۡ فَقَدۡ هَوٰى ۔۷۴

ترجمہ۔کھاؤ پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں، اس میں حد سے نہ گزرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا، اور جس پر میرا غضب نازل ہوا سو وہ گڑھے میں جا گرا۔

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ‌ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ‌ ؕ اِنَّ

قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيْرًا ۔۷۵

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی، ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔۷۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عورت کو گھر میں خالی بیٹھنے کی جگہ چرخہ کاتنا اچھی کمائی کا ذریعہ ہے۔۷۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالداروں کو حکم دیا کے وہ بکریاں پالیں اور غریبوں کو حکم دیا کے وہ مرغیاں پالیں (ابن ماجہ) بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابن آدم کا یہ بنیادی حق ہے کے اس کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر ہو پہننے کے لئے لباس اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو۔۷۸

حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔۷۹

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔۸۰

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہو گیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔۸۱

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! زیادہ ساز و سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ غنا تو یہ ہے کے جس کا دل غنی ہو۔۸۲

اللہ نے اس کل نظام کائنات کو قائم اور سنبھال رکھا ہے

القیوم۔عربی زبان الفظ ہے، جو (ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔ ۸۳؎

القیوم۔ سے مراد ازخود قائم رہنے والا یا جو خود سے قائم ہے، دوسروں کو قائم رکھنے والا، کل کائنات کو قائم ودائم رکھنے والا اس کائنات کے انتظامات اور اس کی تدبیر کرنے والا۔

قام یا قیاماً۔ سے مراد کھڑے ہونا، متوازن ہونا، ہی معاملے کا اعتدال اور توازن پر قائم ہونا یا کسی کام کو ہمیشہ کرتے رہنا ہے۔

قام یا قیام۔ سے مراد ٹھہر جانا یا بارونق ہونا بھی ہے۔

قام الرجل المراۃ وقام علیھا۔ سے مراد مرد نے عورت کی کفالت کی اور اس کی ضروریات کو پورا کیا۔

قوام۔ سے مراد سامان یا رزق مہیا کرنا کیونکہ رزق کی مسلسل بہم رسانی سے ہی معاشرتی زندگی میں توازن قائم رہتا ہے۔

قوم۔مردوں اور عورتوں کی جماعت۔ ۸۴؎

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ ۸۵؎

ترجمہ۔یعنی تقسیم کی رو سے مرد عورتوں کے کفیل ہیں، اس سے مراد حاکم یا داروغہ نہیں۔

قوم الشیء۔ سے مراد کسی چیز کو صحیح، برابر، درست یا ہموار کرنا۔

قامۃ۔انسان کا متوازن ڈیل ڈول۔

استقام الامر۔کسی معاملے کا معتدل اور متوازن ہونا۔

دین قیم۔ سے مراد ایسا دین جو مکمل متوازن اور متناسب ہو۔

قیوم۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی اپنی کل ملوقات کے تمام معاملات کو بہترین تدبیر سے manage کرنا، ان کی پیدائش اور انھیں روزی بہم پہنچانا۔

قیوم۔ سے مراد اللہ اپنی مخلوقات کے رہن سہن، روزی، روٹی اور کل معاملات کا مکمل کفیل، نگران اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

قیوم۔کے معنی قائم بالذات کے بھی ہیں یعنی جو اپنے قیام کے لئے کسی کا محتاج نہ ہو لیکن دوسری

جانب اس کے بغیر کسی شے کے قیام کا تصور بھی محال اور ناممکن ہو۔۸۶؎

اسم القیوم کا نظام کائنات میں کردار:

اسم القیوم کی نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اگر چہ کائنات کے ہر ذرے میں اسم القیوم اپنے مکمل نظام کے ساتھ جاری اور ساری ہے لیکن یہاں اختصار کے ساتھ نباتاتی نظام کی افادیت اور اس کے قیام پر بحث کی جائے گی زمین پر موجود تمام ذی نفوس اور ان کی حیات کی بقاء پر اگر تفکر کیا جائے تو ہمیں اس کے پیچھے معصوم درخت، پودے اور جنگلات نظر آئیں گے جبکہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کے زمین پر سے اگر درخت اور پودے ناپید و نابود ہوجائیں تو کسی ذی روح کے زندہ رہنے کا قطعاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کی زندگی کے قیام اور دوائم کے پیچھے یہ بے ضرر درخت اور پودے ہیں تاہم درخت ہم سب کے بہترین دوست اور محسن ہیں لہٰذا کسی بھی انسان کے دنیا میں آنے کے فوراً بعد اس کا ان درختوں کے ساتھ براہ راست تعلق قائم ہوجاتا ہے لیکن اس سے بھی پہلے جب انسان ابھی جنین تھا اس وقت بھی اس کی سانس کی آمدورفت اور زندگی کی ڈور کو یہی درخت تھامے ہوئے تھے اور انسان کی زندگی کا انحصار اور دارومدار انھی درختوں سے خارج شدہ آکسیجن گیس پر تھا چنانچہ پیدائش سے لے کر موت تک اور بعض اوقات مرنے کے بعد بھی یہ درخت اس کے محسن اور رفیق ہیں۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔۸۷

ترجمہ۔ اللہ الحی القیوم نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۔۸۸

ترجمہ۔ لوگوں کے سر اس الحی القیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابن الاسقع بکریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا! قرآن کریم کی کون سے آیت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۔۸۹

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰـھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۔۹۰

ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے، اس رحمن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۔۹۱

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنۡتَ بِرَحۡمَتِكَ أَسۡتَغِيۡثُ ۔۹۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ اسم اعظم ان تین سورتوں میں ہے۔

۱۔ سورہ البقرہ۔ ۲۔ سورہ آل عمران۔ ۳۔ سورہ طٰحہ۔

حضرت امامہؓ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمن فرماتے ہیں میں نے جب اس حدیث کے تحت اسم اعظم تلاش کیا تو جو مشترک اسم اعظم تھا وہ میں نے یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ کو پایا۔ ۹۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے، جو تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے اور تمام مخلوق اس کا کنبہ ہے۔ وہ تمام مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے، اس نے ہی سب کی روزیوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ ۹۴؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

۲۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔

۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۔

۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۔

۵۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۱۔

۶۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔۲۔

۷۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت

۸۔احادیث الصحیحہ۔

۹۔المعجم الفہرس۔شیخ محمد فواد عبدالباقی۔س۔۹۶۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔

۱۰۔لوح وقلم۔قلندر بابا اولیاء۔ص۔۶۱۔۶۲۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔

۱۱۔مشل اعراب القرآن۔مطبوعہ انتشارات نور، ایران۔۱۳۶۲ھ۔

۱۲۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۱۳۔ص۔۴۲۹۔مطبوعہ نشر ادب الحوذۃ قم ایران۔

۱۳۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔ج۔۴۔ص۔۴۱۶۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۱۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۸۴ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۱۵۔المرقات شرح المشکاۃ کتاب الاسماء اللہ تعالی۔ج۔۵۔ص۔۸۵۔

۱۶۔ردالمختار۔علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ)۔ج۔۱۔ص۔۵۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ۔

۱۷۔بدائع الفوائد۔ج۔۲۔ص۔۲۴۹۔

۱۸۔اللہ اھل الثنائ ءوالمجد۔ص۔۱۰۵۔

۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔

۲۰۔سورہ الحج۔آیت۔۳۰۔

۲۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۲۲۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔

۲۳۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔

۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔

۲۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۵۴۔
۲۶۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۷۔ماہنامہ قلندر شعور۔اشاعت۔نومبر۔۲۰۱۴ء۔
۲۸۔ماہنامہ قلندر شعور۔
۲۹۔کتاب شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۳۰۔کتاب شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۳۱۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۱۔
۳۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۲۔
۳۳۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔
۳۴۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۳۵۔مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۳۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔
۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔
۳۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۴۰۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۱۴۔
۴۱۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔۲۔
۴۲۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔
۴۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۵۔
۴۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۴۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔
۴۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۴۷۔سورہ روم۔آیت۔۲۶۔
۴۸۔سورہ لبقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۴۹۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۵۰۔الدرر المنثور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۱۲۔۳۱۳۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۵۱۔الاحادیث المختارہ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۲۸۔

مطبوعہ مکتبہ النھصۃ قلحسیبۃ مکہ مکرمہ۔
۵۲۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۵۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۵۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۵۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۰۔
۵۶۔البدایۃ والنھایہ۔اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ج۔۲۔ص۔۲۱۹۔داراحیاء التراث العربی۔
۵۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔
۵۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۵۹۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔
۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۶۲۔سورہ ھود۔آیت۔۶۔
۶۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔
۶۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۶۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔
۶۶۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۶۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۱۔
۶۸۔سورہ النساء۔آیت۔۲۹۔
۶۹۔سورہ المائدہ۔اایت۔۱۰۰۔
۷۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۷۔
۷۱۔سورہ انعام۔۱۴۵۔
۷۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔
۷۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۷۴۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۱۔
۷۵۔بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۷۶۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۷۷۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۷۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۸۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۸۳۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۵۔سورہ النساء۔آیت۔۳۴۔
۸۶۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۸۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔
۸۸۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۱۱۔
۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۹۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۹۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۸۹۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

باب ۹

بیت اللہ برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے

اللہ تعالی نے بیت اللہ کو جو مکہ میں اللہ کا گھر ہے، کو برکت والا اور عالمین میں لوگوں کے لئے باعث ہدایت بتایا ہے، یعنی بے شمار عالمین میں بیت اللہ موجود ہیں، جو لوگوں کے لئے باعث خیر و برکت اور عالمین کے لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی اک سبب ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔۱

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۲

ترجمہ۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوگا امن والا ہوگا اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے اس گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی، اور جو شخص منکر ہو سو اللہ بے نیاز ہے تمام عالمین سے۔

بیت اللہ کا تاریخی پس منظر:

بیت اللہ، جس کو بیت الحرام اور بیت العتیق بھی کہا جاتا ہے، اس دنیا کی سب سے قدیم ترین

عمارت اور عبادت گاہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

أوّلُ بُقعةٍ وُضِعَتْ فی الأرضِ مَوْضِعُ البیتِ، ثُمّ مُدّتْ منه الأرض۔

ترجمہ۔ روئے زمین کا اولین حصہ جو زمین (کی صورت) میں رکھا گیا وہ بیت اللہ کی جگہ ہے، پھر اس سے زمین پھیلائی گئی۔ ۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، زمین بننے سے 2000 سال قبل اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا کے وہ بیت اللہ کو تعمیر کریں۔

اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا، بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اس کے نیچے سے زمین پھیلائی گئی۔ ۴؎

حضرت ابوذرؓ غفاریؓ بیان کرتے ہیں کے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! کونسی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! مسجد حرام، میں نے عرض کی، اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

مسجد اقصیٰ۔ میں نے پھر عرض کی، ان دونوں مساجد کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! چالیس برس۔ ۵؎

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو زمین بننے سے دو ہزار سال قبل بنایا، جب اس کا عرش پانی پر سفید جھاگ کی طرح تھا۔ پھر زمین کو بیت اللہ کے نیچے سے پھیلایا، گویا یہ ایک ابھری ہوئی چٹان کی مانند تھی۔ ۶؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، بے شک کعبہ زمین سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا گیا، جبکہ زمین پانی پر ابھری ہوئی ایک چٹان کی مانند تھی، اس پر دو فرشتے تسبیح بیان کرتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کے زمین کو پیدا کیا جائے تو اس چٹان کو پھیلا دیا اور اس کعبہ کو زمین کے درمیان میں کر دیا۔ ۷؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى

لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔۸؎

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

یہ آیت ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول۔ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ۔۹؎

ترجمہ۔تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں۔۱۰؎

حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔۱۱؎

ترجمہ۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے، سے مراد پہلا قبلہ جو سب لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مسجد حرام ہے۔۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین میں پہلا حصہ جو بنایا گیا وہ بیت اللہ کی جگہ ہے، پھر اس سے زمین کو پھیلایا گیا اور پہلا پہاڑ جو اللہ تعالیٰ نے زمین کی سطح پر رکھا وہ ابوقبیس ہے، پھر اس سے پہاڑوں کو پھیلایا گیا۔۱۳؎

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں، اس شہر کا نام بکہ اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس شہر کی جانب ہر طرف سے لوگ حج کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔۱۴؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، اس شہر کا نام بکہ اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہاں مرد اور عورتیں کا ہجوم ہوتا ہے۔۱۵؎

بن ابی شیبہ وعبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ بیت اللہ اور اس کے اردگرد بکہ ہے اور اس کے علاوہ مکہ ہے۔

حضرت ابو مالک غفاریؒ بیان کرتے ہیں، بکہ بیت اللہ کی جگہ ہے جبکہ مکہ اس کے علاوہ ہے۔۱۶؎

بیت اللہ کے فضائل وکمال:

بیت اللہ فضائل وکمال کے اعتبار سے نہایت مقدس، برگزیدہ اور پاک مقام ہے، جہاں ہمہ وقت

تجلیات، رحمتوں اور برکات کا نزول ہوتا رہتا ہے، بیت اللہ اتنا مقدس مقام ہے کے جو شخص اس میں داخل ہو گیا، گو یا وہ امن وسلامتی میں داخل ہو گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۷

ترجمہ۔اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوگا امن والا ہوگا اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے اس گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی، اور جو شخص منکر ہو سو اللہ بے نیاز ہے تمام عالمین سے۔

حضرت عطاء بن کثیرؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور اس سے نکلنا شقاوت ہے۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے مکہ شریف میں رمضان کا مہینہ پایا اور سارے روزے رکھے اور راتوں کو جاگا (اور تلاوت کی) جو کچھ کتاب اللہ میں سے پڑھنا آسان ہوا تو اس کے لیے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا ثواب ہے مکہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے مقابلہ میں اور ہر دن اور ہر رات اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ہر دن اور ہر رات ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور ہر دن اور ہر رات اللہ کی راہ میں وہی دیئے گھوڑے کی بار برداری کا اجر لکھا جائے گا اور ہر دن اس کی دعا قبول ہوگی۔ ۱۹؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیت اللہ، اسلام کا ستون ہے، جس شخص نے اس گھر کا حج اور عمرہ کا ارادہ کیا، تو اس کی ضمانت اللہ پر ہے، اگر اس کو موت آ گئی تو وہ داخل جنت ہے، اور اگر اللہ اس کو واپس لوٹا دیں تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹائیں گے۔ ۲۰؎

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک

لاکھ نمازوں کی فضیلت کے برابر ہے،

مسجد نبوی میں ایک نماز ایک ہزار نمازوں کی فضیلت کے برابر ہے جبکہ بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کی فضیلت کے برابر ہے۔ ۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا فرمایا اور اس کو مشکلات اور سیڑھیوں پر رکھا، یہ سن کر

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا یہ سیڑھیاں کیا ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا!

جنت کے درجات۔ ۲۲؎

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی ایک حرم میں مر گیا، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی اور وہ شخص روز قیامت امن والوں میں ہوگا۔ ۲۳؎

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص حرمین میں سے کسی ایک میں مر گیا، تو وہ شخص روز قیامت امن والوں میں اٹھایا جائے گا، اور جس شخص نے میری زیارت کی ثواب کی امید رکھتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ ۲۴؎

تعمیر کعبہ:

علامہ احمد قسطلانی نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کے خانہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔

۱۔ پہلی بار اللہ کے حکم سے فرشتوں نے تعمیر کعبہ کیا۔

۲۔ دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے۔

۳۔ تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام۔

۴۔ چوتھی مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۵۔ پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ نے۔

۶۔ چھٹی مرتبہ جرھم نے۔

۷۔ ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے۔

۸۔آٹھویں مرتبہ قریش نے۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا تھا۔

۹۔نویں مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب منشاء تعمیر کعبہ کی۔

۱۰۔دسویں مرتبہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف ثقفی نے اس کو منہدم کر کے قریش کی بناء کے مطابق بنا دیا۔۲۵؎

بیت المعمور:

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ۔۲۶؎۔ترجمہ۔قسم ہے **وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْر** کی۔

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْر۔کالفظی معنی ہے آباد گھر اس سے مراد کعبہ ہے کیونکہ اس کا قصد کرتے ہیں اور حج کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں نے اس کو آباد کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا! **وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْر** ساتویں آسمان میں ہے، اس میں ہر روز ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ اس میں ایک بار داخل ہو جاتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک اس میں دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔۲۷؎

امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور کہا ہے یہ بات صحیح اور ثابت ہے کے ہر آسمان میں زمین کے کعبہ کے مقابل ایک بیت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا! **وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْر** آسمان میں ہے اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں یہ بیت الحرام کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا اس میں ہر روز ایسے ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔۲۸؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر گئے اور جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی وہ **وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْر** سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور اس میں ہر روز ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں، وہ پھر دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔۲۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالی کے ۱۵ بیت ہیں سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں ہیں اور وہ کعبہ ہیں اور یہ تمام بیت کعبہ کے بالمقابل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ۔ ۳۰؎۔ ترجمہ۔ اس کے متولی تو بس متقی ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ۔ ۳۱؎۔ ترجمہ۔ حج اور عمرہ کو اللہ کی خوشنودی کے لئے پورا کرو۔

وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ۔ ۳۲؎

ترجمہ۔ یہ گنتی کے چند روز ہیں جو تمھیں اللہ کی یاد میں بسر کرنے ہیں۔

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ۔ ۳۳؎۔ ترجمہ۔ بے شک حج کا مقرر مہینہ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۳۴

ترجمہ۔ لوگوں پر اللہ کے گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے، جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو، اور جو انکار کرے تو پھر اللہ عالمین سے بے پرواہ ہے۔

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ۔ ۳۷؎۔ ترجمہ۔ بے شک حج کا مقرر مہینہ ہے۔

فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۔۳۶

ترجمہ۔ اس میں ظاہر نشانیاں ہیں (اور) مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے۔

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا

رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُه حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ ۳۷

ترجمہ۔ اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو، پس اگر روکے جاؤ تو جو قربانی سے میسر ہو (دو)، اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ دے، پھر جب تم امن میں ہو تو عمرہ سے حج تک فائدہ اٹھائے تو قربانی سے جو میسر ہو (دے)، پھر جو نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب تم لوٹو، یہ دس پورے ہو گئے، یہ اس کے لیے ہے جس کا گھر بار مکہ میں نہ ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ مشرکین نجس ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔

رسول ﷺ کے ارشادات:

رسول اللہ ﷺ سے جب ایک صحابیہ نے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمھارا بہترین جہاد 'حج' ہے۔ ۳۹

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! جس شخص کو نہ تو کسی خاص ضرورت نے حج سے روکا ہو نہ ظالم حکمران نے نہ کسی مرض نے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ ۴۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتا ہے جس طرح سے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے۔ ۴۱

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے

والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا ہے تو انھوں نے حاضری دی ہے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے تو اس نے انھیں عطا فرمایا ہے۔ ۴۲؎

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے ماں، باپ میں سے کسی کی طرف سے ایک حج کیا تو یہ حج اس کو کفایت کرے گا اور اس کی روح کو آسمان میں بشارت دی جائے گی اور اللہ کے نزدیک اس شخص کو نیک لکھا جائے گا خواہ وہ ان کا عاق شدہ ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کے لئے حج کیا تو ان کے لئے ایک حج لکھا جائے گا اور کرنے والے کے لئے سات حج لکھے جائیں گے۔ ۴۳؎

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس کی طرف سے بھی قبول کیا جاتا ہے اور اس کے والدین کی طرف سے بھی قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ شخص اللہ کے نزدیک نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ ۴۴؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جس شخص نے اللہ کے لئے اس کی شان کے ساتھ حج کیا اور نہ کوئی فحش بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن وہ پیدا ہوا۔ ۴۵؎

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا یا ان کا کوئی قرض ادا کیا۔ تو وہ قیامت کے دن ابرار
(نیکی کرنے والوں) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ۴۶؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا۔ اس کا اپنا حج بھی ہوگیا اور اس کو دس حج کرنے کی فضیلت ملے گی۔ ۴۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا! میرے ماں باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور انھوں نے حج نہیں کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بتاؤ اگر تمھارے باپ پر کوئی قرض ہوتا اور تم اس کو ادا کرتے تو کیا وہ قبول ہوتا؟ اس نے کہا جی ہاں تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو پھر تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔۴۸؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین نے فرمایا! بیت اللہ کی زیارت جہنم کے عذاب سے بچاتی ہے۔
جب تک تم باقی ہو اللہ کے گھر کا خیال رکھو اور اسے خالی نہ چھوڑو کیونکہ اگر یہ گھر ترک کر دیا گیا تو پھر تمھیں مہلت نہیں دی جائے گی۔
حج ہر کمزور انسان کا جہاد ہے اور عورت کا بہترین جہاد شوہر کے گھر کی خانہ داری ہے۔
اللہ نے اپنے حرمت والے گھر کا حج تم پر واجب کیا ہے اور اسے تمام انسانوں کے لئے قبلہ بنایا ہے۔حج کے فریضہ کو اللہ نے اپنے بندوں کی عاجزی اور خاکساری کے لئے بطور علامت قرار دیا ہے اور حج بیت اللہ کو اپنی عظمت کے یقین کا سبب بنایا ہے۔
بیت اللہ کی زیارت تم سب پر لازم ہے۔
بیت اللہ کی زیارت یعنی حج اور عمرہ سے گناہ اور فقر مٹتا ہے۔
صلوۃ ہر متقی کی قربانی اور حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔
اللہ نے حج کو دین کی تقویت کے لئے واجب کیا ہے۔۴۹؎

اہم نکتہ:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! اللہ کے عاشقوں کا حج اللہ سے معرفت کے لئے ہوتا ہے، طواف کا مطلب اللہ کے جمال وکمال کا مشاہدہ ہے، میدان عرفات میں قیام کشف کا حصول ہے، منیٰ میں آنے کا مقصد ذاتی اغراض سے دور رہتے ہوئے وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ مانگنا، شیطان کو کنکریاں مارنے اور اپنے اندر کے شر انگیز تحریک کا رد ہے، صفاء اور مروہ کی سعی ممتا کی مثال ہے، تاہم تقاضے روح کی کیفیات ہیں ۔مرکزیت قائم ہو جائے تو تقاضا مظہر بن جاتا ہے جس طرح سے آب زم زم مظہر بن کر سامنے آ گیا۔۵۰؎
اللہ کی ذات تمام علوم کی منبع ہے، انوار اور تجلیات کا مظاہراتی سطح پر نزول کائنات کی ایک نزولی

حرکت ہے، طواف صعودی اور نزولی کیفیات کا مجموعہ ہے جس میں بندہ جسمانی اور قلبی طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، بال کٹوانے یعنی حلق کروانے سے کثافت دور ہوتی ہے اور انوار و تجلیات کا بہاؤ تیز اور خیالات میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! خانہ کعبہ کے اوپر ہر وقت انوار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے، خانہ کعبہ کا سیاہ پردہ ان انوار اور تجلیات کو اپنے اندر جذب کر کے ذخیرہ کرتا ہے اور زائرین کے سفید احرام پر یہ انوار تو تجلیات کو منعکس کرتا ہے، روشنی اور انوار و تجلیات کے اس انعکاس کے باعث عازمین حج و عمرہ کا دماغ اور ان کا جسم مثالی انھی انوار و تجلیات سے روشن، منور اور مزین ہوتے رہتے ہیں۔۵۱؎

حج کے بے شمار فوائد ہیں جس کے اثرات انفرادی اور اجتماعی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حجاج اللہ کی خوشنودی اور قرب کے لئے بیت اللہ کا حج ادا کرتے ہیں جس سے ان کے گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حج سے انسان صبر و تحمل سیکھتا ہے۔مساوات اور یگانگت کا پیغام پوری دنیا میں جاتا ہے۔

ہمدردی، محبت اور اپنے گناہ پر ندامت کا احساس ہوتا ہے۔اخوت اور بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔

احرام ایک سادہ لباس ہے جس کے ذریعے سادگی کا پیغام پوری دنیا میں جاتا ہے۔

مقامات مقدسہ کی زیارت کی وجہ سے تاریخی شعور بیدار ہوتا ہے نیز معلومات میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔

۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔

۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۵۔ صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

اور جہاں بیت اللہ برکت والا ہے اور عالمین میں لوگوں کے لیے ہدایت ہے

۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔

۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔

۱۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔

۱۲۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۴۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۱۴۱۸ھ۔

۱۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۶۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ
۔

۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔

۱۸۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۰۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
،بیروت۔

۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۲۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۵۔ارشاد الساری۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۳۔مطبوعہ میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔

۲۶۔سورہ الطور۔آیت۔۴۔

۲۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ
دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
بیروت۔

۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔

۳۰۔سورہ انفال۔آیت۔۳۴۔

۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۳
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۷۔
۳۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۷۔
۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۳۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔
۳۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۸۔
۳۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۳۔جامع الاصول۔امام مجد الدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری۔(متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۴۴۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۶۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۷۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۸۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۰۔ماہنامہ قلندر شعور۔اگست۔۲۰۱۷ء۔
۵۱۔روحانی حج وعمرہ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۳۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

باب ۱۰

ارض مقدس فلسطین میں عالمین کی برکت رکھ دی گئی

قرآن کریم میں فلسطین کو ارض مقدس کہا گیا، اور اس میں عالمین کے لئے برکتیں رکھ دی گئیں یہ بھی فرمایا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ نَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۱

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین (فلسطین) کی طرف نجات دی، جس میں ہم نے عالمین کے لئے برکت رکھ دی ہے۔

ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔

وَ نَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۲؎

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین (فلسطین) کی طرف نجات دی، جس میں ہم نے عالمین کے لئے برکت رکھ دی ہے۔

اس سے مراد مقدس سرزمین (فلسطین) ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے لئے برکات رکھ دی ہیں، کیونکہ دنیا کا ہر میٹھا پانی اسی سرزمین سے آتا ہے، یعنی بیت المقدس میں ایک ایسی چٹان کی جڑ ہے، جس میں آسمان سے پانی اترتا ہے، اور پھر دنیا بھر کی زمین میں وہ پانی پھیل جاتا ہے۔ ۳؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَ نَجَّيۡنٰهُ وَ لُوۡطًا۔ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام، یہ دونوں عراق کی سرزمین میں تھے، پھر وہ شام کی زمین کی طرف چلے

گئے،شام کوعماد دارالہجرہ کہا جاتا ہے، جو کچھ زمین میں سے کم ہوتا ہے،شام میں زیادہ کر دیا جاتا ہے،اور جو شام میں سے کم ہوتا ہے، وہ فلسطین میں زیادہ کر دیا جاتا ہے، جبکہ شام کو محشر کی زمین بھی کہا جاتا ہے، اِسی سرزمین میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، اور وہ یہیں دجال کو ہلاک کریں گے۔ [۴]

فلسطین کو ارض مقدس، انبیاء کی سرزمین اور کنعان بھی کہا جاتا ہے۔

فلسطین (Palestine) کی سرزمین روئے زمین کی قدیم ترین آباد بستیوں میں شمار ہوتی ہے، آثار قدیمہ کے جدید انکشافات کے مطابق یہ پہلی سرزمین ہے جہاں تقریباً گیارہ ہزار سال پہلے (9000، ق،م) میں انسان نے کھیتی باڑی اور مستقل زندگی گزارنے کا انداز اختیار کیا، اسی سرزمین پر تقریباً آٹھ ہزار سال ق،م تاریخ کا قدیم ترین شہر 'ریحا' بسایا گیا جو مختلف تہذیبوں کے ساتھ آج بھی آباد ہے۔

شام اور فلسطین کی مقدس سرزمین پر اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کے لئے بے شمار مادی اور روحانی برکتیں چھپا رکھی ہیں یعنی مادی اعتبار سے تو یہاں کی زرخیز، سرسبز اور شاداب زمینیں جبکہ روحانی اعتبار سے اس مقدس سرزمین پر 2000 سالوں تک متعدد پیغمبران اسلام بکثرت سے آتے رہے جس کی تاریخ میں نظیر محال ہے۔

فلسطین کا قدیم نام کنعان ہے جو دراصل حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے کا نام تھا 'کنعان بن حام بن نوح' طوفان نوح کے بعد کنعان نے عراق سے ہجرت کی اور آ کر جزیرہ العرب میں آباد ہو گئے اور یہیں ان کا قبیلہ آباد ہو گیا بعد میں ان کے قبیلے کے لوگ ان کے نام سے موسوم ہو گئے پھر اسی قبیلے کے افراد ساڑھے چار ہزار قبل مسیح (4500 ق،م) جزیرہ العرب سے ہجرت کر کے فلسطین میں آ کر آباد ہو گئے۔ جب سے آج تک مسلسل یہی عرب کے لوگ اس ملک کے آباد باشندے چلے آ رہے ہیں۔ اسی طرح ایک اور عرب قبیلہ جس نے اس سرزمین کی طرف ہجرت کی اس کا نام 'فلستیا' تھا جس نے جزیرہ العرب سے ہجرت کر کے جنوبی فلسطین کو اپنا مستقر بنایا، بعض مؤرخین کے نزدیک فلسطین کا نام اسی عرب قبیلے کی طرف نسبت کی وجہ سے رکھا گیا۔

2000 ق م میں حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے شہر ار (Ur) سے جو دریائے فرات کے

کنارے آباد تھا ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے اسحاق علیہ السلام کو بیت المقدس میں، جبکہ دوسرے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام، کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا نام اسرائیل بھی تھا۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بہت سے دیگر پیغمبر اسی سرزمین میں پیدا ہوئے یا باہر سے آ کر یہاں آباد ہوئے۔

اسی مناسبت سے یہ خطہ زمین پیغمبروں کی سرزمین کہلایا۔

ان علاقوں میں عبرانی قومیت (Hebrews) کے لوگوں کی آمد کا نشان ولادت مسیح سے لگ بھگ 1100 سال قبل میں ملتا ہے۔ حضرت سیموئیل جو اللہ کے نبی تھے، پہلے اسرائیلی بادشاہ تھے۔ انھوں نے کافی عرصہ حکومت کی اور جب وہ بوڑھے ہو گئے تو انھوں نے اللہ کے حکم سے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید کے پارہ دوم میں سورہ بقرہ کی آیات 247 تا 252 میں ملتا ہے۔

حضرت طالوت علیہ السلام نے 1004 قبل مسیح سے 1020 قبل مسیح تک حکمرانی کی۔ اس دوران میں انھوں نے جنگ کر کے جالوت (Goliath) کو مغلوب کیا اور اس سے تابوت سکینہ واپس لیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے۔

حضرت طالوت علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے۔ انھوں نے پہلے الخلیل (Hebron) اور پھر بیت المقدس میں اپنا دارالحکومت قائم کیا۔ بیت المقدس دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ یہ دنیا کا واحد شہر ہے جو یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کے لیے یکساں مقدس اور محترم ہے۔ اس شہر کا موجودہ نام "یروشلم" حضرت داؤد علیہ السلام نے رکھا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے 1004 قبل مسیح سے 965 ق م تک 33 سال حکمرانی کی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے 965 ق م میں حکومت سنبھالی جو 926 قبل مسیح تک 39 سال قائم رہی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد اسرائیل کی متحدہ ریاست دو حصوں سامریہ اور یہودیہ میں تقسیم ہوگئی۔

دونوں ریاستیں ایک عرصے تک باہم دست و گریبان رہیں۔

598 قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے حملہ کرکے یروشلم سمیت تمام علاقوں کو فتح کرلیا اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر بادشاہ اور ہزاروں شہریوں کو گرفتار کر کے بابل میں قید کر دیا۔

539 قبل مسیح میں ایران کے بادشاہ خسرو نے بابل کو فتح کیا اور قیدیوں کو رہا کر کے لوٹا ہوا مال واپس یروشلم بھیج دیا۔

332 قبل مسیح میں یروشلم پر سکندر اعظم نے قبضہ کرلیا۔ 168 قبل مسیح میں یہاں ایک یہودی بادشاہت کا قیام عمل میں آیا۔لیکن اگلی صدی میں روما کی سلطنت نے اسے زیرنگین کرلیا۔ 135 قبل مسیح اور 70 قبل مسیح میں یہودی بغاوتوں کو کچل دیا گیا۔اس زمانے میں اس خطے کا نام فلسطین پڑ گیا۔ ۵؎

بیت المقدس (قبلہ اول):

القدس، فلسطین کا شہر اور دارالحکومت ہے، یہ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔

یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصٰی اور گنبد صخرہ واقع ہیں۔اس کے علاوہ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ معبد ہے جو بنی اسرائیل کے نبیوں کا قبلہ تھا، اسی شہر سے ان کی تاریخ وابستہ ہے یہی شہر مسیح کی پیدائش کا مقام ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ مسلمان تبدیلی قبلہ سے قبل تک اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

بیت المقدس کو القدس بھی کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصٰی اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل اس کے جنوب میں اور رام اللہ شمال میں واقع ہے۔

یروشلم کا عربی نام القدس ہے جسے قدیم مصنفین عام طور پر بیت المَقدِس لکھتے ہیں، دراصل اس

سے مراد ہیکل (سلیمانی) تھا جو عبرانی بیت ہمقدش کا ترجمہ ہے لیکن بعد میں اس لفظ کا اطلاق تمام شہر پر ہونے لگا۔

بیت المقدس کو یورپی زبانوں میں Jerusalem (یروشلم) کہتے ہیں۔ "بیت المقدس" سے مراد وہ "مبارک گھر" یا ایسا گھر ہے جس کے ذریعے گناہوں سے پاک ہوا جاتا ہے۔ پہلی صدی ق م میں جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انھوں نے اسے ایلیا کا نام دیا تھا۔٦

بیت المقدس پہاڑیوں پر آباد ہے اور انہی میں سے ایک پہاڑی کا نام کوہ صیہون ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔ کوہ صیہون کے نام پر ہی یہودیوں کی عالمی تحریک صیہونیت قائم کی گئی۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے لوط علیہ السلام نے عراق سے بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی۔

نبوت کے گیارہویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر طے کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۔٧

ترجمہ۔ وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل کے ساتھ آسمان کا سفر طے کیا اور سدرۃ المنتھیٰ سے آگے سفر کیا اور اللہ سے شرف ملاقات فرمائی۔ اس سفر کے دوران مختلف آسمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات مختلف انبیاء کرام سے ہوئی تاہم سفر کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کو تحفے میں پانچ نمازیں عطا کی گئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق مسجد بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام (961ق م) کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر اور تجدید کی گئی۔

اس لیے یہودی مسجد بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی کہتے ہیں۔

ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو 586ق م میں شاہ بابل (عراق) بخت نصر نے مسمار کر دیا تھا اور ایک لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ عراق لے گیا۔ بیت المقدس کے اس دور بربادی میں حضرت عزیر علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا، انھوں نے اس شہر کو ویران پایا تو تعجب ظاہر کیا کے کیا یہ شہر پھر کبھی آباد ہوگا؟ اس پر اللہ نے انھیں موت دے دی اور جب وہ سو سال بعد اٹھائے گئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ بیت المقدس پھر آباد اور پر رونق شہر بن چکا تھا۔

بخت نصر کے بعد 539ق م میں شہنشاہ فارس روش کبیر (سائرس اعظم) نے بابل فتح کر کے بنی اسرائیل کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ یہودی حکمران ہیرود اعظم کے زمانے میں یہودیوں نے بیت المقدس شہر اور ہیکل سلیمانی پھر تعمیر کر لیے۔ یروشلم پر دوسری تباہی رومیوں کے دور میں نازل ہوئی۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے 70ء میں یروشلم اور ہیکل سلیمانی دونوں مسمار کر دیے۔

137ق م میں رومی شہنشاہ ہیڈرین نے شوریدہ سر یہودیوں کو بیت المقدس اور فلسطین سے جلا وطن کر دیا۔

چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے مسیحیت قبول کر لی اور بیت المقدس میں گرجے تعمیر کیے۔[۸]

بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔ یہ ایک قدیم تاریخی عمارت ہے۔

جس کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

حضرت ابوذر غفاری بیان کرتے ہیں کے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! کونسی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! مسجد حرام، میں نے عرض کی، اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

مسجد اقصیٰ۔ میں نے پھر عرض کی، ان دونوں مساجد کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چالیس برس۔۹؎

17ھ یعنی 639ء میں عہد فاروقی میں عیسائیوں سے ایک معاہدے کے تحت بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

خلیفہ عبدالملک کے عہد میں یہاں مسجد اقصٰی کی تعمیر عمل میں آئی اور صخرہ معراج پر قبۃ الصخرہ بنایا گیا۔

1099ء میں پہلی صلیبی جنگ کے موقع پر یورپی صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے 70 ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

1187ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے چھڑایا۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۱۔

۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۱۔

۳۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۴۔ تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۵۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۶۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔

۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

باب ۱۱

اہل جنت کی آپس میں گفتگو الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہوگی

اہل جنت ،اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں،جن کے ایمان ، اخلاص،یقین ،عبادات ،تقویٰ اور نیکیوں کے صلے میں اللہ تعالی انھیں داخل جنت کریں گے، یہ اہل جنت جب آپس میں گفتگو کریں گے تو یہ آپس میں ایک دوسرے کوسلام کریں گے،اللہ کی حمد و پا کی بیان کریں گےاور جب ان کی ملاقات ختم ہوگی توان کی زبان پرآخری بات الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہوگی۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی!

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۱

ترجمہ۔جنتی ، جنت میں آپس میں کہیں گے)اے اللہ تو پاک ہے،اوراس میں ان کا تحیۃ سلام ہوگا اورانکی آخری بات

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہوگی۔

صالحین:

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔۲

ترجمہ۔جوشخص مجاہدہ کرتا ہے سو وہ اپنے لیے ہی محنت کرتا ہے ، بے شک اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۳

ترجمہ۔آپ ﷺ فرشتوں کو دیکھیں گے کے وہ عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں، وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گے،اس دن بندوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا سب تعریف ہے اللہ کے لئے ہے جو العالمین کا رب ہے۔

جنت:

جنت ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔

جن ۔کے معانی چھپا لینا۔

جنۃ ۔ سے مراد وہ ہتھیار جس سے انسان اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

جنۃ ۔کھجور اور انگور کے باغات کو کہتے ہیں۔

جنۃ ۔ ہر اس باغ کو بھی کہا جاتا ہے جس کی زمین درختوں کی کثرت کی وجہ سے نظر نا آئے۔

قرآن کریم میں جنت کا ذکر بڑی جامع اصطلاح کے طور پر کیا گیا ہے۔

جنت ۔ایسا خوشگوار، دل فریب، پر مسرت، پر سکون اور نعمتوں سے پر جائے مقام جہاں اللہ کے نیک بندے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے [4]

ارشادات خداوندی:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ [5]

ترجمہ۔کوئی شخص نہیں جانتا کے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ [6]

ترجمہ۔مرد ہوں یا عورت ہوں جس نے بھی نیک عمل کیا بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور ہم ضرور ان کو ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا اجر عطا فرمائیں گے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ۔ ۷

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا۔

سَابِقُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۔ ۸

ترجمہ۔ دوڑو! اپنے رب کی کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی پنہائی کی مثل ہے، ان کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

جنت کے سات نام:

۱۔ دارالسلام۔ ۲۔ دارالجلال۔ ۳۔ جنت عدن۔ ۴۔ جنت الماوی۔ ۵۔ جنت الخلد۔
۶۔ جنت الفردوس۔ ۷۔ جنت النعیم۔

جنت کے دروازوں کا نام:

جنت کے درج ذیل آٹھ دروازے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ باب الصلاۃ۔ ۲۔ باب الریان۔ ۳۔ باب الجہاد۔ ۴۔ باب الصدقہ۔ ۵۔ باب الحج۔
۶۔ باب الایمن۔ ۷۔ باب الذکر۔ ۸۔ باب الکاظمین۔

جنت کی عمارت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی عمارت کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے اور اس کا گارا خالص مشک کا ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ ۹

اہلِ جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلا گروہ جو داخل جنت کیا جائے گا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گی۔ ۱۰؎

سب سے پہلے جنت میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داخل ہوگی۔

اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔ ۱۱؎

اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔ ۱۲؎

اہل جنت کی زبان سریانی ہوگی۔ ۱۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب جنت کے درجات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جتنے قرآن کریم میں حروف ہیں اتنے ہی جنت کے درجات ہیں اور جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ آسمان اور زمین جتنا ہے۔ ۱۴؎

جنت میں مومنین کے سینوں میں صرف سورہ یٰسین اور سورہ طٰہٰ باقی رہ جائے گی باقی قرآن کو ان کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے فرمایا ہے! میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار اور جمع کر کے رکھا ہے جو نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان (نعمتوں کا خیال) گزرا ہے لیکن یہ تمام (نعمتیں) ان نعمتوں کے علاوہ ہیں جن کے بارے میں تمھیں اللہ نے مطلع کیا ہے۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت کا دروازہ سب سے پہلے کھٹکھٹانے والے لوگ غلام ہوں گے۔ ۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان میں موجود برتن بھی چاندی کے ہیں اور جو

کچھ ان جنتوں میں ہے وہ بھی چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں، ان جنتوں کے برتن بھی سونے کے ہیں، اور ان جنتوں میں موجود چیزیں بھی سونے کی ہیں۔

جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان اس کے چہرے کی عظمت و کبریائی کی جو چادر ہے اس چادر کے سوا کوئی چیز حائل نا ہو گی۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔ ۱۹؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب حوض کوثر کے مشروب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جنت سے دو پرنالے اس میں تیزی سے شامل ہو کر اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، ان میں ایک پرنالہ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بلاشبہ ماں کے پیٹ میں ضائع ہونے والا ناتمام بچہ بھی اپنی ماں کو اپنی ناف کی نالی کے ذریعے کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے گا، بشرطیکہ وہ ماں اپنا بچہ ضائع ہونے پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ ۲۱؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے، فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اسی سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ ۲۲؎

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۔ ۲۳

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے طوبیٰ (خوش حالی) اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

طوبیٰ کے معانی خوش حالی اور اچھے ٹھکانے کے ہیں۔

طوبیٰ ، طیب سے مشتق ہے جس کے معانی مومنین کو پاکیزہ زندگی ، عمدہ اور بہترین ٹھکانا،نعمت،سروراورخوشحالی عطا کی جائے گی۔ ۲۴؎

عتبہ بن عبدؓ بیان کرتے ہیں، ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ ۲۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کے لئے طوبیٰ (خوشی) ہو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس کے لئے طوبیٰ ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا، ایک شخص نے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ جنت کا ایک ایسا درخت ہے جس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔ ۲۶؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ایسا ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ ۲۷؎

ترجمہ۔ (اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے پر ہوں گے) پھیلے ہوئے لمبے سائے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اہل جنت اوپر بالا خانہ والوں کو دیکھیں گے جیسے کے وہ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہیں جو مشرقی یا مغربی افق پر ہوتا ہے کیونکہ اہل جنت کے درمیان فضیلت کے درجات ہوتے ہیں، مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا یہ انبیاء علیہ السلام کی منازل ہیں؟ جن میں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جا سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیوں نہیں جس ذات کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ ۲۸؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا گیا! کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ ۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ نازونعم میں ہوگا کبھی تنگ حال نہ ہوگا،

نہ اس کا لباس پرانا ہوگا، نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔ ۳۰؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ کلمات کہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے،

رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمدٍ رسولاً ۔۳۱

ترجمہ۔ میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں، اپنی بیویوں اپنی نعمتوں، اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح وشام کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔۳۲

ترجمہ۔ اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

حضرت سلیم بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی بیری بے کانٹوں کی ہوگی اور ہر کانٹے کی جگہ پر اللہ ایک پھل پیدا کرے گا اور اس پھل میں سے ۷۲ ذائقے نکلیں گے اور ان کا رنگ ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ۳۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جنت کے سوا تمام آسائشات حقیر اور جہنم کے سوا تمام بلائیں عافیت ہیں۔

جس انسان کو جنت کی طلب اور آرزو ہوگی وہ انسان خواہشات کے بھنور سے نکل جائے گا۔

بے شک اللہ نے اپنی اطاعت کے بدلے ثواب اور نافرمانی کے بدلے عذاب رکھا ہے تاکہ اللہ کے بندے سزا سے دور اور جنت سے قریب ہوسکیں۔ جسے حق نے اپنا لیا وہ جنتی ہے اور جسے باطل نے اپنا لیا وہ جہنمی ہے۔ جنت تیر وتلوار کی نوک کے نیچے ہے۔

اللہ تعالی بندوں کی صدق نیت اور باطن کی پاکیزگی کے سبب جس کو چاہے گا داخل جنت فرمائے

گا۔تمھارے اور جنت وجہنم کے درمیان صرف تمھاری موت حائل ہے۔

جو انسان دنیا میں اس حال سے رخصت ہوا کے اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو بے شک وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔تمھارے نفوس کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ انھیں جنت کے سوا کسی اور قیمت پر ہرگز نا بیچو۔بہت سی قومیں داخل جنت کر دی گئیں اگر چہ وہ روزے،نماز،حج اور عمرے کی پابند نہ تھیں لیکن حقوق اللہ،اطاعت گزاری بہترین تقویٰ اور یقین کامل کے سبب وہ دوسروں کے مقابلے میں بلند مراتب پر فائز ہوگئیں۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو جنت کی طرف بلاتی ہیں۔

۱۔مصیبت کو چھپانا۔

۲۔چھپا کر صدقہ دینا۔

۳۔والدین سے نیکی کرنا۔

۴۔بکثرت لا الہ الا اللہ پڑھنا۔

جنت اطاعت گزاروں کی جزا ہے۔جنت کامیاب لوگوں کا سرمایہ ہے۔

جنت کامیاب لوگوں کا ٹھکانا ہے۔

اللہ کے احکامات کے سامنے سر کو جھکانے کا بدلہ دارالنعیم ہے۔

میں طالب جنت جیسا ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا جو مطلوب سے غافل ہو اور نا ہی جہنم سے بھاگنے والے کسی انسان کو اس قدر غافل دیکھا۔جنت کا اصل حقدار وہ ہے جس کی نیت صاف اور باطن پاک اور خالص ہوگا۔

جنت کی تمنا کرنے سے جنت نہیں ملتی۔

جنت میں رہنے والے انسان ہمیشہ آسائشوں میں رہیں گے۔۳۴؂

حضرت امام جعفر صادقؑ سے کسی نے جنت اور جہنم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت اور جہنم کا نمونہ پیش کر دیا ہے کیونکہ جنت کا نام آسائش اور جہنم کا نام تکلیف ہے چنانچہ جنت کا حق دار صرف وہی ہے جو اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کر دے جبکہ جہنم کا مستحق وہ ہے جو کے اپنے امور کو سرکش نفس کے حوالے کر دے۔

اہم نکتہ:

جنت کی فضاء ایک آزاد فضاء ہے جہاں نا کوئی غم ہے اور نا کوئی خوف، تاہم جنت کے مکین اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے سروں پر اللہ نے اپنا دست شفقت رکھ دیا ہے اور یہی وہ قدسی نفوس افراد ہیں جو اللہ کے دوست ہیں چنانچہ اللہ کے دوستوں کا مقام جنت ہے جہاں سکون، راحت، اطمینان، خوشی، مسرت اور گہری طمانیت پائی جاتی ہے جو انسان کے اندرون کو بھی معطر کر دیتی ہے، ان کیفیات پر بنی نوع انسانیت کا حق ہے چنانچہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ انسانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انھیں ان کے ازلی قیام گاہ تک پہنچا دیں۔

جب دکھی انسانیت اپنے دنیا میں آنے کے مقاصد سے واقف ہوتے ہوئے اللہ کی اطاعت اور عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتی ہے تو وہ گویا جنت کے راستے پر گامزن ہو جاتی ہے اگرچہ جنت کا راستہ تکالیف اور آزمائش سے پر ہے لیکن اس کے باوجود انسان کا ضمیر مطمین اور پرسکون رہتا ہے باالفاظ دیگر ہر انسان اپنے ساتھ جنت اور جہنم لئے پھرتا ہے یعنی اس کی طرز فکر کیا ہے اگر طرز فکر پیغمبرانہ ہے تو وہ جنت کا مسافر ہے جبکہ اگر انسانی سوچ پر ابلیسیت کا غلبہ ہے تو وہ جہنم کے راستے پر ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۔
۲۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۶۔
۳۔سورہ زمر۔آیت۔۷۵۔
۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۶۔سورہ النحل۔آیت۔۹۷۔
۷۔سورہ طحہ۔آیت۔۷۶۔
۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۱۔

۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۱۱۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ)۔مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔
۱۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۴۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۵۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔سورہ رعد۔آیت۔۲۹۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۰۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۹۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

اور جہاں اہلِ جنت کی آپس میں گفتگو الحمد للہ رب العالمین ہوگی

۳۲۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۰۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

باب ۱۲

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کر رکھ دی

انسان اس کائنات کی وہ واحد مخلوق ہے جس میں خیر وشر کی دونوں قوتیں موجود ہیں، کیونکہ فرشتے سراپا خیر ہیں جبکہ شیاطین سراپا شر ہیں۔

انسان کی اسی جبلت اور فطرت کے پیش نظر اللہ نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو دنیا میں مبعوث فرمایا تا کہ وہ انسان کی درست سمت میں رہنمائی کرسکیں اور اس کو یہ بتاسکیں کے انسان اپنے اندر کے شر کو ایمانیات، عبادات اور اخلاقیات سے کس طرح سے قابو کرسکتا ہے جبکہ اپنے خیر کو کس طرح سے بنی نوع انسانیت کے لئے فائدہ مند ثابت کرسکتا ہے۔

انسانی نفسیات کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کے انسان کے اندر طاقت، اقتدار، اختیار اور اپنی بات کو منوانے کی خواہشات ہر دور اور ہر جنس میں موجود رہی ہیں، یہ خواہش فرد سے لے کر خاندان، معاشرے، قبائل، اقوام، ملک اور بین الاقوامی سطح تک دنیا کے تقریباً ہر فرد میں پائی جاتی ہے، اگر چہ یہ خواہش بری نہیں ہے، کیونکہ اگر ان خواہشات کے اندر اللہ کی اطاعت، عبادت، عجز وانکساری، خلق خدا کی خدمت، معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام اور اللہ کے دین کے نفاذ کی نیت اور کوشش ہو تو یہ سب خواہشات اعلیٰ عبادات میں شامل ہیں، بصورت دیگر اگر طاقت، اقتدار اور اختیار کی خواہشات میں کبر، حسد، ظلم، فتنہ، فساد، سرکشی اور خلق خدا کے نقصانات کے پہلو شامل ہو کر معاشرے میں جڑ پکڑ جائیں تو بلا آخر یہی خواہشات فرد اور اقوام کو جہنم واصل کرنے کے لئے کافی ہیں یہی نہیں بلکہ اقوام گزشتہ پر ان کے ظلم وجبر اور سرکشی کے نتیجے ناصرف عذاب الٰہی آئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی سرکش، ظالم اور جابر قوم کی جڑ کاٹ کر انھیں رہتی

دنیا تک نشان عبرت بھی بنا دیا۔ دنیا کی تاریخ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے جبکہ قرآن کریم میں سرکش اقوام کو دنیا اور آخرت میں ذلیل ورسوا کرنے کے بے شمار واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔١

ترجمہ۔ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی،جنہوں نے ظلم کیا اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرَاهِيْمَ وَاَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔٢

ترجمہ۔کیا ان لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے (مثلاً) نوح، عاد، ثمود کی قوم ،ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اوران کی بستیاں جن کو تہہ وبالا کر دیا ان کے پاس بھی ان کے رسول، اللہ کے کھلے ہوئے احکامات لے کر پہنچے تھے پس اللہ تو ایسا نہ تھا کے ان پر ظلم کرتا دراصل وہ اپنے او پر خود ہی ظلم کرر ہے تھے جس کا نتیجہ ان کی تباہی کی شکل میں نکلا۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔٣

ترجمہ۔ہم نے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا دی ہے،بعض پر پتھر کا مینہ برسایا،کسی کو کڑک نے دبوچ لیا کچھ کو زمین نے نگل لیا اور کچھ کو سمندر کی لہروں نے تہہ آب کر دیا۔ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعَالَمِيْنَ۔ [4]

ترجمہ۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں، اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے، اور کیا اللہ، عالمین کے دلوں کی باتوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہے۔

قانون قدرت یہ ہے کے نافرمان اور ظالمین (بھلے ان کی تجوریاں مال وزر سے بھری ہوئی کیوں نہ ہوں) کو اللہ تعالی سکون اور اطمینان قلب سے محروم رکھتا ہے پھر مکافات عمل کا قانون بھی یہ ہے کے کسی انسان کا تعلق اس دنیا سے اس وقت تک منقطع نہیں ہوسکتا جب تک وہ مکافات عمل کا کفارہ ادا نہ کردے یہاں قابل غور امر یہ ہے کے ہر انسان کے دماغ میں تقریباً دو کھرب خلیات پائے جاتے ہیں اگر بہ حیثیت مجموعی کسی قوم میں پائے جانے والے ان خلیات میں تخریب، نافرمانی، شک وشبہات، اور بے یقینی واقع ہوجائے تو پھر من حیث القوم اس قوم کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہتا اور عذاب الہی ان کا مقدر ہوجاتا ہے لیکن اس کے برعکس جو افراد اور اقوام اپنے رب سے حقیقی تعلق کو استوار کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں تو اللہ تعالی اس کے نتیجے میں انھیں دنیا اور آخرت کے خوف وغم سے محفوظ و مامون رکھتے ہیں۔

ظالم:

ظلم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ظ۔ل۔م) سے مشتق ہے۔ [5]

ظلم۔کے معنی کسی دوسرے کی ملکیت میں ناجائز تصرف یا حد سے زیادہ تجاوز۔

بعض آئمہ لغات نے لکھا ہے کے ظلم کے معنی نقص اور کم کرنا ہے۔

ظلم۔کے معنی کسی شے کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دینا۔ [6]

ظلم۔سے مراد توازن کو بگاڑنا۔ [7]

ظلم۔کے معنی تاریکی یا چیزوں کو بے جگہ رکھنا۔ [8]

الظالم ۔کی جمع الظالمون ۔الظالمین اور الظلمۃ ہے۔۹؎

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔۱۰

ترجمہ۔بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ (کے عذاب) سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے وہ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۔۱۱؎

ترجمہ۔جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۔۱۲؎

ترجمہ۔ان کو ظلمات (اندھیروں) میں چھوڑ دیا۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۔۱۳

ترجمہ۔ان کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس سے دن کھینچ لیتے ہیں تو یکا یک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔۱۴

ترجمہ۔مچھلی والے یونس کو یاد کیجیے جب وہ اپنی قوم پر غضب ناک ہو کر نکلے تو انہوں نے یہ گمان کیا کے ہم ہرگز ان پر تنگی نہیں کریں گے پھر انہوں نے تاریکیوں میں پکارا کے تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے تو پاک ہے، بے شک میں (ہی) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔۱۵

ترجمہ۔ہم اس طرح سے بعض ظالموں پر بعض کو مسلط کر دیتے ہیں کیونکہ وہ معصیت کے کام کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي

الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۔١٦

ترجمہ۔بعض کافر بعض کے مددگار ہیں۔

اللہ تعالی بعض انس اور جن کو آپس میں ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بنا دیتا ہے اور ان کا یہ باہمی استفادہ اللہ تعالی کے علم سابق اور قضاء وقدر ے عین مطابق ہوتا ہے کیونکہ وہ جس چیز کا ارادہ کرتے تھے اللہ تعالی ان میں وہی چیزیں پیدا کر دیتا تھا اسی طرح سے اللہ تعالی بعض ظالموں کو بعض کا ولی، مددگار اور کارساز بنا دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جس نے باطل کی مدد کی اس نے حق پر ظلم کیا۔١٧؎

ظلم دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں تباہی ہے۔

جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے اللہ اس کی حکومت کو زائل کر دیتا ہے اور اس کی تباہی اور بربادی میں جلدی کرتا ہے۔

جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرتا ہے، بندوں کے علاوہ خدا بھی اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔١٨؎

ظلم کی اصل وجوہات:

ظلم کی درج ذیل تین وجوہات ہیں۔١۔جان۔٢۔مال۔٣۔عزت

ظالمین کے اہداف میں افراد، قبائل اور اقوام کی جان، مال اور عزت وآبرو شامل ہیں، یہی وجہ ہے کے ظلم وجبر کے ماحول میں افراد کی جان، مال، عزت وآبرو غیر محفوظ ہوتی ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے جب جب اللہ کی زمین پر ظلم، فتنہ اور فساد نے سر اٹھایا ،خونریزی، خوف وڈر، حقوق کی پامالی،

ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی ،جنسی بے راہ روی، زنا، چوری، ڈکیتی، رشوت، اغوا برائے تاوان، ملاوٹ، جھوٹی قسم، بہتان، غیبت، چغلی، لوگوں کی عزتوں کو پامال کرنا، حق وراثت سے محرومی، مزدور کو اس کی مزدوری نا دینا یا کم دینا یا کھا جانا، عورتوں کے حقوق کی پامالی، ان پر ظلم و

جبر، غیر انسانی سلوک، مال کی محبت، حرام مال کو کمانا یہ سب کے سب گناہ عظیم ہیں، اور ان کی وجہ سے معاشرے میں موجود افراد غیر محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہی فساد فی الارض ہے کے جس کی وجہ سے اقوام پر عذاب الٰہی کا فیصلہ کیا گیا۔

انبیاء کرام اور پیغمبروں کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ہر پیغمبر کو نیکی کی ترغیبات، ہدایت اور رہنمائی کے بدلے میں ان کی قوم نے ان کی جان لینے کی کوشش بھی کی، ان کی عزت ون کو بھی پامال کیا، ان پر جھوٹی تہمت بھی لگائی گئی، اور انھیں شہر بدر یا ملک بدر بھی کیا گیا اور آخر میں دین اسلام اور اس کے پیروکاروں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بھر پور کوشش کرتے ہوئے ان سے جنگیں بھی لڑی گئیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ۔۱۹

ترجمہ۔ کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کے ضرور ضرور ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ بات ہو کے تم ہمارے دین میں واپس ہو جاؤ، سو ان کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کے ہم ضرور بالضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

تاہم گزشتہ اقوام تو اپنی کسی ایک برائی کی وجہ سے جہنم واصل کی گئی یا انھیں عذاب الٰہی نے آ پکڑا لیکن فی زمانہ مسلمان تو ہر طرح کی برائیوں اور گناہوں میں نا صرف ملوث ہیں بلکہ ان کی اکثریت ایسی ہے جن کے اندر سے احساس گناہ بھی مٹ چکا ہے۔

لوگوں کی اکثریت کی نظر میں فساد فی الارض کا مطلب جنگ یا خونریزی ہے جبکہ زنا، کسی کے مال کو جبر سے ہڑپنا، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، حرام جنسی تعلقات اور زبردستی کسی کی جان، مال، عزت آبرو کو پامال کرنا، کسی کی زمین اور جائیداد پر ناجائز قابض ہو جانا وغیرہ یہ سب کے سب فساد فی الارض کے زمرے میں ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِیَّةٍ یَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ۔۲۰

ترجمہ۔ گزشتہ اقوام میں کچھ ایسے با فضلیت لوگ کیوں نا ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے البتہ ان میں تھوڑے سے ایسے تھے جنھیں ہم نے نجات دی اور ظالم لوگ اسی عیش وعشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انھیں دیا گیا اور وہ مجرم تھے، اور تمھارا رب ایسا نہیں کے بستیوں کو بلا وجہ ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے اچھے لوگ ہوں۔

ظلم اور فساد فی الارض کا ضابطہ:

قرآن کریم کی یہ بنیاد ہے کے اللہ تعالی نے جتنی بھی اقوام گزشتہ پر بھی عذابات نازل فرمائے ان کے در پردہ ایک اصول اکرفرما ہے، یعنی اللہ تعالی نے کفر یا شرک کرنے کی پاداش میں عذاب الہی نازل نہیں فرمایا، اب چاہے یہ کفر وشرک انبیاء ورسل کی موجودگی میں ہو یا ان کی غیر موجودگی میں ہو، صرف کفر کی بنیاد پر اللہ تعالی عذاب نہیں دیتے بلکہ اتمام حجت جب تک مکمل نا ہو جائے عذاب الہی نہیں آتا، اسی اتمام حجت میں ایک شرط فساد فی الارض کی بھی ہے یعنی جب تک وہ قوم فساد فی الارض میں مبتلا ہو کر اس پر اصرار نا کرے اس وقت تک عذاب کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔

دوسری جانب قرآن کریم میں بے شمار مثالیں موجود ہیں کے جب کفار امن سے رہتے ہوئے اپنے اپنے مذاہب کو پریکٹس کرتے ہوں لیکن وہ کسی فرد یا قوم کے لئے کسی تفنہ اور فساد کا موجب نہیں بنتے تو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس کو نص کر دیا ہے کے ان پر عذاب الہی جاری نا ہوگا، ان کا حساب روز قیامت اللہ تعالی لیں گے لیکن عذاب الہی کی تکمیل کے لئے ظلم اور فساد فی الارض کا ہونا ضروری ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات اسی فتنے اور فسادات کے گرد گھومتی ہیں تا ہم اگر یہ نظریہ سمجھ میں آجائے گا تو باقی معاملات اور احکامات بھی با آسانی سمجھ میں آجائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں! ۔

فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔ جو امتیں تم سے پہلے گزری ہیں ان میں سے ایسے سمجھدار لوگ کیوں ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے بجز چند آدمیوں کے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کی راہ اختیار کی وہ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے ہے جس میں وہ تھے اور یہ لوگ مجرم تھے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۔ ۲۲

ترجمہ۔ آپ کا رب ایسا نہیں ہے، جو بستیوں کو بطور ظلم کے ہلاک فرما دے حالانکہ ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔

ابن جریرؓ سے روایت ہے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آیت۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ

سے مراد اس قوم کے رہنے والے ایک دوسرے سے انصاف کرتے ہیں۔ ۲۳؎

اللہ تعالیٰ صرف کفر کی بنیاد پر عذاب نہیں دیتے، بلکہ ایسے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْر ۔ ۲۴

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہو گا۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ اس میں کجی تلاش کرتے ہو۔ اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑے سے تھے سو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا۔ اور دیکھ لو فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان لائیں گے اور بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان نہیں

لائیں گے، اور آپ کا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

ظلم اور فساد فی الارض کی وجہ سے عذاب الٰہی آتا ہے:

صرف کفر کی موجودگی میں قتال، سزا یا عذاب کا حکم نہیں، انبیاء کی موجودگی یا غیر موجودگی میں یہی اصول قیامت تک جاری رہے گا، قرآن کریم میں جتنی بھی اقوام گزشتہ ہیں ان سب میں کوئی نا کوئی ایسی برائی اور گناہ تھا جو جڑ پکڑ چکا تھا چنانچہ اس گناہ کے سدباب کے لئے پیغمبروں کو بھیجا گیا تا کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع ہوں اور توبہ تائب کریں لیکن اقوام مسلسل ظلم، سرکشی، بغاوت اور گناہ پر آمادہ رہی چنانچہ تمام حجت کے بعد اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ قرآن کریم نے اس کو نص کیا ہے، صرف کفر کی بنیاد پر عذاب نہیں آتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ۔۲۷

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا ہم عذاب پر ان کا عذاب بڑھا دیں گے اس سبب سے کے وہ فساد کرتے تھے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔۲۸

ترجمہ۔ ظاہر ہو گیا فساد خشکی میں اور دریا میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھادے تا کہ وہ لوگ باز آجائیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔۲۹

ترجمہ۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔

وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ. اَلَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا

يُصْلِحُوْنَ ۔ ۳۰

ترجمہ۔اور ان لوگوں کی بات نہ مانو جو حد سے آگے بڑھ جانے والے ہیں، جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُم ۔۳۱

ترجمہ۔اگر تم والی بن جاؤ تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع رحمی کردو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا، پھران کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ ۳۲

ترجمہ۔اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اس میں دار آخرت کی جستجو کرتا رہ اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد کو تلاش مت کر بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ اللہ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِین۔ ۳۳

ترجمہ۔بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے اعمال نہیں سنوارتا۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۔ ۳۴

ترجمہ۔اگر حق (اللہ تعالی) ان کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر ہیں سب تباہ ہوجائے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت بھیجی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے روگردانی کر رہے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۔۳۵

ترجمہ۔اگر آسمان میں اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا، سو اللہ جو عرش والا ہے اس چیز سے پاس ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

ا۔فرعون کی مثال:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے متعدد آیات میں فرعون کی مثال پیش کی ہے جو فساد فی الارض کا مرتکب تھا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۔۳۶

ترجمہ۔اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی، انہوں نے بہت فساد مچایا، سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۔۳۷

ترجمہ۔فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑ دے گا تا کہ وہ زمین میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑے رہیں۔ اس نے کہا کے ابھی ہم ایسا کریں گے ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر پوری طرح غلبہ حاصل ہے۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۳۸

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۔۳۹

ترجمہ۔فرعون نے کہا مجھے چھوڑ و میں موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کردوں اور وہ اپنے رب کو پکارے بلاشبہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دے یا زمین میں فساد پھیلا دے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۔۴۰

ترجمہ۔ہم نے ان کے بعد اپنی آیات کے ساتھ موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سوانہوں نے ان آیات کے ساتھ ظلم والا معاملہ کیا سوتو دیکھ لے فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ یہاں بھی اللہ تعالی نے فساد کی ہی علت قائم کی ہے۔

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۴۱

ترجمہ۔اب (فرعون کہتا ہے میں مان گیا) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں رہا۔

۲۔قوم لوط کی مثال:

قوم لوط ایک سرکش اور باغی قوم تھی ، اللہ تعالی نے انھیں ان کی سرکشی اور فساد فی الارض کے نتیجے میں عذاب الٰہی میں پکڑا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔۴۲

ترجمہ۔کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو سو ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ تو اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۴۳

ترجمہ۔لوط نے عرض کی، اے میرے رب! فساد کرنے والے لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد

اور جہاں رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی فرمایئے۔

۳۔قوم شعیب کی مثال:

قوم شعیب نے بھی اللہ کی زمین پر فتنہ فساد مچایا اور ناپ تول میں کمی کی ،جس کی وجہ سے لوگوں کی کثرت اس ظلم کا شکار ہوئی ،قوم شعیب مال کی محبت میں گرفتار تھی ،اور انھوں نے مال کو ہی اپنا خدا بنالیا تھا۔اس فساد کے سد باب کے لئے اللہ تعالی نے اس قوم پر حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا،لیکن قوم کی بغاوت اور سرکشی بے قابو ہوتی گئی ،چنانچہ اس قوم پر عذاب الہی کا فیصلہ کرلیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًاۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۔[۴۴]

ترجمہ۔ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا سو انھوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔[۴۵]

ترجمہ۔ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا لہذا انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔

۴۔قوم ثمود کی مثال:

قوم ثمود کی جانب حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا لیکن وہ اپنے غرور وتکبر میں اس قدر سرکش اور باغی ہو چکے تھے کے حضرت صالح کی دعوت دین کو وہ خاطر میں ہی نا لاتے ،چنانچہ حجت کے اتمام کے بعد اس قوم کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا کیونکہ یہ قوم فساد فی الارض میں ملوث تھی اور اللہ کی نشانی کو قتل کرنے کے جرم میں بھی شریک تھی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا

اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ یاد کرو جب اللہ نے تمہیں عاد کے بعد زمین میں رہنے کا ٹھکانہ دے دیا۔تم اس زمین کے نرم حصہ میں محلات بناتے ہواور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو۔سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت کرو۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ان کے شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے،وہ کہنے لگے کہ تم سب مل کر اس بات پر اللہ کی قسم کھالو کہ ہم صالح کو اور اس کے گھر والوں کو راتوں رات ایسی حالت میں قتل کر دیں گے کہ انہیں اس کا دھیان بھی نہیں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت۔وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ ۔

ترجمہ۔نو آدمیوں کی ایک جماعت اوران کے نام یہ تھے۔زعمی،زعیم،ہرمی ہریم،داب اور ہواب ریاب او سیطع اور قدار بن سالف جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔۴۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت۔وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ ۔سے مراد نو افراد نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں جب انہوں نے اونٹنی کی کوچنیں کاٹیں تو انہوں نے کہا ہم رات کے وقت صالح علیہ السلام اوران کے گھر والوں پر ضرور حملہ کریں گے اور ہم ان سب کو قتل کر دیں گے،پھر صالح علیہ السلام کے اولیاء سے کہہ دیں گے ہم حاضر نہیں تھے اس معاملے میں ذرا بھی اور ہم کو اس کا کوئی علم نہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔۴۹ے

۵۔قوم ابراہیم کی مثال:

قوم ابراہیم نے حضرت ابراہیم کی شرک سے بے زاری اور دعوت دین کے نتیجے میں انھیں بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا لیکن اللہ تعالی نے انھیں اپنی رحمت خاص سے بچالیا اور وہ آگ ان پر

سلامتی بن گئی اور ٹھنڈی ہوگئی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔۵۰

ترجمہ۔(ابراہیم) کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کے اس کو قتل کر ڈالو، یا جلا ڈالو،سو اللہ نے ان کو آگ سے نجات دے دی، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۶۔حضرت ذولقرنین:

حضرت ذولقرنین اللہ کے برگزیدے بندے اور نبی تھے،جن کو اللہ نے ایسی قوم پر بھیجا تھا جہاں یاجوج اور ماجوج نے بڑی تباہی مچار کھی تھی یعنی فساد فی الارض مچار کھا تھا،جس کی وجہ سے عام انسان بڑی تکلیف میں مبتلا تھے، چنانچہ حضرت ذولقرنین نے اس قوم کی استدعا کو سنتے ہوئے انھیں اس مشکل سے نجات دی اور یاجوج ماجوج جس راستے سے آ کر فساد فی الارض کیا کرتے ، حضرت ذولقرنین نے اللہ کے حکم اور اللہ کی دی ہوئی قوت فہم وفراست سے اس راستے کو بند کیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓي اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۔۵۱

ترجمہ۔وہ کہنے لگے کہ اے ذوالقرنین بلاشبہ یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں،سو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کے لئے اس شرط پر کچھ مال جمع کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنا دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۙ ۔۵۲

ترجمہ۔ذوالقرنین نے جواب دیا کے میرے رب نے جو کچھ اختیار واقتدار عطا فرمایا ہے وہ بہتر ہے،سو تم قوت کے ساتھ میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دوں گا۔

۷۔حضرت خضر علیہ السلام:

حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایڈ منسٹریشن کا علم اور علم تکوین عطا فرمایا، تاہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش کے مطابق جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو کئی خلاف عقل واقعات ہوئے جن میں سے حضرت خضر کا ایک بچے کا قتل بھی تھا، تاہم حضرت موسیٰ کا اس حوالے سے حیرت اور غم وغصے کا اظہار کے جواب میں حضرت خضر نے فرمایا! یہ تمام امور کی نگرانی میں اللہ کے حکم سے کرتا ہوں اور جس بچے کا قتل کیا گیا، اگر وہ جوان ہوجاتا تو وہ فساد فی الارض، کفر، بغاوت اور فحشاء میں مبتلا ہوجاتا جو کے بہت نقصان کا سبب بنتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًاۚ ۔۵۳

ترجمہ۔لڑکے کا معاملہ سو بات یہ ہے کہ اس کے ماں باپ مومن تھے تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ ان دونوں کو سرکشی میں اور کفر میں نہ ڈال دے۔

۸۔قارون کا معاملہ:

قارون ایک مغرور ومتکبر سرکش انسان تھا جس کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا، لیکن اس نے دنیا اور مال کو اپنا خدا بنالیا اور بغاوت وسرکشی پر اتر آیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۔۵۴

ترجمہ۔بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ ان کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا، ہم نے اسے خزانوں میں سے اس قدر دیا تھا کے اس کی چابیاں ایسی جماعت کو گراں بار کردیتی تھیں جو

اور جہاں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

قوت والے لوگ تھے جبکہ اس کی قوم نے اس سے کہا تو مت اترا، بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ ابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۔۵۵

ترجمہ۔ اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اس میں دار آخرت کی جستجو کرتا رہ اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد کو تلاش مت کر، بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

۹۔قوم بنی اسرائیل:

اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل پر سب سے زیادہ انبیاء اور پیغمبر مبعوث فرمائے، لیکن یہ ایک ایسی سرکز، باغی، متکبر اور مغرور قوم تھی کے باوجود پیغمبروں کی تبلیغ دین، ہدایت اور رہنمائی کے یہ کوئی اثر قبول نا کرتے اور بدستور اپنی طاغوتی راہ پر گامزن رہتے، یہی نہیں بلکہ یہ کتاب اللہ میں بھی تحریف جیسے بڑے جرم کے مرتکب ٹھہرے۔ان کی ان ہی سرکشی، بغاوت اور فساد فی الارض کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۔۵۶

ترجمہ۔ اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کے جو بھی کوئی شخص کسی شخص کو بلاعوض جان کے یا بغیر کسی فسار کے قتل کر دے جو زمین میں ہو تو گو یا قتل کرنے والے نے سب لوگوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گو یا اس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا اور یہ واقعی بات ہے کہ ان

کے پاس ہمارے رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے پھر اس کے بعد ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔۵۷

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں جانب مخالف سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین سے نکال دیئے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔۵۸

ترجمہ۔ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان پر قدرت پاؤ سو جان لو کہ بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

قوم موسیٰ کا فتنہ ارتداد:

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چالیس دن کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی غیر موجودگی میں انھوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو جانشین مقرر فرمایا تا کہ ان کی غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ السلام ان کی قوم کی اصلاح اور دیکھ بھال کر سکیں تا کہ وہ فساد فی الارض سے بچی رہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔۵۹

ترجمہ۔ (موسیٰ نے ہارون سے کہا) میرے بعد تم میری قوم میں جانشین ہو (ان) کی اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کے راستے پر نا چلنا۔

لیکن قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سونے کی گائے کی پوجا شروع کردی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے اپنے بھائی کو ان کے بالوں سے پکڑا اور ان سے پوچھا یہ میری قوم توحید کو چھوڑ کر شرک میں کیسے مبتلا ہوگئی؟ جس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا! میرے بھائی تمھاری قوم میری کوئی بات نا سنتی بلکہ وہ تو الٹا میرے قتل کے درپے ہوچکی تھی۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖؗ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔۶۰

ترجمہ۔ جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف اس حال میں واپس ہوئے کہ وہ غصہ میں اور رنج میں تھے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے میرے بعد میری بری نیابت کی، کیا اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے تم نے جلدی کرلی؟ اور موسیٰ نے تختیوں کو ڈال دیا اور بھائی کے سر کو پکڑ لیا جسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے ماں جائے بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کرڈالیں، لہٰذا مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھے ظالموں میں شمار نہ کرو۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ۔۶۱

ترجمہ۔ موسیٰ کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کو معبود بنالیا جو ایک ایسا جسم تھا کہ اس میں سے گائے کی آواز آرہی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتلاتا ہے۔ انہوں نے اس کو معبود بنالیا اور وہ ظلم کرنے والے تھے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔۶۲

اور جہاں   رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

ترجمہ۔ جب وہ پچھتائے اور انہوں نے سمجھ لیا کے بلاشبہ وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہمیں بخش نہ دے تو ہم تباہ کاروں میں سے ہو جائیں گے۔

۱۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثال:

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دین اسلام کو مکمل فرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبین بنا دیا۔

دین اسلام سلامتی کا دین ہے، جو اپنے پیروکاروں کو صلح و سلامتی سے رہنے کی سختی سے تلقین و تاکید کرتا ہے، اسی ضمن میں معاشرت کے اصول اور قوانین بھی بتائے گئے، یہی نہیں بلکہ جزا و سزا کے اصول بھی مرتب کئے گئے ،دوسری جانب اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اصول اور ضابطے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کے فساد فی الارض ایک گناہ عظیم ہے،جس کی سزا بھی نہایت سخت ہے۔

عام طور پر لوگوں کا یہ گمان ہے کے قتل اور خونریزی کو ہی صرف فساد فی الارض کہا جاتا ہے لیکن ہر وہ گناہ اور جرم فساد فی الارض کے زمرے اور دائرے میں شامل ہے جس سے عوام کی جان، مال، عزت و آبرو کو خطرات لاحق ہوں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۔٦٣

ترجمہ۔ جو اہل فساد ہیں وہ صالحین کی طرح نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ایک جیسا معاملہ کرے گا۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۔٦٤

ترجمہ۔کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان لوگوں کی طرح کر دیں جو زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں اور بدکاروں کو ایک جیسا کر دیں؟۔

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًاط اِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔٦٥

ترجمہ۔زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد بپا نا کرو، اللہ سے طمع کے ساتھ دعا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْض ۔٦٦

ترجمہ۔اگر ایک کو دوسرے سے دفع کرا دینا اللہ کا دستور نہ ہوتا تو زمین خراب ہو جاتی۔

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۚ اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔٦٧

ترجمہ۔فساد نہ کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد، اور پکارو اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں سے قریب ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ۚ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔٦٨

ترجمہ۔یہ آخرت کا گھر ہم اسے ان لوگوں کے لیے خاص کر دیں گے جو زمین میں بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور اچھا نتیجہ متقیوں کے لیے ہے۔

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔٦٩

ترجمہ۔اگر ایمان والوں کی دو جماعتیں آپس میں قتال کرنے لگیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی کر رہا ہے، یہاں تک کے وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔سو وہ رجوع کرے تو ان دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا

ہے۔

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۔۷۰

ترجمہ۔ جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی جزاء جہنم ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی، اور اس کے لئے اللہ نے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔

ظلم اور فساد فی الارض کی اقسام اور انسانی نفسیات اور سماج پر اس کے اثرات:

ماہرین کے مطابق ایک انسانی دماغ میں اندازاً دو کھرب (۲،۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) سے زائد خلیات پائے جاتے ہیں اب اگر یہ مان بھی لیا جائے کے اس وقت ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا کی آبادی تقریباً ساڑھے چھ ارب انسانوں سے زائد ہے تو پھر بہ حیثیت مجموعی پوری نا سہی لیکن ۹۰ فیصد اقوام عالم کے دماغ میں پائے جانے والے ان خلیات میں اگر تخریب نافرمانی، شک وشبہات اور بے یقینی ہے تو یقیناً من حیث القوم اس نوع انسانیت کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہے گا اور مختلف اقسام کے عذاب الٰہی کے علاوہ جسمانی، ذہنی، دماغی اور نفسیاتی بیماریوں سے ان کا واسطہ یقینی ہوگا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۔۷۱

ترجمہ۔ ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا، بعض پر ہم نے سخت ہوا بھیج دی، بعض کو چیخ نے پکڑ لیا، بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو غرق کر دیا، اللہ ایسا نہیں کے ان پر ظلم فرماتا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

فی زمانہ دنیا کا ہر انسان کسی نہ کسی سماجی، معاشی، معاشرتی، مالی، تعلیمی، جسمانی، دماغی، ذہنی یا نفسیاتی مسائل یا الجھن کا شکار ہے جس کی بے شمار وجوہات میں شامل عدم انصاف، عدم مساوات،

عدم توجہ، عدم تحفظ، عدم استحکام، قرض کا بوجھ، گھریلو جھگڑے، شدید بیماریاں، شدید صدمات، احساس کمتری، احساس محرومی، مایوسی، تنہائی، المناکی، دھچکے، دہشت، پراسراریت، نفرت، نجات، شرم، مدد کی پکار، ناکامی کا خوف، والدین کی طلاق یا علیحدگی، خاندانی دشمنی یا مسائل، جنسی مسائل، عشق میں ناکامی، اپنی بے وقعتی کا احساس، خودغرضی، پاگل پن، جنون، سزا، انتقام، احتجاج، ہتھیار، سیاسی بیانات، وراثت، پریشانی، غلطی، غصہ، ناقابل معافی جرم، تکلیف، مالی مشکلات، بے گھر ہوجانا، بے روزگاری، ہم جنس پرستی، ایڈز، منشیات، شراب نوشی، شیزوفرنیا، ناکام شادیاں اور زمین جائیداد کے تنازعات وغیرہ ہیں پھر اس کے ساتھ ہی شک وشبہات، وسوسے، جلن، حسد، غرور وتکبر، انانیت، خودغرضی احساس برتری، مزاج کی تیزی، جلد بازی، اتہام، بہتان، غیبت، چغلی، جھوٹ، غم وغصہ اور دوسروں کی زندگی میں تجسس وغیرہ تاہم یہی وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے انسان کا نفس بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی روح اور روحانی صلاحیتیں کمزور وناتواں ہوجاتی ہیں دوسری جانب وہ مسلسل ذہنی خلفشار کا شکار رہتا ہے جس کی وجہ سے روحانی، نفسیاتی اور ذہنی امراض وعلامات بسا اوقات جسم انسانی میں سرائیت ہوکر موذی جسمانی امراض کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قابل غور نکتہ یہ ہے کے ہر برائی، گناہ ہے اور جتنے بھی رزائل اخلاق ہیں وہ سب کسی نا کسی درجے میں فساد فی الارض کی وجہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

ایک صالح معاشرے اور مثالی شخصیت کی نشونما کے خدوخال کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی قیمتی اصولوں کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب کامل مومن وہ ہے جو لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب سے بڑھ کر نرمی اور

شفقت سے پیش آنے والا ہوں۔ ۷۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا! سب سے بہترین اسلام کس کا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جوضرورت مندوں کو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے ، چاہے وہ اُس کو جانتا ہو یا نا جانتا ہو۔ ۷۴؎

ظلم اور فساد فی الارض کی سزا:

اللہ کے یہاں بغاوت کی سزا بہت جلدی اور ظلم کی سزا بہت دیر میں ہے، بلاشبہ بغاوت اور جھوٹ انسان کو دین اور دنیا میں تباہ و برباد کردیتے ہیں اور عیب جوئی کرنے والوں کے عیوب کو ظاہر رکردیتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَ اَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔۷۵

ترجمہ۔ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں بس یہی ہے کے وہ قتل کردئے جائیں یا سولی دے دئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر الٹے سیدھے کاٹ دئے جائیں (سیدھا ہاتھ اور الٹا پیر) یا انھیں ملک سے نکال دیا جائے یہ ذلت تو ان کے لئے دنیا کی زندگی میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔۷۶

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ان سے کہو کے میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں۔

ا۔ بے شرمی کے کام (چاہے کھلے ہوں یا چھپے)۔

۲۔گناہ (کبیرہ،صغیرہ)۔

۳۔بغاوت (حق کے خلاف زیادتی)۔

۴۔اللہ کے ساتھ کسی کوشریک کرنا (شرک)۔

۵۔اور یہ کے اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہنا جس کے متعلق تمھیں علم نہ ہو۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ وآزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لئے کے ایسا کوئی نہیں ہے، جوفتنوں کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ اگرکوئی پناہ مانگے تو گمراہ کرنے والے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۔،،

ترجمہ۔اس بات کو جان لو کے تمھارا مال اور تمھاری اولا دفتنہ ہیں۔

یعنی اللہ تعالی لوگوں کی آزمائش مال اور اولاد کے ذریعے سے کرتا ہے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کے کون اپنی روزی پر ناراض ہے اور کون اپنی قسمت پرشا کر ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی طرف سے گناہوں کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر بلاء وآزمائش میں پڑ گئے جوفتنہ کی آگ بھڑکائے گا وہ خود ہی اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔فتنہ فساد کا جاری رہنا سب سے زیادہ عظیم مصیبت اور بلا ہے۔فتنہ رنج وغم کے ساتھ ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری جان کی قسم مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔

جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔

بغاوت شر ہے۔بغاوت نعمتوں کوسلب کر دیتی ہے۔

بغاوت کے ساتھ ہرگز کوئی کامیابی نہیں۔
بغاوت بلاؤں کو دعوت دیتی ہے۔ باغیوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔
سب سے جلدی بغاوت، غداری اور جھوٹی قسم کی سزا ملتی ہے۔
بغاوت اچھے اچھوں کو پچھاڑ دیتی ہے۔ بغاوت موت کو قریب تر کر دیتی ہے۔
کتنی قریب ہیں باغیوں اور طاغیوں کی سزائیں۔
آپ نے فرمایا! میری جان کی قسم! مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔
اے لوگو! امت کے بڑے حصے کے پابند رہو بلاشبہ اللہ کی حمایت جماعت کے ساتھ ہے اور تفرقہ سے دور رہو کیونکہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا شیطان کے لئے اسی طرح ہوتا ہے، جیسے گلے سے الگ ہو جانے والی بھیڑ، بھیڑئے کے لئے ہوتی ہے۔
شیطان تمھارے مستحکم اجتماعات میں تفرقہ ڈال دیتا ہے اور تفرقہ کے ذریعہ فتنہ اور فساد پیدا کر دیتا ہے۔ آپؓ نے ایک دستے کو دشمن کی طرف بھیجتے ہوئے یہ نصیحت کی کے تفرقہ اور اختلاف سے پرہیز کرنا جب منزل اختیار کرنا تو ایک ہی جگہ اترنا اور جب کوچ کرنے کا وقت ہو تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔
تفرقہ اہل باطل کا شیوہ ہے بھلے ہی وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جبکہ اتحاد و ہم آہنگی اہل حق کا طریقہ ہے اگرچہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۷۸؎
امیر المومنین حضرت علیؓ نے اپنے فرزند حضرت امام حسنؓ سے فرمایا! تم کسی کو جنگ کی دعوت نہ دینا لیکن جب کوئی للکار دے تو فوراً جواب دے دینا کیونکہ جنگ کی دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے اور باغی بہر حال ہلاک ہونے والا ہے۔ ۷۹؎

حزب شیاطین/ شیاطین کا گروہ

شیطان یا ابلیس نہایت قدیم کردار ہے، اس کا تعلق جنات کی نسل سے ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس، فرشتوں میں سب سے زیادہ معزز تھا جبکہ اس کا

تعلق ایک معزز قبیلے سے تھا، وہ آسمانوں کا محافظ تھا، جس کے پاس آسمان دنیا اور زمین کی حکومت تھی۔ ۸۰؎

قتادہؒ، سعید بن المسیب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ابلیس آسمان دنیا میں موجود تمام ملائکہ کا سردار تھا۔

آسمان پر ابلیس کا نام عزازیل تھا، یہ فرشتوں کا امام، معلم جبکہ مقرّبین کا سردار تھا، اس کے ساتھ ساتھ جنّت کے بیت المال کا خزانچی بھی رہ چکا تھا۔ قرآنِ کریم میں 88 بار شیطان اور 11 بار ابلیس کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے دُنیا میں آنے سے قبل زمین اور آسمان میں دو قسم کی مخلوقات رہتی تھیں۔ ا۔ ایک نوری۔ ۲۔ دُوسری ناری۔

نوری مخلوق نور سے پیدا کیے گئے فرشتے ہیں، جو آسمانوں میں رہ کر دن رات اللہ کی عبادت اور حمد ثناء بیان کرتے ہیں جبکہ ناری مخلوق میں شامل جنات ہیں، جو آگ سے پیدا کیے گئے، یہ زمین پر رہتے ہیں، اُن کے یہاں عورتیں بھی ہوتی اور اُن کی نسل بھی پھلتی پھولتی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر یعنی تمام انسانوں کا باپ کہا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد کا نام طارانوس ہے، جن کو ابوالجن یعنی جنات کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔

کچھ موَرّخین نے اُن کا نام ''مارج'' بھی لکھا ہے۔

ابلیس کے والد کا نام چلیپا ہے جبکہ اس کی کنیت ابوالغوی ہے۔ ابلیس کی والدہ کا نام تبلیث تھا، اور اس کا خاندان شاشین کہلاتا ہے۔

ابلیس کو پہلے آسمان پر عابد کہا، دُوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر تقی، چھٹے پر خازن اور ساتویں آسمان پر عزازیل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس چالیس ہزار برس تک جنّت کا خزانچی رہا۔

اَسّی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا۔

بیس ہزار برس تک ملائکہ کو وعظ سُناتا رہا۔

تیس ہزار برس تک مقرّبین کا سردار رہا۔

ایک ہزار برس تک رُوحانین کی سرداری کے منصب پر فائز رہا۔
چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا۔
لوحِ محفوظ پر اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا۔
یہ اپنے انجام سے غافل اور خاتمے سے بے خبر تھا۔ ۸۱؎
حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نا کرنے کی پاداش میں اس کو ذلیل و رسوا کر کے آسمان سے بے دخل کر دیا گیا۔
ابلیس، اللہ، تمام انبیاء کرام، مسلمین اور مومنین کا پکا دشمن ہے۔
ابلیس اور ابلیسی طرز فکر تمام کائناتی دنیاؤں میں موجود اور جاری ہے، جب ہی تو انبیاء کرام بھیجے گئے تا کہ رحمانی طرز فکر پیدا کی جا سکے۔

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ:

لفظ شَيْطٰنٍ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ط۔ن) سے مشتق ہے۔
شیطن ۔ کے معنی مضبوط بٹی ہوئی رسی کے ہیں۔
شیطان ۔ کے معنی مخالفت اور سرکشی کے بھی ہیں۔
شیطان ۔ کے ایک معنی اللہ کی رحمت سے دور اور زندگی کی خوش گواریوں سے محروم۔ ۸۲؎
رجیم ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ج۔م) سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں سنگسار کرنا، قتل کرنا، دھتکارنا وغیرہ۔
شیطن ۔ عربی زبان میں نہایت بدصورت سانپ کو بھی کہا جاتا ہے۔ ۸۳؎
رءوس شیاطین ۔ سے مراد ناگ پھنی یا تھوہر کا درخت۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيٰطِيْنِ۔ ۸۴؎
ترجمہ۔ (جہنم) کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔
علماء لغات نے شیطان کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کے اس لفظ کا ماخذ شیط، شاط یا یشیط ہے اسی لئے اس کے معنی جل جانا، ہلاک ہو جانے یا تیل کا اس قدر گرم ہو کر اس میں آگ کا

لگ جانا ہے۔
شیطان، کے ایک معنی سرکش شعلے اور تخریب کاری کے بھی ہیں۔
قرآنی تعلیمات کی رو سے اللہ تعالی کے احکامات کی خلاف ورزی اور سرکشی کرنے والی ہر قوت طاغوت یعنی شیطان ہے۔
تاہم طاغوت ہر غیر خداوندی قوت کا نام ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ۔۸۵

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔۸۶

ترجمہ۔نہیں ہے زبردستی دین میں، ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو کر، سو جو شخص منکر ہو طاغوت اور ایمان لائے اللہ پر تو بیشک اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا، جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔
حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد شیطان ہے۔۸۷؎
حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں ، طاغوت سے مراد کاھن جن پر شیاطین اترتے ہیں۔۸۸؎
عکرمہؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد کاھن ہے۔۸۹؎
ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد ساحر ہے۔۹۰؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسانی صورت میں ہو، لوگ اس کی طرف فیصلے لے جاتے ہوں، اور وہ ان کے معاملات کا مالک ہو۔۹۱؎
مالک بن انسؒ بیان کرتے ہیں، طاغوت سے مراد وہ (شیاطین) ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔۹۲؎

وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ قَالُوْا وَ هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔۹۳

ترجمہ۔ابلیس کے لشکر سب بھی، وہ لوگ دوزخ میں ہوتے ہوئے آپس میں جھگڑیں گے، اللہ کی قسم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم صریح گمراہی میں تھے، جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر مانتے تھے۔

كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۔۹۴

ترجمہ۔ان کا حال اس شیطان کے حال کی طرح ہے جب وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کرلے جب وہ کفر کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کے میں تجھ سے بری ہوں کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔۹۵

ترجمہ۔آپ فرما دیجئے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا جو ہمیں نفع نہیں دیتا اور جو ہمیں ضرر نہیں دیتا، اور کیا ہم اس کے بعد الٹے پاؤں لوٹا دیئے جائیں جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی، کیا ہم اس شخص کی طرح ہو جائیں جسے شیاطین نے جنگل میں بے راہ کر دیا ہو۔ اس حال میں کہ حیران ہو کر بھٹکتا پھر رہا ہو۔ اس کے ساتھی ہیں جو اسے بلاتے ہیں کہ ہدایت کی طرف آ جا ہمارے پاس۔

اور جہاں رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے بے شک اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے کے ہم تمام عالمین کے پروردگار کے فرمانبردار ہو جائیں۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ ۹۶

ترجمہ۔شیطان کا گروہ ہیں سنو یقیناً شیطان کا گروہ ہی خسارہ اٹھانے والا ہے۔

شیاطین کی اولاد:

مجاہد بیان کرتے ہیں! اللہ نے ابلیس کی داہنی ران میں ذکر اور بائیں ران میں فرج بنائی ہے تاہم شیطان اپنی دونوں رانوں کو ملا کر جماع کرتا ہے اور دن میں دس انڈے دیتا ہے اور ہر انڈے سے ۷۰ شیطان اور ۷۰ شیطانیہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ بچوں کی طرح چہچہاتے ہوئے اڑ جاتے ہیں۔ ۹۷

شیطان کی کل اولادوں کی تعداد تو معلوم نہیں لیکن اس کی کچھ مشہور اولادیں درج ذیل ہیں۔

۱۔لاقس۔ ۲۔دلہان۔ یہ دونوں طہارت اور نماز میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔

۳۔مرۃ۔

۴۔زلنبور۔ یہ لوگوں کے دلوں میں بازاروں کی محبت کو کو مزین کرتا ہے، سامان کی جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسمیں کھلوانے کی ذمہ داری اسی شیطان کی ہے۔

۵۔بتر۔ یہ مشکل اور پریشانی میں لوگوں سے آہ وزاری، ماتم اور منہ پر طماچے اور گریبان چاک کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۶۔اعور۔ یہ لوگوں کو زناکاری پر ابھارتا ہے اور مردوں اور عورتوں کے جنسی اعضاء میں پھونک مار کر انھیں شہوت کی جانب آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے۔

۷۔مطروس۔ جھوٹی افواہیں اور خبریں پھیلانا اور لوگوں میں خوف و ہراس بڑھانے کی ذمہ داری اسی شیطان کی ہے۔

۸۔داسم ۔اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے داخل ہوتا ہے تو یہ شیطان بھی اس شخص کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے درمیان لڑائی اور جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔ ۹۸

۹۔خنزرب۔تلاوت قرآن میں حائل ہونے والا شیطان۔
مندرجہ بالا شیاطین اوران کی آل اولاد سے حفاظت اوراللہ کی پناہ میں آنے کے لئے اللہ نے تمام مسلمانوں کواعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا سیکھائی ہے، جب انسان یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ انسان اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور شیطان الرجیم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔۹۹

ترجمہ۔سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔
عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، میری اور میری تلاوت قرآن کے درمیان شیطان حائل ہوجاتا ہے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تم اس کومحسوس کروتوتم اعوذ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لیا کرواور اپنی بائیں جانب تین بارتھک تھکا دیا کرو۔۱۰۰؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔۱۰۱؎۔ترجمہ۔بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۔۱۰۲

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا)اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو، بلاشبہ شیطان رحمن کا نافرمان ہے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۔۱۰۳

ترجمہ۔اور جب یہ لوگ ان سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب تنہائیوں میں اپنے شیطانوں کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم تو تمہارے ساتھ ہیں،ہم تو صرف مذاق بنانے والے ہیں۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔شیطان نے ان دونوں کو درخت کے ذریعہ سے لغزش دی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔شیطان تم کو ڈراتا ہے تنگدستی سے، اور حکم دیتا ہے تمہیں فحش کاموں کا، اور اللہ وعدہ فرماتا ہے تم سے اپنی طرف سے مغفرت کا اور فضل کا، اور اللہ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا۔ ۱۰۷

ترجمہ۔شیطان جس کا ساتھی ہو سو وہ بہت برا ساتھی۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا۔ ۱۰۸

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر گندی چیزیں ہیں شیطان کے کاموں میں سے ہیں لہٰذا تم ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ ۱۱۰

ترجمہ۔شیطان یہی چاہتا ہے کے شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض واقع کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے سو کیا تم باز آنے والے ہو۔

فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ ۱۱۱

ترجمہ۔سو کیوں انہوں نے عاجزی نہ کی۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا، لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر کے دکھلایا۔

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔مت کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور بے شک وہ گناہ ہے اور بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تا کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو بیشک تم مشرک ہو جاؤ گے۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔بلاشبہ بات یہ ہے کے شیطان کا زور ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے بھروسہ رکھتے ہیں۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔ ۱۱۴

ترجمہ۔بے شک مال کو بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۱۱۵

ترجمہ۔(شیطان نے کہا) آپ ہی بتائیے یہ جس پر آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے، اگر آپ نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو میں تھوڑے سے افراد کے علاوہ (آدم) کی پوری ذریت کو اپنے قابو میں کرلوں گا۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۔۱۱۶

ترجمہ۔فرمایا جا ان میں سے جو کوئی شخص تیرے پیچھے چلے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے جو پوری سزا ہوگی۔

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔۱۱۷

ترجمہ۔اور ان میں سے جس پر تیرا قابو چلے اپنی پکار سے ان کے قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالانا اور ان کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کرلینا اور ان سے وعدے کرنا، اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ صرف دھوکہ ہی ہوتے ہیں۔

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۔۱۱۸

ترجمہ۔بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا اور آپ کا رب کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔۱۱۹

ترجمہ۔بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے سوتم اسے اپنا دشمن سمجھتے رہو، وہ اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہوجائیں۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

مِّنْكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۔۱۲۰

ترجمہ۔ان کا حال اس شیطان کے حال کی طرح ہے جب وہ انسان سے کہتا ہے کے کفر کر لے جب وہ کفر کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کے میں تجھ سے بری ہوں کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْن ۔۱۲۱

ترجمہ۔موسی نے اس کا کام تمام کر دیا۔موسیٰ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے، بلا شبہ وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ہے۔

وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔۱۲۲

ترجمہ۔بعض شیاطین ایسے تھے جو (سلیمان) کے لئے غوطہ لگاتے، اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔

وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۔۱۲۳

ترجمہ۔ان کے لئے شیاطین مسخر کر دیئے ہر بنانے والا اور غوطہ لگانے والا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۔۱۲۴

ترجمہ۔ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا بے شک مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے۔

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۔۱۲۵

ترجمہ۔جب چین دینے کے لئے اللہ اپنی طرف سے تم پر اونگھ طاری فرما رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی نازل فرما رہا تھا کہ تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطان کے وسوسے کو دور فرما دے اور تا کہ

تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ذریعہ قدموں کو جما دے۔

وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ ہم نے قریب والے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے، اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنا دیا ہے، اور ہم نے ان کے لیے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ اور حفاظت کی ہے ہر سرکش شیطان سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کافر کے لیے قبر کے اندر جنت کی طرف ایک شگاف کسی قدر کھول دیا جاتا ہے، جس سے وہ جنت کی نعمتوں اور اس کی تر و تازگی کو دیکھتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کے یہ وہ چیزیں ہیں، جن کا رخ اللہ نے تیری طرف سے پھیر دیا ہے۔ پھر دوزخ کی طرف بھی ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے، تاہم جب کافر دوزخ کی طرف آگ کے شعلے آپس میں لپٹتے دیکھتا ہے، کافر سے یہ کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ ۱۲۸

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں۔ ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں۔ جو شخص مرنے کے بعد دوزخ میں چلا جاتا ہے، اس کے جنت والے گھر کے وارث اہل جنت ہو جاتے ہیں اللہ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ۔ ۱۲۹

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم سب کے ساتھ ایک ساتھی جن کو مقرر کیا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالی نے اسے مسلمان کر دیا ہے اور وہ مجھ کو خیر کا حکم دیتا ہے۔ ۱۳۰

وھب بن منبہؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی سے دو انسان ایسے نہیں جن کے ساتھ ایک شیطان مقرر نہ ہو، وہ شیطان کافر کے ساتھ کھانے، پینے اور سونے میں اس

کے بستر میں اس کے ساتھ شریک رہتا ہے ،لیکن وہ شیطان مومنین سے دور رہتا ہے ، وہ مومنین کی غفلت کا انتظار کرتا ہے ، چنانچہ جیسے ہی مومن غافل ہوتا ہے وہ شیطان اس پر غلبہ پا تا ہے۔

شیطان کو دو آدمی بہت پسند ہیں بہت کھانے والا اور بہت سونے والا۔۱۳۱؎

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ، اور حلم (برا خواب جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے ، اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو جاگنے کے بعد بائیں جانب (الٹی طرف) تین بار تھک تھکا دے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے ، اس طرح سے یہ خواب اس شخص کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔۱۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غصہ شیطان کے سبب سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے ، جبکہ آگ پانی کو بجھاتی ہے ، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلے۔۱۳۳؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ شیطان کی جانب سے ایک ڈاکہ ہے جو وہ بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔۱۳۴؎

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کے وہ اپنے سیدھے ہاتھ سے کھائے ، پیے ، دین لین بھی سیدھے ہاتھ سے کرے ، کیونکہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا ، پیتا اور دین لین کرتا ہے۔۱۳۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی شخص کو دوران نماز جمائی آئے وت وہ جس قدر ممکن ہو اس کو روکے کیونکہ جمائی لیتے وقت جب منہ کھلتا ہے تو شیطان منہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔۱۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان جب سجدہ تلاوت کی تلاوت اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے بھاگ جاتا ہے ، اور کہتا ہے ہے ، ہائے انسان کو سجدہ کو حکم ملا اور اس نے سجدہ کرلیا

جس کی وجہ سے وہ جنت کا مستحق ٹھہرا اور ایک میں ہوں جب مجھے سجدے کا حکم ملا تو میں نے انکار کیا اور میرے لئے جہنم ہے۔ ۱۳۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان کو گالی نا دو بلکہ اللہ سے اس کے شر سے پناہ مانگو۔ ۱۳۸؎

حضرت ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر جب کہیں پڑاؤ ڈالا جاتا اور لوگ اپنی پسندیدہ جگہوں کا انتخاب کر کے ادھر ادھر بکھر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حرکت کو ناپسند فرماتے اور کہتے! تمھارا اس طرح گھاٹیوں اور میدانوں میں منتشر ہونا صرف شیطان کی وجہ سے ہے۔ ۱۳۹؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنے لشکر روآنہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پیدا کرتا ہے چنانچہ شیطان اس وقت بے حد خوش ہوتا ہے جب دو میاں بیوی جدا ہوجاتے ہیں۔ ۱۴۰؎

میاں بیوی کا رشتہ شیطان کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کیونکہ نکاح نصف ایمان ہے، جبکہ شیطان انسان کے ایمان کا سخت دشمن ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتر کا پیچھا (کبوتر بازی) کرتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے دوڑا جارہا ہے۔ ۱۴۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شیطان انسان کے خون میں گردش کرتا ہے۔ ۱۴۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عجلت اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ ۱۴۳؎

شام کو شیطان گھر میں داخل نہ ہوسکے:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رات کو دروازے بند کردو، برتن ڈھانپ دیا کرو یا انھیں الٹا کر کے رکھ دو اور اگر انھیں ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ملے تو اللہ کا نام لے کر لکڑی ہی اس پر رکھ دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور چراغ کو بجھا دو کیونکہ شیطان نہ دیوار

اور جہاں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

پھلانگ سکتا ہے نہ بن دروازوں کو کھول سکتا ہے اور نا ہی برتن کے ڈھکن کو اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بندھی ہوئی چیز کا تسمہ کھول سکتا ہے۔ ۱۴۴

حزب شیاطین/شیاطین کا گروہ:

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ ۱۴۵

ترجمہ۔حزب شیطان (شیاطین کا گروہ) یقیناً حزب شیطان (شیطان کا گروہ) ہی خسارہ اٹھانے والا ہے۔

حزب شیطان سے مراد شیطان کی پارٹی کے لوگ ،شیطان کی پارٹی خالص شیاطین کے لئے کام کرتی ہے، ان کے جھنڈے تلے چلتی ، ان کے نام سے کام کرتی اور ان کے مقاصد پورے کرتی ، تاہم یہ پارٹی خالص شر اور سراسر خسارے میں ہے۔

اگرچہ یہ بہت شدید اور سخت تنقیدی حملہ ہے جو منافقین پر کیا گیا ہے، تاہم اس سخت تنقیدی حملے کی ضرورت اسی لئے پیش آئی کیونکہ منافقین مسلمانوں کے خلاف دن رات یہودیوں سے مل کر انتہائی خطرناک سازشوں اور تدابیر میں مصروف رہتے کیونکہ منافقین یہودیوں کے ہاں پناہ لیتے اور یہ سمجھتے کے یہودی ایک قابل قدر قوت ہیں ،جن سے لوگ ڈرتے ہیں ، دوسری جانب منافقین کی تمام امیدوں کا محور یہی اہل یہود تھے، اسی غرض سے وہ ان سے مشورہ اور معاونت بھی طلب کرتے۔

مذکورہ بالا آیت میں موجود اس تنقیدی حملے سے مسلمانوں کو دلی اطمینان حاصل ہوا، کیونکہ اللہ تعالی مسلمانوں کو سپر پاور سے مایوس فرماتے ہوئے کہتا ہے کے ان یہودیوں پر تو ذلت اور شکست لکھ دی گئی ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی غالب رہیں گے۔ ۱۴۶

حضرت سعید جزریؒ بیان کرتے ہیں ،آیت نقیض له شیطنا سے مراد ان پر شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے یعنی کافر جب قیامت کے دن اپنی قبر سے اٹھے گا تو شیطان اس کا ہاتھ پکڑے ہوگا اور وہ اس سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کے دونوں کو اللہ تعالیٰ آگ کی طرف پہنچا دیں گے اس وجہ سے وہ اس وقت کہے گا۔

اور جہاں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نے ظالمین کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

حَتّٰٓی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ۔ ۱۴۷

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب والی دوری ہوتی سو تو برا ساتھی تھا۔

لیکن مؤمن کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو وہ اس کو جنت کی طرف لے جائے گا۔

۱۴۸ ؎۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ،شیطان صرف انھی لوگوں پر تسلط قائم کرتا ہے جو شیاطین سے دوستی لگاتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ۱۴۹ ؎

ارشادات خداوندی ہیں:

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔ ۱۵۰

ترجمہ۔شیطان نے ان کے اوپر قابو پالیا، پس انہیں اللہ کی یاد بھلا دی گئی ہے، کیونکہ شیطان ان پر مسلط ہو چکا جس نے انہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا۔

وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۔ ۱۵۱

ترجمہ۔ جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ۔ ۱۵۲ ؎۔ ترجمہ۔ یہ لوگ حزب شیطان ہیں۔

دور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شیاطین کی جماعت تین گروہوں پر مشتمل تھی۔

۱۔ان میں شیطان کا سب سے طاقتور ہتھیار مشرکین عرب تھے،جنہوں نے اسلام کی شدید مخالفت کی ، یہی نہیں بت پرستی اور باطل معبودوں کی حمایت میں ہر طرح کی قربانیاں دیں ،اپنی گردنیں کٹوائیں اور جنگیں بھی لڑیں۔

۲۔دوسرا گروہ یہود مدینہ کا تھا۔

۳۔تیسرا گروہ منافقین پر مشتمل تھا۔منافقین مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے ان کے خلاف

fifth columnists کا کردار ادا کر رہے تھے۔

مذکورہ بالا آیت میں بالخصوص ان ہی لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، اگر چہ یہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور مسلمانوں کی صفوں میں بیٹھتے ہیں لیکن دراصل یہ حزب شیطان ہیں۔ ۱۵۳؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔
۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۷۰۔
۳۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۴۰۔
۴۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۱۰۔
۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ
۷۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۶۔
۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۔
۱۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۷۔
۱۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۹۔
۱۶۔سورہ انفال۔آیت۔۳۷۔
۱۷۔غرر الحکم۔
۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۳۔
۲۰۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۷۔
۲۱سورہ ھود۔آیت۔۱۱۶۔

۲۲۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۷۔
۲۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۲۴۔سورہ انفال۔آیت۔۵۳۔
۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۶۔
۲۶۔سورہ یونس۔آیت۔۴۰۔
۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۸۸۔
۲۸۔سورہ روم۔آیت۔۴۱۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۔
۳۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۵۱۔
۳۱۔سورہ محمد۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۳۲۔سورہ القصص۔آیت۔۷۷۔
۳۳۔سورہ یونس۔آیت۔۸۱۔
۳۴۔سورہ مومنون۔آیت۔۷۔
۳۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۲۲۔
۳۶۔سورہ فجر۔آیت۔۱۰۔۱۳۔
۳۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۷۔
۳۸۔سورہ القصص۔آیت۔۴۔
۳۹۔سورہ مومن/غافر۔آیت۔۲۶۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۳۔
۴۱۔سورہ یونس۔آیت۔۹۱۔
۴۲۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۹۔
۴۳۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۱۷۔
۴۴۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۳۶۔
۴۵۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۳۷۔
۴۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔
۴۷۔سورہ نمل۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۴۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۵۰۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۲۴۔
۵۱۔سورہ کہف۔آیت۔۹۴۔
۵۲۔سورہ کہف۔آیت۔۹۵۔
۵۳۔سورہ کہف۔آیت۔۸۰۔
۵۴۔سورہ قصص۔آیت۔۷۶۔
۵۵۔سورہ قصص۔آیت۔۷۷۔
۵۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۲۔
۵۷۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۳۔
۵۸۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۴۔
۵۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔
۶۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۰۔
۶۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۶۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۶۳۔سورہ نحل۔آیت۔۸۸۔
۶۴۔سورہ ص۔آیت۔۲۸۔
۶۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۶۔
۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۶۷۔سورہ انفال۔آیت۔۵۶۔
۶۸۔سورہ قصص۔آیت۔۸۳۔
۶۹۔سورہ الحجرات۔آیت۔۹۔
۷۰۔سورہ النساء۔آیت۔۹۳۔
۷۱۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۴۰۔
۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۵۔سورہ مائدہ۔آیت ۳۳۔
۷۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۳۔
۷۷۔سورہ انفال۔آیت۔۲۸۔
۷۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۷۹۔ نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔ مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۸۰۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔ تفسیر صاوی۔ علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ ج۔۱۔ ص۔۵۱۔ سولہواں سیپارہ۔ دارالکتب العربیہ۔
۸۲۔ سورہ القصص۔ آیت۔۷۷۔
۸۳۔ سورہ یونس۔ آیت۔۸۱۔
۸۴۔ سورہ مومنون۔ آیت۔۷۔
۸۵۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔۲۲۔
۸۶۔ سورہ فجر۔ آیت۔۱۰۔۱۳۔
۸۷۔ سورہ اعراف۔ آیت۔۱۲۷۔
۸۸۔ سورہ القصص۔ آیت۔۴۔
۸۹۔ سورہ مومن/ غافر۔ آیت۔۲۶۔
۹۰۔ سورہ اعراف۔ آیت۔۱۰۳۔
۹۱۔ سورہ یونس۔ آیت۔۹۱۔
۹۲۔ سورہ عنکبوت۔ آیت۔۲۹۔
۹۳۔ سورہ الشعراء۔ آیت۔۹۵۔۹۸۔
۹۴۔ سورہ حشر۔ آیت۔۱۶۔
۹۵۔ سورہ انعام۔ آیت۔۱۷۔
۹۶۔ سورہ محمد۔ آیت۔۲۱۔۲۲۔
۹۷۔ تفسیر صاوی۔ علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ ج۔۳۔ ص۔۲۴۔ سولہواں سیپارہ۔ دارالکتب العربیہ۔
۹۸۔ تفسیر صاوی۔ علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ ج۔۳۔ ص۔۱۷۔ دارالکتب العربیہ۔
۹۹۔ سورہ النحل۔ آیت۔۹۸۔
۱۰۰۔ المصنف۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۱۰۱۔ سورہ یوسف۔ آیت۔۵۔
۱۰۲۔ سورہ مریم۔ آیت۔۴۴۔
۱۰۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔۱۴۔
۱۰۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔۳۶۔
۱۰۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔۲۰۸۔
۱۰۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔۲۶۸۔

۱۰۷۔سورہ النساء۔آیت۔۳۸۔
۱۰۸۔سورہ النساء۔آیت۔۷۶۔
۱۰۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۰۔
۱۱۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۱۔
۱۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۴۳۔
۱۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۱۔
۱۱۳۔سورہ النحل۔آیت۔۹۹۔
۱۱۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۷۔
۱۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۲۔
۱۱۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۳۔
۱۱۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۴۔
۱۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۵۔
۱۱۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۶۔
۱۲۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۶۔
۱۲۱۔سورہ القصص۔آیت۔۱۵۔
۱۲۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۸۔
۱۲۳۔سورہ ص۔آیت۔۳۷۔
۱۲۴۔سورہ ص۔آیت۔۴۱۔
۱۲۵۔سورہ انفال۔آیت۔۱۱۔
۱۲۶۔سورہ الملک۔آیت۔۵۔
۱۲۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۔
۱۲۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۹۔تفسیر مظہری۔مولانا ثناء اللہ عثمانی۔مکتبہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف۔
۱۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۳۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔ دارارقم بیروت۔
۱۳۵۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۳۶۔ مشکوۃ۔ امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۱۳۷۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۸۔ جامع الاحادیث الکبیر۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۹۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۰۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۴۱۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۲۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۴۳۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۴۔ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔
۱۴۵۔ سورہ المجادلہ۔ آیت۔ ۱۹۔
۱۴۶۔ فی ظلال القرآن۔ سید قطب شہید۔ ادارہ منشورات اسلامی منصورہ۔ ملتان روڈ۔
۱۴۷۔ سورہ الزخرف۔ آیت۔ ۳۸۔
۱۴۸۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۴۹۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۵۰۔ القران۔
۱۵۱۔ سورہ الزخرف۔ آیت۔ ۳۶۔
۱۵۲۔ سورہ المجادلہ۔ آیت۔ ۱۹۔
۱۵۳۔ تفسیر البیان القرآن۔ ڈاکٹر اسرار احمد۔ مکتبہ رحمانیہ۔ اردو بازار لاہور۔

باب ۱۳

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ (رحمن:۲۶)

جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! فتح کا حامل بندہ یہ دیکھتا ہے کے لاشمار کہکشانی نظام تخلیق ہو رہے ہیں اور لاشمار دور سے گزر کر فنا بھی ہو رہے ہیں۔ ۱؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ۔ ۲؎۔ ترجمہ۔ جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! یہ دنیا ایک طرف بقا ہے تو دوسری طرف فنا ہے، ایک طرف فنا ہے تو دوسری طرف بقا ہے۔ ۳؎

فنا اور بقا کا یہ کھیل ریت کے گھروندے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

عقیدہ آخرت دین اسلام کا ایک نہایت اہم ترین عقیدہ ہے ،جس پر مضبوط ایمان انسانی معاشرے کو ایمان ،عبادات، اخلاقیات، عدل وانصاف اور خلق خدا کے ساتھ نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے تا کہ اس دنیا کی نیکیوں کے سبب اگلے جہان میں انعامات اور بہترین مقامات کو متعین کیا جا سکے۔

قرآن کریم کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں عقیدہ آخرت سے متعلق کوئی اشارہ نا پایا جاتا ہو مثلاً روز قیامت حساب کتاب، جنت جہنم ،قبر، جزا سزا، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا، جنت کی نعمتوں کا ذکر، دوزخ کی سختیوں کا ذکر کامیاب اور ناکام لوگوں کے قصے، گزشتہ اقوام پر عذاب کے واقعات وغیرہ۔

قرآن کریم میں آخرت کا لفظ ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے اور دنیا کا لفظ بھی ۱۱۵ مرتبہ ہی آیا ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! انسان لاشمار سیاروں میں آباد ہے،اوران کی اقسام کتنی ہیں؟ اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے، یہی بات فرشتوں اور جنات کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔۴؎

اسلام کے تصور آخرت کے مطابق یہ دنیا فانی ہے اور ایک دن یہ دنیا اور اس میں بسنے والی تمام مخلوق فنا ہوجائے گی۔

تمام کائناتی دنیاؤں میں اللہ کے حکم سے قیامت قائم ہوگی تاہم کچھ میں ہوچکی کچھ میں ہورہی ہے اور کچھ میں ہوگی۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں !ارشادخداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ۔۵

انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے،جس میں لامحدودیت ہےلیکن وہ اسفل سافلین یعنی محدودیت میں مقید ہوگیا،جبکہ قرآنی تعلیمات انسان جواللہ کی بہترین تخلیق ہےاس کومحدودیت یعنی (ٹائم اوراسپیس) سےنکل کرلامحدودیت میں داخل ہونے کے پیغامات دیتی ہے،تاہم انسان ساری عمرمحدودیت میں ہی زندگی بسرکرکے مرجاتاہے، دوسری جانب اسپیس سےبھی سرف نظر آسان نہیں جبکہ ٹائم یعنی ایک سیکنڈ کاہزارواں فریکشن بھی وقت ہی سمجھا جائے گا۔٦؎

(حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جس طرح دنیا میں کسی حکومت یانظام کو چلانے کے لئےمختلف شعبے ہوتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالی نے کائناتی نظام کو چلانے کے لئےتکوین کانظام قائم کیاہے، اولیاء کرام تکوینی نظام میں اللہ کی مشیت کے مطابق فرائض منصبی اداکرتے ہیں، فرشتے معاونین کی حیثیت سے کام کرتے ہیں، ہرآدمی کے ساتھ 20000فرشتے کام کرتے ہیں،آدمی کی حیثیت کٹھ پتلی جیسی ہے، کٹھ پتلی 20000ڈوریوں کے ذریعہ حرکت کرتی ہے،آدمی کوفقط ارادہ کااختیار ہے، جب کےحرکت کرنے کی ڈوریاں فرشتے ہلاتے ہیں، یہی صورت دیگر مخلوقات کی ہے، انسان اللہ کے نائب کی حیثیت سے کائناتی کمپیوٹر سے واقف ہے، روحانی

ہستیاں فرماتی ہیں کے یہ دنیا روحانی دنیا کا عکس ہے، روحانی دنیا میں بہتر انتظام کے شعبے اور وزارتیں قائم ہیں۔ مادی دنیا اس کی نقل ہے۔ ۷

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! قرآن پاک میں کتاب المبین کا تذکرہ ہے، کتاب المبین ازل تا ابد کی مکمل تصویر ہے، ازل سے ابد تک جتنا بھی ریکارڈ ہے وہ سب کتاب المبین میں محفوظ ہے۔ ۸

قیامت:

قیامت کا قائم ہونا برحق ہے، یہ دنیا عارضی ہے جہاں کچھ دیر کے لئے انسان کو بھیجا گیا ہے، اس کے بعد وہ اپنے ازلی مقام کی جانب لوٹ جائے گا۔ قرآن کریم میں قیامت کی آمد، اس کی ہولناکیوں، اس کے زلزلے اور اس کی تباہی کا ہولناک نقشہ اللہ تعالی نے بے شمار سورتوں میں بیان فرمایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۹

ترجمہ۔ قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہوجائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًا ۙ وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا ۔۱۰

ترجمہ۔ بے شک وہ یوم حشر کو بہت دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ مَّاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ۔۱۱

ترجمہ۔ ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے، اس حال میں کے وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔

فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ

فَأَنّٰى لَهُمْ إِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۔۱۲

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کررہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آجائے سو بے شک اس کی نشانیاں آچکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا ۔۱۳

ترجمہ۔قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کونسا وقت ہے، کہہ دو اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے، وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا۔

وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔۱۴

ترجمہ۔روز قیامت یہ زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۔۱۵

ترجمہ۔پھر تم کس طرح بچو گے اگر تم نے بھی انکار کیا (روز قیامت) بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہوگا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔۱۶؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔۱۷؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات

نہ کرے۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔۱۹؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر نے بیان کیا! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصریؒ اور قتادہؒ کہتے ہیں، ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔۲۰؎

موت برحق ہے:

موت برحق ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا ۔۲۱

ترجمہ۔اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

اَيۡنَمَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۔۲۲

ترجمہ۔تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو پالے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاۡتِ بِاٰخَرِيۡنَ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيۡرًا ۔۲۳

ترجمہ۔اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔

وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ۔۲۴

ترجمہ۔اگر تم حق سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ۔۲۵

اور جہاں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

ترجمہ۔ اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔۲۶؎

ترجمہ۔ منافقین کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ۔۲۷؎

ترجمہ۔ اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ کے اختیار میں اپنی مخلوقات کی موت ہے:

اسم الممیت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی موت دینے والا، یہ (م۔و۔ت) سے مشتق ہے۔۲۸؎

ممات۔ کی ضد حیات ہے۔

موت۔ کا لفظ اصطلاحاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے یعنی حرکت اور ارتقاء کا رک جانا اور پرسکون کیفیت کا وارد ہو جانا۔

الممیت۔ اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی اللہ تعالی ہر ذی نفس کو موت کے مرحلے سے ضرور گزرے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے۔۲۹؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔۳۰؎۔ ترجمہ۔ جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔

اسم الممیت کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الممیت کا نظام کائنات میں نہایت اہم کردار ہے کیونکہ قرآن خود کہتا ہے!

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔۳۱؎۔ ترجمہ۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے چنانچہ کائنات کے ہر ذی نفس جس میں روح موجود ہے اس کو موت کے مرحلے سے لازماً گزرنا ہے تاہم مومنین اور مشرکین کی موت کی کیفیات میں فرق ہے

اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے ہر انسان کی موت کی کیفیات دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ جب ہر انسان، اس کی زندگی کے تجربات اور مشاہدات، وقت پیدائش اور اس کے زندگی کے حالات وواقعات الگ ہیں تو پھر سب کو موت ایک جیسی کیسے آسکتی ہے؟ یقینی طور پر ہر شخص کے لئے موت کا آنا اس کے لئے زندگی کا ایک انوکھا تجربہ ہے جس تجربے سے وہ اس سے قبل کبھی نہیں گزرا۔

اہل علم اور صوفیاء اپنی کتب میں لکھتے ہیں، حقیقت تو یہ ہے! روح قبض ہونے کی کیفیت میں بے حد سرور پایا جاتا ہے اس سرور کو مثال سے بیان کرنا ناممکن ہے اس کیفیت میں ہلکی ہلکی سنسناہٹ ہوتی ہے جبکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کے وہ آہستہ آہستہ فضاء میں اوپر کی جانب اٹھ رہا ہے اور اس کے چاروں جانب گہرا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ ۳۲ے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا۔ ۳۳ے

ترجمہ۔ قسم ہے فرشتوں کی جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھول لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو، تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۳۴ے

کفار، مشرکین، منکرین اور منافقین کی موت کی کیفیات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا۔ ۳۵ے

ترجمہ۔ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھینچتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔
مقاتل نے کہا ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔۳۶؎
حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔۳۷؎
بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور ان سے یہ کہا جاتا ہے، اے خبیث روح اس حال میں کہ تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکلا اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۳۸؎

انسانی جسم میں خلیات کا نظام:

اسم الممیت کی کائنات میں اس قدر گہرائی تک نفوذ پذیری ہے جس کا تصور بھی عقل انسانی سے باہر ہے مثلاً اگر انسانی جسم میں خلیات کے نظام اور ان کی موت اور زندگی کا ہی مطالعہ کر لیا جائے تو عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق خلیات جنھیں انگریزی زبان میں cell کہا جاتا ہے، وہ زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی تصور کیا جاتا ہے ،تمام جاندار خلیات سے مرکب ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے انسانی جسم مختلف خلیات کا مجموعہ اور مرکب ہے۔

سائنسدانوں ے مطابق ایک اوسط قد وقامت کے انسان میں تقریباً ایک ہزار کھرب یعنی 100 Trillion cells پائے جاتے ہیں ۔ یہ خلیات روز بنتے اور روز آنہ ختم ہوجاتے ہیں جبکہ ان کی جگہ نئے خلیات جنم لے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی ومت تک بدستور جاری رہتا ہے۔

انسانی جسم میں اندازاً ۲۰۰ اقسام کے مختلف شکل وصورت کے خلیات پائے جاتے ہیں جن کو قدرت نے مختلف ذمہ اریاں سونپی ہیں تاہم ان کا حجم ، وزن ، شکل وصورت اور ذمہ داریوں میں فرق پایا جاتا ہے۔

انسانی خون میں نہایت باریک ذرات پائے جاتے ہیں جنھیں تھرامبوسائٹس (Thrombo Cytes) کہا جاتا ہے ان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں یہ گول اور بیضوی شکل کے انتہائی چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جن کی تعداد انسانی جسم میں اندازاً ۲۵ کھرب کے قریب ہوتی ہے لیکن ان کی زندگی کا دورانیہ محض چار دن ہے اور چار دن کے بعد انسانی جسم کی ہڈیوں میں پایا جانے والا گودا انھیں دوبارہ بنالیتا ہے انسانی جسم میں تھرامبوسائٹس کا کام خون کی نالیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت یا کسی بھی اندرونی چوٹ کو بروقت مدد پہنچانا ہے تاہم کسی بھی چوٹ یا زخم لگنے ی صورت میں تھرامبوسائٹس کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ فوری طور پر جسم کی چوٹ یا زخم کو امداد فراہم کرتے ہیں تاہم متاثرہ جگہ پر پہنچنے کے بعد یہ اپنے حجم و ۲۰ گنا تک بڑھا لیتے ہیں اور اپنے اندر سے ایک چپچپا مادہ خارج کرتے ہیں جس ی وجہ سے متاثرہ حصہ جلد ٹھیک ہونے لگتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ہر سیکنڈ خون کے ۱۰،۰۰۰۰۰ (دس لاکھ) سرخ خلیات ختم ہوتے ہیں اور اگلے ہی لمحے اتنی ہی کثیر تعداد میں نئے خلیے پیدا ہوجاتے ہیں یعنی اسم الممیت کی نفوذ پذیری اس سطح پر بھی نظر آتی ہے تاہم بے شمار جاندار تو ایسے بھی ہیں جو محض چند سیکنڈ یا منٹ کے لئے ہی پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں یعنی اس سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں وہ پیدا ہوئے ، جوان ہوئے اور بوڑھے ہوکر مر گئے یعنی اس سیکنڈ میں انھوں نے نہایت تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام مراحل گزارتے ہوئے موت کو گلے لگا لیا۔

جانداروں میں خلیات کی سطح پر کئی اسماء الحسنیٰ انھیں سنبھالے ہوئے ہیں یہاں ہمیں اسم الحی القیوم، المحیی اور الممیت صفات نظر آ رہی ہے جبکہ ابھی پوری کائنات ابھی باقی ہے صرف خلیات کی سطح پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ انکشافات حیران کن ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ ٣٩

ترجمہ۔ ہر امت کے لیے ایک معیاد معین ہے، پھر جب وہ معیاد ختم ہوگی تو وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔ ٤٠

ترجمہ۔ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کے وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۔ ٤١

ترجمہ۔ موت کی بے ہوشی برحق ہے۔ یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ ٤٢

ترجمہ۔ اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی، پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا! میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے، وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۴۳

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۴۴؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں، مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے، اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۴۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں تھے اور آپ ﷺ ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا! عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کردیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے، جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کردیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کردیا گیا ہے پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی! پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا، پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔ ۴۶؎

امام حسنؓ سے وصیت میں آپ نے فرمایا جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہونہ کے بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہونہ کے زندگی کے لئے۔

جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے۔
انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔
سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ ۴۷

کافروں پر اللہ کی گرفت:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۔۴۸

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۔۴۹

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا، یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے، جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۔۵۰

اللہ کافروں کے ایک گروہ کو (جڑ سے) کاٹ دے یا انھیں (شکست خوردہ کر کے) رسوا کرے تو وہ نامراد ہو کر لوٹ جائیں۔

مَّثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَّا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ ۔۵۱

ترجمہ۔ کفار کے اعمال گویا راکھ ہیں جسے آندھی اڑا کر لے گئی ہو، جو کچھ انہوں نے کمایا تھا اس میں کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نا رہا، یہ بھی بڑی دور کی گمراہی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ وَغَرَّهُمْ

فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۔۵۲

ترجمہ۔(یہودی) کہتے ہیں ہمیں ہرگز آگ نہیں چھوئے گی، مگر چند دن گنتی کے، یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں، انہیں دین میں دھوکہ دیا ہوا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔۵۳

ترجمہ۔ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں۔

لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔۵۴

ترجمہ۔(اے ابلیس) میں تجھ سے اور تیرے تمام متبعین سے جہنم کو بھر دوں گا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔۵۵

ترجمہ۔جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں، ہم کفار پر عذاب بھیجنے والے نہیں ہیں۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۔۵۶

ترجمہ۔کیا جو لوگ برے کام کرتے ہیں، انھوں نے یہ گمان کر لیا ہے کے ہم ان کو ان لوگوں کی مثل کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کا مرنا اور جینا برابر ہو جائے گا، وہ لوگ یہ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

موت کی موت:

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن موت کو سرمئی مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک منادی یہ ندا کرے گا، اے اہل جنت اور اہل جہنم دیکھ لو یہ موت ہے کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب ہاں کہیں گے اور اس مینڈھے کو پہچان لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا پھر یہ ندا کی جائے گی، اے اہل جنت! اب دوام ہے پس موت نہیں ہے اور اہل دوزخ سے بھی یہی کہا جائے گا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں حسرت والے دن سے ڈرائے، جب فیصلہ ہو چکا ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں بے شک ہم ہی زمین اور اس کے وارث ہیں، جو اس پر ہیں اور وہ سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! کائنات میں بے شمار نوعیں ہیں ہر نوع اور ہر نوع کا ہر فرد نوعی اور انفرادی حیثیت سے خیالات کی لہروں کے ذریعے ایک دوسرے سے مسلسل اور پیہم ربط رکھتے ہیں تاہم کہکشانی نظام اور ہمارے درمیان ایک بڑا مستحکم رشتہ ہے۔ ہمارے ذہن میں جو خیالات آتے ہیں وہ دوسرے نظاموں اور ان کی آبادیوں سے ہمیں موصول ہوتے ہیں یہ خیالات روشنی کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں عام خیال یہ ہے کے یہ ہماری اپنی اختراعات ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے، تین انواع کی طرز عمل میں زیادہ اشتراک ہے جنھیں قرآن کریم میں انسان، فرشتے اور جنات کہا گیا ہے یہ نوعیں سارے کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں اور ان کے ذہن سے تخلیق کی لہریں خارج ہو کر کائنات میں منتشر ہو جاتی ہیں۔

ایمان بالبعث یعنی (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان)

کل کائناتی دنیاؤں میں بسنے والی کل مخلوقات کو بھی اللہ کے حکم سے موت کے مرحلے سے گزر کر اللہ کے روبرو حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ قیامت کے قیام کے بعد اپنی مخلوقات بالخصوص انسانوں کو جمع فرمائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کئے جائیں گے، کئی لوگ جنت میں اور کئی جہنم میں جھونکے جائیں گے، انسان کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان (ایمان بالبعث) کہلاتا ہے، اللہ کے لئے اپنی مخلوقات کو جمع کرنا اور ان کے درمیان فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

یوم حشر ہر انسان اللہ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔ ۵۸؎

یوم حشر کی سختی کا ذکر فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کے اس دن لوگ اپنے کان کی لو تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ۵۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا فرمایا اور وہ صور حضرت اسرافیل کو عطا فرمایا گیا جسے وہ اپنے منہ میں رکھے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کے انھیں کب حکم دیا جائے گا، حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صور کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس کی گولائی اتنی بڑی ہے جتنی آسمانوں کی چوڑائی ہے۔

راوی نے لکھا ہے زمین میں تین بار صور پھونکا جائے گا۔ ۱۔ پہلی مرتبہ میں لوگ دہشت زدہ ہوجائیں گے۔

۲۔ دوسری دفعہ میں سب لوگ مرجائیں گے۔ ۳۔ تیسری دفعہ میں سب لوگ اللہ رب اللعالمین کے سامنے کھڑے ہوجائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ! ۴۰ دن انھوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۶۰؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ

دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ رائی کے دانے کی طرح ہے، وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے، جو چو پایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے، اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔۶۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے، جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! 'عجب الذنب' (دم کی ہڈی کا سرا)۔۶۲؎

اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنی تمام مخلوقات کو جمع فرمائیں گے

اللہ کی صفت جامع کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ يَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ۔ ۶۳

ترجمہ۔ اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا! کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟

وَ تَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِيۡ بَعۡضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا۔ ۶۴

ترجمہ۔ ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

الجامع۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔م۔ع) سے مشتق ہے۔۶۵؎

عربی زبان میں الجمع سے مراد مختلف چیزوں کو جمع کرنا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کے الجامع کا مطلب مختلف چیزوں کو قریب لا کر ملا دینے والا۔

الجمیع، لشکر کو کہتے ہیں۔

مجتمع۔ سے مراد قبیلہ۔

الجماع سے مراد ہر وہ چیز جس کے اجزا باہم ملے ہوئے ہوں۔

جمع الکف سے مراد بندھی ہوئی مٹھی کو کہتے ہیں۔

الجمع۔ مذکر ہے۔

جمع۔ مونث ہے۔

امر جامع سے مراد عظیم الشان کام کے لئے لوگوں کا جمع ہونا۔ ۶۶؎

یوم الجمعۃ۔ سے مراد جمعہ کا دن، قبل اسلام اہل قریش ہفتے کے کسی ایک دن جس کو وہ یوم العروبہ کہتے تھے دار قصی کے پاس دار الندوہ

(قومی دار المشاورت) میں جمع ہوتے۔

کعب بن لوی نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا تاہم اسی حیثیت سے وہ المجمع قصی بن کلاب کے لقب سے مشہور ہوئے یہی وہ پہلے شخص تھے کے جنھوں نے دار الندوہ بنایا تھا تاہم اسی سے جمعہ کا مطلب بھی واضح ہوجاتا ہے یعنی مشورے کے لئے تمام سرداران قریش کا ایک جگہ ایک خاص دن (یوم الجمعہ) کو جمع ہونا اور آپس کے معاملات کا باہمی صلاح مشورے کے ذریعے حل نکالنا۔

صاحب محیط لکھتے ہیں کے الجمعہ۔ اجتماع سے ماخوذ ہے۔

اجمعین۔ جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اجماع سے مراد امت کے علماء کرام کا کسی ایک بات پر اتفاق۔

الجامع۔ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک جس کے معانی جمع کرنے والے کے ہیں۔ ۶۷؎

اسم الجامع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الجامع کی نفوذ پذیری نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی کی ایک صفت رب اللعالمین ہے چنانچہ عالمین میں بے شمار نظام موجود ہیں جہاں بے شمار مخلواقات آباد ہیں اور وہاں بدستور اللہ کا حکم اور امر اترتا ہے اس اعتبار سے بے شمار کائناتی دنیاؤں میں کہیں قیامت بھی قائم ہوچکی تاہم اسپیس سائنٹسٹ نظام کائنات میں موجود بلیک ہولز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کے یہ وہ سیارے اور ستارے ہوتے ہیں جن پر موت طاری ہوگئی باالفاظ دیگر اس سیارے یا ستارے کا وقت قیامت آن پہنچا چنانچہ اللہ وہاں موجود مخلوقات کو جمع فرمانے پر قادر ہیں اسی طرح سے تمام انسانوں کو روز قیامت جمع کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی!

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ ٦٨؎۔ ترجمہ۔ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔
یعنی تمام انس و جن، فرشتوں اور کل مخلوقات کو جمع کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔٦٩

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

ارشادات خداوندی:

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ ٧٠؎۔ ترجمہ۔ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔٧١

ترجمہ۔بے شک تو اس دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔٧٢

ترجمہ۔کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن جمع کریں گے جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کاموں کی پوری پوری جزا دی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔٧٣

ترجمہ۔جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان ے کیے ہوئے کاموں کی انھیں خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے اور وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔٧٤

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ۔٧٥

اور جہاں کُلُّ مَنۡ عَلَیۡھَا فَانٍ

ترجمہ۔اللہ نے ان سب کو خوب اچھی طرح شمار کیا ہے اور ان سب کو اچھی طرح گن رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! (روز قیامت) جہنم کو لایا جائے گا اس کی ۷۰،۰۰۰ (ستر ہزار) لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ رہے ہوں گے۔۷۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مقاتل نے کہا کے ستر ہزار فرشتے جہنم کو ہانکتے ہوئے لائیں گے اور ان فرشتوں کے ہاتھوں میں جہنم کی لگام ہوگی اور دوزخ غیظ وغضب سے چنگھاڑ رہی ہوگی اور اس کو لا کر عرش کے بائیں جانب گاڑ دیا جائے گا۔۷۷؎

انسان کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِهِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ۔۷۸

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں جو لائق ہوں گے وہ بھی ان میں داخل ہوں گے، اور ان پر ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوں گے۔

اہل جنت کے اہل وعیال:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ اور اپنی بیوی اور اولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں حاصل ہے پس وہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔۷۹؎

حضرت خدیجہؓ بیان کرتی ہیں کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے فوت شدہ والدین کے

بارے میں سوال کیا؟ جو کے زمانہ جاہلیت میں کفر کی حالت میں انتقال کر چکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! وہ دونوں جہنم میں ہیں یہ بات حضرت خدیجہؓ کو ناگوار گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو تم بھی ان سے بغض رکھو گی انھوں نے سوال کیا کے میری جو اولاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جنت میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد جہنم میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۔ ۸۰

ترجمہ۔ایمان والوں کو اور ان کی اولاد کو جس نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ہم مومنین کے عمل سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔

زازان بیان کرتے ہیں، میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا انھوں نے فرمایا کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر اللہ کی طرف سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کے جس شخص نے اپنا حق لینا ہو تو آئے اور اپنا حق لے لے، بخدا اگر بچے اپنے باپ پر یا کسی کا اپنے بیٹے یا بیٹی یا اپنی بیوی پر جو بھی حق ہو گا وہ لے لے گا، خواہ وہ چھوٹا حق ہو۔

حوالہ کتب:

۱۔شرح ولوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۳۳۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۔سورہ رحمن۔آیت ۲۶۔
۳۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۴۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۵۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔
۶۔ خطبات لاہور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۴۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۷۔ماہنامہ قلندر شعور۔شمارہ۔اگست۔۲۰۱۵ء۔
۸۔شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۹۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۱۰۔سورہ المعارج۔آیت۔٦۔۷۔
۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۹۷۔
۱۲۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۱۴۔سورہ الزمر۔آیت۔٦۷۔
۱۵۔سورہ المزمل۔آیت۔۱۷۔
۱٦۔الابعث۔
۱۷۔مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱٦ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔
۲۲۔سورہ النساء۔آیت۔۷۸۔
۲۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۳۔
۲۴۔سورہ محمد۔۳۸۔
۲۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۹۔۲۰۔
۲٦۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۸۔
۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۱۔
۲۸۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۹۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲٦۔
۳۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔
۳۲۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۰۴۔جہانگیر بکس لاہور۔
۳۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۔۳۔
۳۴۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔٦۴۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۳۵۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔
۳٦۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱٦۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔مطبوعہ

مکتبہ الغزالی دمشق۔
۳۷۔تفسیر امام ابن حاتم۔رقم الحدیث۔۱۹۱۱۰۔
۳۸۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۳۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۴۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۳۔
۴۱۔سورہ ق۔آیت۔۱۹۔
۴۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۲۔
۴۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۵۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۳۳۔ مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۴۶۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔بخاری۔
۴۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۴۸۔سورہ النساء۔آیت۔۸۴۔
۴۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔
۵۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۷۔
۵۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۸۔
۵۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۴۔
۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔
۵۴۔سورہ ص۔آیت۔۸۵۔
۵۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔
۵۶۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۱۔
۵۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۹۔
۵۸۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۵۹۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۶۱۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۲۔
۵۵۳۔مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔
۶۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۔۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت
۔۱۴۱۲ھ۔
۶۳۔سورہ سبا۔آیت۔۴۰۔
۶۴۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۶۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۸۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۶۹۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۷۰۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۷۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔
۷۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔
۷۳۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۷۴۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۷۵۔سورہ مریم۔آیت۔۹۴۔
۷۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی
الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۷۷۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۷۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۷۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ دار
احیاالتراث العربی۔بیروت
۸۰۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔

باب ۱۴

تقدیر امم

کل اشیاء کائنات کی تقدیر اللہ نے لکھی ہے اور کسی دو شے کی تقدیر بھی ایک جیسی نہیں۔
تقدیر صرف انسانوں کی نہیں ہوتی بلکہ جانور، پرندے، پودے، درخت، پھول، پھل، بیج، سورج، چاند، ستارے، سیارے، دریا، پہاڑ مٹی، پتھر، ملک، اقوام اور ملت کی بھی ہوتی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ۔۱

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اس نکتے کو نہایت وسیع تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے، مندرجہ بالا تمام اشیاء کائنات الگ الگ تشخص رکھتی ہیں، کوئی سے دو انسان ایک جیسے نہیں، کوئی سے دو پھل، پھول، بیج اور پتے بھی ایک جیسے نہیں، ہر بیج میں درخت کا پروگرام موجود نہیں، ہر پہاڑ، دریا، سمندر دوسرے سے الگ ہے، ان کا وقت پیدائش، ان کا وقت موت الگ الگ ہے، ان سے دنیا کو کیسے فائدہ یا نقصان پہنچے گا وغیرہ۔

یہ سب باتیں اس قدر وسعت اور گہرائی رکھتی ہیں جن کا تحمل بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔
تقدیر سے مراد انسان کا زندگی، موت، رزق (رزق میں شامل ہر نفع بخش شے جس سے انسان کو اطمینان اور آسودگی حاصل ہوتی ہے مثلاً والدین، بہن بھائی، اچھے پڑوسی، اچھی صحت، علم،

صلاحیتیں، عبادات کی توفیق، گناہوں سے بچنے کی توفیق، اچھی عادات واطوار وغیرہ)۔ اللہ کی بنائی ہوئی اچھی یا بری تقدیر پر یقین رکھنا بھی ایمان کا بنیادی حصہ ہے اور جو شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا ہے اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

تقدیر پر ایمان لانا لازم ہے کیونکہ اگر تقدیر پر ایمان نہیں تو ایسا ایمان ناقص ہے کیونکہ اللہ تعالی کی مرضی اور منشاء کے بغیر کائنات میں موجود کسی درخت کا پتا تک نہیں جنبش کر سکتا ہے، چنانچہ تقدیر پر ایمان لانا ایمان کی تکمیل ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! کائنات ایک ریکارڈ شدہ فلم ہے۔ ہر موجود شے کن کے ساتھ وجود میں آ چکی ہے اور اب اطلاع کے ذریعے ہر عالم میں اسکرین پر ظاہر ہو رہی ہے۔ ۲؎

ارشادات خداوندی:

وَ كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَر ۔ ۳

ترجمہ۔ ہر وہ کام جس کو انھوں نے کیا ہے۔ نوشتوں میں ہے ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے۔

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ ۴

ترجمہ۔ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ ان کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور تری میں ہے، اور نہیں گرتا ہے کوئی پتہ مگر وہ اس کو جانتا ہے کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۔ ۵

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْر ۔ ۶

ترجمہ۔ ہر مصیبت جو زمین پر تم پر تمھاری جانوں آتی ہے۔ وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے اس سے پہلے کے ہم اس اس مصیبت کو پیدا کریں۔ بے شک یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے، یہ اس لئے ہے کے جو چیز تمھارے پاس سے جاتی رہے تم اس پر غم نہ کرو اور جو کچھ اللہ نے تمھیں دیا ہے اس پر اترایا نہ کرو۔

اِلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا ۔ ۷

ترجمہ۔ اللہ کی وہ ذات ہے جس کے لیے ملک ہے آسمانوں اور زمین کا، اور اس نے کسی کو اپنی اولاد قرار نہیں دیا۔ اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا ٹھیک اندازہ مقرر فرمایا۔

وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۔ ۸ ۔ ترجمہ۔ اللہ کا کام مقرر شدہ اندازے پر ہے۔

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ۔ ۹ ۔ ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ۔ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے تمھیں بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے اعمال کو بھی۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۔ ۱۱

ترجمہ۔ وہ برکتوں والا ہے، جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی تا کہ وہ عالمین کا ڈرانے والا ہو جائے۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَہٗۤ اُمُّ الْکِتٰبِ ۔ ۱۲

ترجمہ۔ اللہ جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ لِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ ۱۳

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیجئے کے میں اپنی جان کے لئے کسی بھی ضرر یا نفع کا مالک نہیں، مگر جو

اللہ چاہے۔ ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان کو عذاب دے گا اور یہ اس کا ظلم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت فرمائے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے اور اگر تمھارے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اللہ اس کو تم سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم اللہ کی تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ اور تم یہ یقین رکھو کے تم پر جو چیز بھی پہنچتی ہے وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو چیز تم کو نہیں پہنچتی وہ تم پر آ نہیں سکتی تھی اور اگر تم اس عقیدہ کے علاوہ کسی اور عقیدہ پر مرے تو دوزخ میں داخل ہو گے۔ ۱۴؎

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کے تم اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس پر کے ہر اچھی اور بری چیز اللہ کی تقدیر سے وابستہ ہے۔ ۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے ۵۰،۰۰۰ سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ ۱۶؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا کے لکھ! تو اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ، تو اس نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے۔ ۱۷؎

حضرت ابوخزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم دم کرواتے ہیں اور دوا سے علاج کراتے ہیں اور ڈھال وغیرہ کے ذریعہ حملوں سے بچتے ہیں، کیا یہ

چیزیں تقدیر کو ٹال دیتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر ہیں۔ ۱۸ے
حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی جنازہ پر نہ جاؤ۔ ۱۹ے
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی ہے قلم نے پوچھا! میں کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا! جو کچھ قیامت ت ہونے والا ہے وہ لکھو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی!
نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔ ترجمہ۔ ن، قلم کی قسم ہے اور اس کی جو اس سے لکھتے ہیں۔
یعنی۔ ن سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔ ۲۰ے
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ نے لوح محفوظ کو موتی سے پیدا کیا اس کے صفحات سرخ یاقوت کے ہیں، اس کا قلم نور ہے، اللہ تعالی ہر روز اس میں تین سو ساٹھ بار نظر فرماتا ہے، پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے اور مارتا ہے اور جلاتا ہے اور عزت دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ۲۱ے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قضاء وقدر کو صرف دعا لوٹا سکتی ہے۔ ۲۲ے
حضرت ابو الدرداءؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مستقبل میں ہونے والے امور کا ذکر کر رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم یہ سنو کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کر دینا لیکن تم اگر یہ سنو کے کسی شخص کی پیدائشی عادت (فطرت) بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی فطرت پر ہی لوٹ جائے گا۔ ۲۳ے
حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں کے ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مرجئہ اور قدریہ۔ ۲۴ے
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو لوگ یہ کہتے ہیں کے نیکی اور بدی ہمارے اختیار میں ہے ان کو میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا نہ میں ان سے

ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے ہیں۔ ۲۵ ؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، جس چیز پر عبداللہ بن عمرؓ قسم کھاتا ہے وہ یہ ہے کے اگر ان لوگوں کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اللہ تعالی اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کے وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئیں۔ ۲۶ ؎

ایوب بیان کرتے ہیں، ابو قلابہ نے کہا! اھل اھواء (بدعتی) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان سے بحث کرو کیونکہ میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کے وہ تم کو اپنی گمراہی میں ڈبو دیں گے یا جس دین کو تم پہچانتے ہو وہ اس میں شبہات ڈال دیں گے۔ ۲۷ ؎

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قلم خشک ہو گئے ہیں۔ ۲۸ ؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علم پر قلم خشک ہو چکا ہے۔ ۲۹ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جن چیزوں سے ملاقات کرنے والے ہو، ان سے متعلق قلم لکھ کر خشک ہو چکا۔ ۳۰ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! قضاء وقدر ایک اندھیرا راستہ ہے اس پر نہ چلو اور یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو، اور یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے اپنے اوپر لازم نہ کرو۔

اشعث بن قیس کو بیٹے کی موت پر تعزیت پیش کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ! اگر تم صبر کرو گے تب بھی قضاء وقدر الہی جاری ہوگی مگر تمھیں صبر کا اجر ملے گا لیکن اگر تم نے بے تابی کا اظہار کیا تو اس وقت بھی قضاء وقدر الہی تو جاری ہوگی۔ مگر تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

جب قضاء وقدر پہنچ جاتی ہے تو پھر خوف و ہراس بیکار ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے خطرات سے بچاتا رہتا ہے مگر جب اس کی قضاء آجاتی ہے تب وہ اسے اس کی قضاء وقدر کے ساتھ تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

قضاء وقدر اللہ کا علم ہے اور اللہ نے اس علم کا بہت کم حصہ اپنے بہت ہی کم بندوں کو دیا۔
کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جنھوں نے رزق کی جدوجہد میں اپنے آپ کو تھکا مارا لیکن اس کے باوجود وہ تنگ دست رہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے طلب میں میانہ روی سے کام لیا لیکن تقدیر نے ان کی مدد کی۔
جب قضاء اور قدر کو ٹالا نہیں جا سکتا تو پھر حفاظت بے کار ہے۔ اللہ کی قضاء وقدر، تدبیر و تقدیر کے خلاف چلتی ہے۔
امور تقدیر (قضاء وقدر) کے ذریعے انجام پذیر ہوتے ہیں نہ کے تدبیر کے ذریعے۔
عقلمند وہی ہے جو کے قضاء قدر کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور دور اندیشی سے عمل انجام دے۔ انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے اور عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں۔
جو قضاء وقدر پر یقین رکھتا ہوگا وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا پھر جو تقدیر کی باتوں پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے، تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔ ۱۳۱؎

اہم نکتہ:

تقدیر اللہ کی تخلیق ہے، کائنات کے ذرے ذرے کی تقدیر اللہ تعالی لکھ چکے اور قلم خشک ہو چکا، تقدیر پر انسان کو مکمل یقین اور اطمینان رکھنا چاہیے کیونکہ ہر انسان کی زندگی میں آسانیاں اور مشکلات طے شدہ ہیں اور ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے اور یہ سب زندگی کا لازمی جز اور حصہ ہے، توجہ طلب بات یہ ہے کے انسان حالات کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہے اور اس کھلونے میں قدرت کی طرف سے چابی بھری جا چکی ہے چنانچہ انسان کے چاہنے یا نا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے، جب اللہ ہی کی مرضی سے سب کچھ ہو رہا ہے تو انسان کو ان حالات پر احتجاج کرنے سے کہیں بہتر ہے کے وہ راضی بارضا رہے اور اللہ کی بنائی ہوءی تقدیر پر مطمین رہے، جب اس کو اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر پر اطمینان حاصل ہو جائے گا تو وہ شکوہ اور

شکایات کی کیفیات اور ذہنی الجھن اور پریشانی سے نکل کر سکون کی کیفیت میں داخل ہو جائے گا اور یہی سکون اس کی زندگی کی مشکلات کو آسان بنا دیں گی۔

حضرت امام علی نقیؑ فرماتے ہیں! تقدیر تمھیں وہ کچھ دکھاتی ہے جو تمھارے دل نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ یونس۔آیت۔۴۹۔
۲۔ماہنامہ قلندر شعور۔شمارہ اگست۔۲۰۱۹ء۔
۳۔سورہ القمر۔آیت۔۵۲۔۵۳۔
۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۵۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔
۶۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۷۔سورہ الفرقان۔آیت۔۲۔
۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔
۹۔سورہ القمر۔آیت۔۴۹۔
۱۰۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۹۶۔
۱۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۔
۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔
۱۳۔سورہ یونس۔آیت۔۴۹۔
۱۴۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۰۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکرالہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ۔
۲۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۴۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۵۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔ دارلمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

باب ۱۵

فرشتے

تمام کائناتی دنیاؤں میں اللہ کی پیدا کردہ بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظاموں میں پائی جاتی ہیں جن میں۔

۱۔انسان۔ ۲۔فرشتے۔ ۳۔جنات شامل ہیں۔

ام مخلوقات کو اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ان میں انسان اور جنات تو مکلف ہیں جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے۔

۱۔فرشتے۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات،(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں!انسان لاشمار سیاروں میں آباد ہے،اوران کی اقسام کتنی ہیں؟اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے۔

یہی بات فرشتوں اور جنات کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔اؔ

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! جس طرح دنیا میں کسی حکومت یا نظام کو چلانے کے لئے مختلف شعبے ہوتے ہیں،اسی طرح اللہ تعالی نے کائناتی نظام کو چلانے کے لئے تکوین کا نظام قائم کیا ہے،اولیاء کرام تکوینی نظام میں اللہ کی مشیت کے مطابق فرائض منصبی ادا کرتے ہیں، فرشتے معاونین کی حیثیت سے کام کرتے ہیں،ہر آدمی کے ساتھ 20,000 فرشتے کام کرتے

ہیں، آدمی کی حیثیت کٹھ پتلی جیسی ہے، کٹھ پتلی 20,000 ڈوریوں کے ذریعہ حرکت کرتی ہے، آدمی کو فقط ارادہ کا اختیار ہے، جب کے حرکت کرنے کی ڈوریاں فرشتے ہلاتے ہیں، یہی صورت دیگر مخلوقات کی ہے، انسان اللہ کے نائب کی حیثیت سے کائناتی کمپیوٹر سے واقف ہے۔

روحانی ہستیاں فرماتی ہیں کے یہ دنیا روحانی دنیا کا عکس ہے، روحانی دنیا میں بہتر انتظام کے شعبے اور وزارتیں قائم ہیں۔ مادی دنیا اس کی نقل ہے۔ ۲؎

امور تکونی میں ملائکہ کا کردار:

اس کائنات کے امور تکونی کی انجام دہی میں ملائکہ کے اہم کردار سے انکار ناممکن ہے اللہ تعالی نے اپنی اس نوری مخلوق کے ذمہ کئی اہم امور کی انجام دہی سپرد کر رکھی ہے جیسے یہ نوری مخلوق نہایت چابک دستی سے انجام دیتے ہیں۔

مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں 'یہ امر ثابت ہے کے کائنات کی ہر شے کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس پر اس شے کا دارو مدار اور انحصار ہے اور جس کے ساتھ اس شے کا قوام اور نظام قائم ہے جو لوگ وحی پر ایمان نہیں رکھتے وہ ان قوتوں کو طبعی قوتیں یا Physical Forces کہتے ہیں جبکہ شریعت کی زبان میں انھیں ملائکہ کہا جاتا ہے اصل میں کائناتی قوتیں اور ملائکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ ۳؎

فرشتوں کی پیغام رسانی کے حوالے سے قرآن میں ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ۔ ۴

ترجمہ۔ اللہ پیغام رسانی کے لئے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا اُولِىۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ‌ؕ يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔ ۵

تمام حمد اللہ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۔۶

(فرشتے) ایک بڑے کام بارش کی تقسیم کرتے ہیں۔ رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم۔

الْمُقَسِّمٰتِ اَمْراً سے مراد وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی مخلوقات کے نصیب کی چیزیں ان میں تقسیم کرتے ہیں۔

(فرشتے) حکم الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۔۷

ترجمہ۔ قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستگی جان نکالتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں، پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں، اور احکامات الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام کرتے ہیں۔

ثابت ہوا کے تکوینی امور میں ان ملکوتی قوتوں کا ایک اہم کردار ہے جیسے وہ اللہ کے حکم سے بخوبی نبھاتے ہیں اور اللہ کے قائم کردہ قاعدے اور قوانین کے مطابق وہ ان تدبیرات کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا انھیں حکم ہوتا ہے لہٰذا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ملائکہ کا مادہ 'الک' کی بہ نسبت 'ملک' سے زیادہ صحیح ثابت ہوگا کیونکہ یہ نوری مخلوقات نظام کائنات میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ حکم الٰہی کو بروئے کار لاتی ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔۸

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔

قانون قدرت یہ ہے کے یہ ملکوتی قوتیں اللہ کے حکم کے مطابق مادی کائنات میں بھی مسلسل سرگرم عمل رہتی ہیں اور انسان چونکہ انبیاء کے علوم کا وارث ہے لہٰذا اس میں یہ امکانی صلاحیت پائی جاتی

ہے کے وہ ان نوری مخلوقات کو بھی تسخیر کر کے ان سے مستفید ہو سکے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کر دیا ہے اس اعتبار سے روز ازل تمام ملائکہ نے حضرت آدم کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔

لیکن یہاں ایک اور قابل غور نکتہ بھی پایا جاتا اور وہ یہ ہے کے ملائکہ سے مراد خارجی کائنات میں تدبیری امور سرانجام دینے والی نوری مخلوق ہی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسانی نفسیات پر مرتب ہونے والی مثبت قوتیں بھی ہیں جو ہر انسان کی داخلی دنیا (انر) پر بھی براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں جیسا کے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کے اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کے نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں نزول ملائکہ سے مراد مومنین کے قلوب کی گہرائی میں سکینیت کے نزول سے ہے یعنی انسان کے اندرون میں ایسا مثبت نفسیاتی تغیر و تبدل کہ جس میں اطمینان اور سکون کے گہرے احساسات پوشیدہ ہوں اور جس سے انسان میں یقین محکم، سرشاری، طمانیت قلب، فرحت و انبساط اور راحت و سرور کی جان فزاء کیفیات اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ موجود ہوں کیونکہ بدر

وحنین میں بھی جب مسلمانوں کا اپنے سے کہیں زیادہ زروآور دشمنوں سے مقابلہ تھا اور ایسے میں وہ کہیں خوف وہراس کا شکار بھی تو ان کی طمانیت قلبی کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ ۱۱

ترجمہ۔تمہارے ربّ نے فرشتوں کو اشارہ کیا، میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔پھر اللہ نے اپنی سکینیت اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔

لہٰذا اس قسم کی بے شمار کائناتی قوتیں اور امداد ہر وقت انسان کے شامل حال رہتی ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر موجود ہے پھر ان نادیدہ قوتوں سے انسان کے طبعی جسم پر بالخصوص اس کے قلب وجان پر سکینیت کے گہرے اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ملائکہ کی بے شمار ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کے وہ انسانی اعمال کا ریکارڈ متعین کریں۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے اس کے فرشتے تمھاری سب مکاریوں کو قلم بند کر رہے ہیں۔

اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَ نَجۡوٰىهُمۡ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیۡهِمۡ یَكۡتُبُوۡنَ ۔۱۴

ترجمہ۔کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کے ہم ان کی راز کی باتیں اوران کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔

كَلَّا ؕ سَنَكۡتُبُ مَا یَقُوۡلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ۔۱۵

ترجمہ۔اگرچہ ایک جانب ان کتابت اعمال کوفرشتہ مرتب کرر ہے ہیں لیکن دوسری جانب اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں! پھرتو نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کے میں تو مال اوراولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا کیا اس کوغیب کا پتہ چل گیا ہے؟ یا اس نے رحمن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں جو کچھ یہ بکتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے اوراس کے لئے سزا میں اورزیادہ اضافہ کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کے یہ اعمال نامہ انسان کے گلے میں لٹکا رہتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیۡ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخۡرِجُ لَهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلۡقٰىهُ مَنۡشُوۡرًا ۔ اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡكَ حَسِیۡبًا ۔۱۶

ترجمہ۔جو کوئی راہ راست اختیار کرے گا اس کی راست روی اس کے اپنے لئے ہی مفید ہوگی اور جو گمراہ ہوگا اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوگئی کے کائنات میں موجود نوری اور ملکوتی مخلوقات اللہ کے حکم اور قانون مکافات کے مطابق انسان کے تمام اعمال کے نتائج کو نہایت سرعت سے مرتب کرتی ہیں جس کے اثرات انسانی ذات پر مرتب ہوتے ہیں۔

ملائکہ کے خدوخال:

ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے نور سے تخلیق فرمایا ہے لہٰذا یہ نوری مخلوقات ہیں جو تشخص رکھتی ہیں ان کی شکل وصورت اور جسمانی خدوخال بھی ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں مشروم کی طرح، ناک گل دستہ کی طرح، ان کا چہرہ پورے چاند کی طرح گول ہوتا ہے ان کا قد بھی پانچ سے چھ فٹ تک ہوتا ہے فرشتے چونکہ نوری مخلوق ہیں لہٰذا یہ روشنیوں سے مرکب ہیں لہٰذا ان کے حواس بھی لامحدود ہوتے ہیں ان کی پرواز ایک سو اسی ہزار میل ہے جبکہ فرشتے ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو بیاسی میل فی سیکنڈ روشنی کی رفتار میں مقید ہیں اور ان کی بساط سمٰوت اور بیت المعمور ہے ان کی اشتہاء کا تقاضا

بے رنگ روشنیاں ہوتی ہیں۔ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ا ارشاد ہے! مجھے یہ اجازت دی گئی کے میں اللہ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بتاؤں، اس کے کان سے لے کر کاندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہے۔

کائناتی نظام:

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جن میں شامل جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، کراماً کاتبین، منکر نکیر، ملائکہ رضوان، ملائکہ زمانیا اور بے شمار کائناتی نظام میں اللہ تعالیٰ نے انھیں کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کی تعداد بھی ناقابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق ہر انسان کے ساتھ تقریباً ۲۰،۰۰۰ فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے یہی نہیں بلکہ ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ۔۱۸؎

ترجمہ۔اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انھیں گن نہ سکو گے۔

ملائکہ کی اقسام:

ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ملائکہ نورانی۔ ۲۔ملاء اعلی۔ ۳۔ملائکہ سماوی۔ ۴۔ملائکہ عنصری۔ ۵۔حضیرۃ القدس۔

۶۔ملائکہ اسفل وغیرہ۔

۱۔ملائکہ نورانی:

ان کی نسبت اللہ تعالی کے علم میں مقرر ہے کائنات کے مجموعی تقاضوں کے مطابق نظام چلانا ان کی ڈیوٹی ہے۔

۲۔ملاء اعلیٰ:

یہ فرشتے نورانی فرشتوں کے مقابلے میں اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں ان کا مقام سدرۃ المنتھیٰ کے نیچے بیت المعمور میں ہے جو حضرت ابراھیم علیہ السلام کا مقام مانا جاتا ہے ملاء اعلیٰ اسی مقام پر رہتے ہیں ان سے نیچے ملائکہ سماوی اور ان سے نیچے ملائکہ عنصری مقیم ہیں۔

۳۔ملائکہ سماوی:

اللہ تعالی کا حکم سب سے پہلے حظیرۃ القدس میں آتا ہے جہاں ملاء اعلی اس حکم کو سن کر بتدریج اپنے سے نچلے درجات کے فرشتوں تک پہنچاتے ہیں، پھر ہوتے ہوتے یہ پیغام مختلف فرشتوں سے ہوتا ہوا ملائکہ سماوی اور اس کے بعد بلا آخر ملائکہ عنصری تک جا پہنچتا ہے۔

۴۔ملائکہ عنصری:

ملائکہ عنصری اللہ تعالی کے حکم کو سن کر خلق خدا تک اس پیغام کو Inspire کرتے ہیں مثلاً اگر دو جماعتوں میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ ہو جائے تو یہ ملائکہ عنصری حالات اور واقعات کے پیش نظر ایک

جماعت کے دل میں ثابت قدمی اور بہادری کے جذبات کو بیدار کرتے ہیں جبکہ مخالف جماعت کے دل میں ہیبت، بزدلی، خوف اور کمزوری کے جذبات کو کو بڑھاتے اور Inspire کرتے ہیں تا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق نتائج مرتب ہوں۔ ۱۹؎

اللہ تعالی نے انھیں مختلف ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن کی اقسام اور تعداد بے شمار ہیں اور جن کا شمار ناممکن ہے پوری کائنات میں کوئی ذی نفس اور ذی شعور بشمول انسان ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان (فرشتہ) نہ ہو اللہ تعالی نے اس فرشتہ کو اس ذی نفس کی حفاظت اور اس کے اعمال کو مرتب کرنے کے لئے مقرر کیا ہے انسانوں پر نگہبان فرشتوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثر روایات میں ان نگہبان فرشتوں کی تعداد ۲۰ سے لے کر ۲۰،۰۰۰ تک بیان کی گئی ہے لیکن اہل روحانیت کے مطابق ہر انسان کے اوپر ۲۰،۰۰۰ نگہبان فرشتے مامور ہیں جو اس کی ہمہ وقت حفاظت کی ذمہ داریوں کو انتہائی چابک دستی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں تا ہم آج کی معروف اصطلاح میں انسان کو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک کمپوٹر بھی کہا جا سکتا ہے جس میں ۲۰،۰۰۰ غیر مرئی نوری ارکان بطور چپ (Chip) کسی نہ کسی اعتبار سے منسلک ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے!

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ ۲۰

ترجمہ۔ اس کے پہرے دار (فرشتے) مقرر ہیں آگے پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

فرشتوں کی کثیر تعداد کے حوالے سے یہاں ایک حدیث کا ذکر ضروری ہے!

حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا ’البیت المعمور‘ جو ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہر روز ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ یہاں ایک بار داخل ہوتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک یہاں دوبارہ نہیں آسکے گا۔ ۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا ’البیت المعمور‘ جو ساتویں آسمان پر ’بیت الحرام‘ کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اس میں ہر روز ایسے 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا اور آسمان میں اس کی ایسی حرمت ہے جیسے زمین میں مکہ کی حرمت ہے۔ ۲۲؎

انسانی ارواح:

انسانی ارواح جو ملاءاعلی سے علم سیکھتی ہیں یہ ارواح ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کے ذہن وقلب مصفاء ہوتے ہیں اور پاکیزگی اور نور کی وجہ سے وہ ملاءاعلی کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور بعدازموت وہ فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں جہاں ان کے علاوہ دیگر نیک ارواح اور فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مقام کو'حظیرۃ القدس' کہا جاتا ہے۔

۵۔حظیرۃ القدس:

حظیرۃ القدس میں جمع ہونے والے فرشتے اور ارواح زمین پر ہونے والی مصیبت اور تباہی سے انسانوں کو بچانے کے طریقوں پر غور وخوص کرتی ہیں پھر وہ متفق ہوکر یہ طریقے انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کام کے لئے وہ انسان منتخب کیا جاتا ہے جو سب انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہو پھر پاکیزہ شخص کے لئے لوگوں کو Inspire کیا جاتا ہے کے وہ اس انسان کی پیروی کریں یہاں تک ایک جماعت بن جاتی ہے جو انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنالیتی ہے پھر اس پاکیزہ بندے کی روح کو بذریعہ الہام، القاء یا سچے خواب کے ذریعے وہ پیغامات منتقل کئے جاتے ہیں جس میں بنی نوع انسانیت کی بھلائی مضمر ہوتی ہے اور اس پاکیزہ روحانی بندے سے ملاءاعلیٰ روبرو باتیں بھی کرتے ہیں۔

۶۔ملائکہ اسفل:

اسفل کے فرشتے، ملاءاعلی کی بہ نسبت ایک درجہ کم ہوتے ہیں یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں سوچتے ہیں بلکہ اوپر والوں کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں اور یہ اتنی ہی بات جانتے اور سمجھتے ہیں جتنی انھیں اوپر کے فرشتے سمجھاتے اور بتاتے ہیں یہ کسی ربوٹ کی طرح حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔قرآن کریم کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالی انسانوں سے بہت زیادہ محبت اور شفقت کرتے ہیں اور اس پر بہت مہربان ہیں۔قرآن کریم میں تقریباً ۱۰۰ سے زائد مقامات پر اللہ تعالی نے ملائکہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے کچھ آیات بیان کی جا رہی ہیں۔

وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ۔ ٢٣

ترجمہ۔ نیکی تو یہ ہے کے انسان اللہ پر یقین رکھے اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب اور نبیوں پر۔

فرشتوں پر یقین، ایمان کا لازمی تقاضا ہے اسی لئے قرآن کریم میں بار ہا اس کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ ٢٤

ترجمہ۔ اللہ اور فرشتے شہادت دے چکے ہیں کے وہ صرف ایک ہی معبود ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا۔ ٢٥

ترجمہ۔ جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور قیامت کے دن کا انکار کیا تو بے شک وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ۔ ٢٦

ترجمہ۔ (فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں۔

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى۔ ٢٧

ترجمہ۔ آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، اُن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرضداشت سننا

چاہے اور اس کو پسند کرے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۔۲۸

ترجمہ۔ جو فرشتے عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رن کی تسبیح وتمجید کرتے رہتے ہیں، اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں کے اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت عام اور تیرا علم ہر چیز پر محیط ہے پس ایسے لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلتے ہیں تو ان کو دوزخ سے بچا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔۲۹

ترجمہ۔تمام حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین چار چار پر دار بازو ہیں اللہ جو چاہے پیدائش میں زیادہ کرتا رہتا ہے۔

وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۔۳۰

ترجمہ۔ جو فرشتے اس کے نزدیک ہیں وہ کبھی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں وہ شب روز اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں رکتے۔

یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجا لاتے ہیں۔

وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ
وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔(جہنم) پر نہایت تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ
يَسْجُدُوْنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔فرشتے تیرے رب کے نزدیک مقرب ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور اس کی تسبیح اور تمحید بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ
وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۳۴

ترجمہ۔اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے ربّ کی حمد اور تسبیح کر رہے ہونگے، اور لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چُکا دیا جائے گا، اور پُکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ ربّ العالمین کے لیے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ ۳۵

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان (فرشتہ) نہ ہو۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ ۳۶

ترجمہ۔اس کے پہرے دار (فرشتے) تو آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے امر سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۔ ۳۷

ترجمہ۔(اللہ) وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمھیں کفر کی تاریکیوں

سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے

إِنَّ اللَّهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔۳۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں تو اے ایمان والوں تم بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کرو۔

فَلَوْ لَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۔۳۹

ترجمہ۔ کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اُتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا؟

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔۴۰

ترجمہ۔قریب ہے کے آسمان اُوپر سے پھٹ پڑیں،فرشتے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کر رہے ہیں، اور زمین والوں کے حق میں درگزر کی درخواستیں کیے جاتے ہیں،آگاہ رہو، حقیقت میں اللہ غفور ورحیم ہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۔۴۱

ترجمہ۔مگر جولوگ آخرت کونہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۔۴۲

ترجمہ۔ کیا تمھارے رب نے تم کو بیٹوں سے خاص کیا اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا، بڑی جھوٹی بات ہے جوتم زبان سے نکالتے ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ھُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ
الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُھَا وَ لَا
حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ
مُّبِیۡنٍ۔ ۴۴

ترجمہ۔بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّھِمۡ وَ
یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ
رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِھِمۡ عَذَابَ
الۡجَحِیۡمِ رَبَّنَا وَ اَدۡخِلۡھُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ِۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّھُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ
مِنۡ اٰبَآئِھِمۡ وَ اَزۡوَاجِھِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِھِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ ۴۵

ترجمہ۔عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تسبیح ،حمد کے ساتھ کرتے ہیں، اس پر ایمان لاتے ہیں، مومنوں کے لئے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں ! اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کا اپنی مغفرت اور اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے سو تو ان کو بخش دے تو جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی اتباع کریں تو، تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! تو ان کو جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ، دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں بے شک تو بہت غالب اور بے حد حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ہمیں یہ خبر دی ہے کے فرشتے مومنین کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں جبکہ ان فرشتوں کی دعا کسی بھی مرنے والے کا ذاتی عمل نہیں ہے لیکن اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کے کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اس کے لئے کسی بھی غیر کا عمل بھی قابل قبول ہوتا ہے اسی طرح سے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے!

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ۔[۴۶]

ترجمہ۔پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔ 31 اللہ تمہاری سرگرمیوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے ٹھکانے سے بھی واقف ہے۔

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔[۴۷]

ترجمہ۔(اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اَگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں، اے ہمارے رب، ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تُو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

فرشتوں کے کام:

فرشتوں کو اللہ تعالی نے کئی اہم ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن میں درج ذیل یہ ہیں۔

۱۔ انبیاء علیہ السلام پر وحی لانا۔ ۲۔ انبیاء علیہ السلام کی نصرت کرنا۔ ۳۔ مومنین کی نصرت کرنا۔ ۴۔ مومنین کے دشمنوں کو تباہ کرنا۔ ۵۔ لوگوں کے اعمال کا ریکارڈ مرتب کرنا۔ ۶۔ روحوں کو قبض کرنا۔ ۷۔ قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرنا۔ ۸۔ اعمال صالحہ کی جانب تحریکات پیدا کرنا۔ وغیرہ۔

وہ ملائکہ جن کا قرآن کریم میں بالخصوص ذکر آیا ہے:

فرشتوں کے مختلف گروہ یا جماعتیں ہیں جنھیں اللہ تعالی نے الگ الگ ذمہ داریوں اور صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے۔

ا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام:

جبرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جبر کے معنی عبد اور وائل کا معنی اللہ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، سے روایت کیا کہ جبرائیل کے معنی ہیں عبداللہ۔

امام دیلمی نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل کا نام عبداللہ ہے۔

اور ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جبرائیل علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اس پرندے کے لیے جو تیز اڑنے والا ہے۔

قرآن کریم میں اس سے مراد خدا کی وہ قوت جو قلب نبوی پر بصورت وحی الہی کے القا ہوا کرتی، حضرت جبرائیل کو قرآن کریم میں روح الامین اور روح القدس کہہ کر بھی پکارا گیا ہے اس قوت یعنی (حضرت جبرائیل) کو روح الامین اور روح القدس کہنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کے وحی الہی جو قلب نبوی پر نازل ہوتی ہے وہ ہر قسم کی آمیزش اور خیانت سے پاک ہوتی ہے جس میں اس نبی کے اپنے جذبات کا شائبہ تک بھی موجود نہیں ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ۔ ۴۸

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا قول ہے جو قوت والا مالک عرش کے قریب ذی مرتبہ ہے وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے۔

للہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جن میں شامل انبیاء علیہ السلام پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچانا اس کے علاوہ ہوا کی رفتار کو کنٹرول کرنا اور دیگر فرشتوں کو ان کی ذمہ داریاں سونپنا اور انھیں ان ذمہ داریوں کا پابند بنانا وغیرہ ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے یہاں نہایت امین اور ذی عزت ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت اور قوت سے نوازا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ان سے کہو جو کوئی جبرائیل سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کے جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔[۴۹]

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔[۵۰]

ترجمہ۔وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا ہے بلکہ وہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ۔[۵۱]

ترجمہ۔کسی نبی کا یہ کام نہیں ہوسکتا ہے کے وہ خیانت کر جائے۔

یہ بات طے شدہ ہے کے کسی قسم کی بھی کائناتی قوت وحی الٰہی میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى۔[۵۲]

ترجمہ۔اس کو ایک فرشتے نے تعلیم دی جو بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔[۵۳]

ترجمہ۔اُن متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۔۵۴

ترجمہ۔اس شب روح القدس اور فرشتے اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر زمین پر اترتے ہیں۔

وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔۵۵

ترجمہ۔ہم نے مریم کے بیٹے کو کھلم کھلا نبوت کے دلائل عطا فرمائے اور روح القدس سے اس کی مدد کی۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۔۵۶

ترجمہ۔اس نے اس فرشتے کو ایک دفعہ دیکھا، سدرۃ المنتھی کے پاس۔

۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام:

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں، میکائیل کا مطلب ہے عبید اللہ اور ہر نام جس میں ایل ہے عبداللہ کے معنی میں ہے۔

ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عز وجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا! کیا بات ہے میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! جب سے اللہ نے دوزخ کو پیدا فرمایا، اس کے بعد سے میکائیل نہیں ہنسے۔

حضرت میکائیل کو اللہ تعالی نے بارش، رزق اور نباتات پر فائز فرمایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔۵۷

ترجمہ۔جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۔۵۸

ترجمہ۔قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

روایت میں آتا ہے کے یہودی حضرت میکائیل کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔

۳۔حضرت اسرافیل علیہ السلام:

امام دیلمی نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسرافیل کا نام عبدالرحمن ہے۔ ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

حضرت اسرافیل کو اللہ تعالی نے دیگر فرشتوں تک پیغام پہنچانے، روز قیامت میں صور پھونکنے اور قیامت سے متعلق دیگر ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ ارشادات خداوندی ہیں!

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔۵۹؎

ترجمہ۔اس کا فرمودہ سچا ہے اور اس دن صور پھونکا جائے گا۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔۶۰

ترجمہ۔جب صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں سوائے اس کے جسے اللہ چاہے سب بے ہوش ہو جائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۔۶۱

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔۶۲

ترجمہ۔جب صور پھونکا جائے گا تو اسی دم وہ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑیں گے

اور کہیں گے کے ہائے ہماری خرابی ہمیں ہماری خواب گاہوں میں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہ ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

یَّوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا۔ ۶۳

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔

۴۔حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر ذی روح کی روح قبض کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی ہے اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ هُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَ یُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَ هُمۡ لَا یُفَرِّطُوۡنَ۔ ۶۴

ترجمہ۔اپنے بندوں پر وہ پُوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی مَوت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

کافروں کی ارواح:

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا۔ ۶۵

ترجمہ۔قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں

جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا ور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔٦٦
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں یہ کافروں کی روحیں ہیں جنھیں کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔٦٧ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ١ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔٦٨

ترجمہ۔اگر تو اس وقت دیکھے جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے اور کہیں گے کے جلدی اپنی روحوں کو نکالو۔

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ١۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ١ؕ بَلٰۤى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔٦٩

ترجمہ۔اُنہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں، تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں" ہم تو کوئی قصور نہیں کر تے، ملائکہ جواب دیتے ہیں، کیسے نہیں کر رہے تھے؟ اللہ تمہارے کرتُوتوں سے خوب واقف ہے۔

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ۔٧٠

ترجمہ۔اگر تو دیکھے کے فرشتے جب ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں تو ان کے منہ اور پشتوں پر مکے مارتے جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ١ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ۔٧١

ترجمہ۔کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتی کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔

فَادْخُلُوٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ ۲؎

ترجمہ۔(کافرین سے کہا جائے گا) جاؤ، جہنّم کے دروازوں میں گھُس جاؤ، جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔پس حقیقت یہی ہے کے بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے متکبّروں کے لیے۔

مومنین کی ارواح:

مومنین کی اروح کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے!

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۳؎

ترجمہ۔اللہ شرک سے بچنے والوں کو جزا دے گا جن کی روح فرشتے ان کے شرک سے پاک ہونے کی صورت میں قبض کرتے ہیں اوران سے کہتے ہیں کے السلام علیکم تم جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب جو تم کرتے رہے ہو۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ ۴؎

ترجمہ۔ایسے باغ جواُن کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اوران کے آباؤاجداداوراُن کی بیویوں اوراُن کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں، وہ بھی اُن کے ساتھ وہاں جائیں گے، ملائکہ ہرطرف سے اُن کے استقبال کے لیے آئیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ ۵؎

ترجمہ۔جن لوگوں نے کہا! اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اوران سے کہتے ہیں نا ڈرو، نا غم کرو اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس

کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔٧٦

ترجمہ۔فرشتے اور اہل ایمان کی روحیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور یہ ایسے دن جس کی مقدار دنیا کے ۵۰،۰۰۰ سال کے برابر ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔٧٧

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں، باپ اور بیویوں اور اولادوں میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کے تم صحیح سلامت رہو گے، بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے تھے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے۔

۵۔کراماً کاتبین:

اللہ تعالی نے ہر انسان کے اعمال کو لکھنے اور اس کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے کراماً کاتبین نامی فرشتے ہر انسان پر مقرر فرمائے ہیں۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔٧٨

ترجمہ۔بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔٧٩

ترجمہ۔اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے،40 یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ

مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ وَ جَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ
ذٰلِکَ مَا کُنۡتَ مِنۡہُ تَحِیۡدُ وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡوَعِیۡدِ وَ
جَآءَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّعَہَا سَآئِقٌ وَّ شَہِیۡدٌ۔۸۰

ترجمہ۔جب دو لینے والے دائیں بائیں بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتے ہیں ان کے پاس نگہبان نہ ہواور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھااور صور پھونکا جائے گا، یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔

لیکن ان فرشتوں کو بھی اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے کہ مومنین اگر نیکی کا ارادہ بھی کریں تو اس کو لکھ لیں اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ شخص اس کا ارتکاب نہ کرلے اسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں اس طرح سے پیش کیا گیا ہے ،حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھواور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کا ایک گناہ لکھ لو اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ لواور اگر وہ اس پر عمل کرے تو پھر دس نیکیاں لکھ لو۔۸۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دوفرشتے ہوتے ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے ہیں پھر جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔۸۲؎

نامہ اعمال:

انسان اس دنیا فانی میں جتنے بھی اقوال اور اعمال سرانجام دیتا ہے چاہے وہ رائی کے دانے کے برابر نیکی یا بدی ہو وہ سب کے سب اعمال ایک فلم کی شکل میں کراماً کاتبین ریکارڈ کرتے رہتے ہیں جیسے انسان اپنی موت کے بعد دیکھتا رہتا ہے مثلاً کسی شخص نے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نیکی کی ترغیب دینے والے فرشتے اس کے دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اور اس

کی سزا خون کے بدلے خون یعنی قصاص ہے لیکن اس قاتل نے فرشتوں کی اس ترغیب کو رد کرتے ہوئے اقدام قتل کرلیا اب مذہبی اعتبار سے چونکہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے لہٰذا مرنے کے بعد جب اس کو اپنی اس وارادات کی فلم دیکھائی جائے گی تو اس کے نتیجے میں اس فلم میں اس کی گردن کاٹ دی جائے گی اور قاتل جب اپنی ذات سے متعلق یہ فلم دیکھے گا تو وہ یہ بھول جائے گا کے میں فلم دیکھ رہا ہوں بلکہ اس کو حقیقی معنوں میں اپنی گردن کے کاٹے جانے کی شدید تکلیف محسوس ہوگی، اسی طرح سے ایک نیک اور پارسا انسان جو نہایت عبادت گزار بھی ہے اور اس کو دوران عبادت سکون، اطمینان، مسرت اور لذت بھی حاصل ہوتی ہے وہ جب بھی عبادت کرتا ہے اسے ان روحانی لہروں سے جو کائنات میں ہمہ وقت اور ہمہ جہت رواں دواں ہیں ان سے وہ سیراب ہوتا ہے اور اس کو ان نورانی لہروں سے آسودگی اور گہرا سکون حاصل ہوتا ہے لہٰذا اس کیفیت کی بھی ایک فلم بنتی رہتی ہے اور جب وہ اس عالم فنا سے عالم بقا کی جانب کوچ کرتا ہے تو وہاں اس کو یہ فلم دکھائی جاتی ہے جیسے دیکھ کر اس کی روح خوش، مطمین اور آسودہ ہو جاتی ہے لہٰذا قبر ہی وہ پہلی منزل ہے جہاں منکیر نکیر اس شخص کو یہ بتا دیتے ہیں کے اس کے دنیاوی اعمال کے اعتبار سے اللہ تعالی نے اس کا کیا ٹھکانہ مقرر فرمایا ہے اگر وہ نیک اور صالح ہوگا تو پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کے حسین نظاروں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا بصورت دیگر دوزخ کا جلا دینے والا عذاب اس کا منتظر ہوگا۔

۶۔ ہاروت و ماروت:

ہاروت و ماروت ایک عجمی لفظ ہے یہ بابل میں مقید دو فرشتوں کے نام ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا

يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔[۸۳]

ترجمہ۔اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کے 'دیکھو' ہم محض ایک آزمائش ہیں تم فکر میں مبتلا نہ ہو پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس سے شوہر بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کے اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جو خود ان کے لئے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کے جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش انھیں معلوم ہوتا۔

۷۔رضوان (داروغہ جنت):

جنت میں اللہ تعالی نے بے شمار فرشتوں کو ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جنت میں موجود فرشتے نیک بندوں کے لئے سلامتی کی دعائیں کریں گے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۔[۸۴]

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں، باپ اور اولاد میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى۔ ۸۵

ترجمہ۔فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے، اور بہت سے فرشتے آسمان میں موجود ہیں۔

۸۔مالک (داروغہ دوزخ):

اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر بھی فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اس کے داروغہ کا 'مالک' کے نام سے قرآن کریم میں موسوم کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ۸۶

ترجمہ۔اے ایمان والو تم اپنے اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جس پر تندخو اور مضبوط فرشتے ہیں جو اللہ کی کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا اللہ ان کو حکم دیتا ہے۔

وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔ ۸۷

ترجمہ۔پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم) تو ہی دعا کر، کہ اللہ ہمارا کام تمام کر دے۔

۹۔زبانیہ (دوزخ کے فرشتے کا نام):

دوزخ پر اللہ تعالیٰ نے ۱۹ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ وَ مَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ
الْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ مَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى
لِلْبَشَرِ ۔۸۸

ترجمہ۔ دوزخ پر (۱۹) فرشتے مقرر ہیں، ان کی تعداد کو کافرین کے لیے فتنہ بنادیا ہے، تاکہ اہلِ کتاب کو یقین آجائے، اور مومنین کا ایمان بڑھے، اور اہلِ کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں، اور دل کے بیمار اور کفّار یہ کہیں کے بھلا اللہ کا اِس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے، اِس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے، اور تیرے ربّ کے لشکروں کو خود اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس دوزخ کا ذکر اِس کے سوا کسی غرض کے لیے نہیں کیا گیا کے لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۔۸۹؎۔ ترجمہ۔ عنقریب عذاب کے فرشتوں کو بلالیں گے۔

۱۰۔ رعد (بادلوں پر مامور فرشتے):

بادلوں کی آواز اور کڑک کو رعد کہتے ہیں، رعد دراصل ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کو ہنکاتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس کچھ یہود آئے اور کہنے لگے یا ابالقاسم ہمیں بتائے کے رعد کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کے ساتھ مقرر ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ جہاں اللہ چاہتا ہے بادلوں کو ہنکاتا ہے پھر انھوں نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یہ بادلوں کو ڈانٹنا اور جھڑکنا ہے جب وہ فرشتے بادلوں کو ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں تو پھر بادل وہاں پہنچتے ہیں جہاں پہنچنے کا انھیں فرشتے حکم دیتے ہیں۔۹۰؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۔۹۱

ترجمہ۔ قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو صف باندھے عبادت کر رہے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو بادلوں کو جھڑک کر ہنکار رہے ہیں، قسم ہے ان کی جو کلامِ نصیحت سُنانے والے ہیں۔

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔ ۹۲

ترجمہ۔ بادلوں کی گرج اُس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اُس کی تسبیح کرتے ہیں، وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) اُنہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جب کے لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ۔ ۹۳

مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی، آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۹۴

ترجمہ۔ ہمارے وعدہ برحق کے مطابق ظالمین کو کڑک نے آلیا، پس ان کو خس و خاشاک کر دیا۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ۔ ۹۵ ۔ ترجمہ۔ صبح ہوتے ہی انھیں کڑک نے آلیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، اربد بن قیس اور عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ آئے، ان کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کا تھا چنانچہ کچھ دیر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث و مباحثہ کیا اور بلا آخر انھوں نے یہ طے کیا کے عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باتوں میں لگائے گا جبکہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اربد بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے گا لیکن جب اربد بن قیس نے قتل کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ارادے کو بھانپ لیا جب یہ دونوں واپس جانے لگے تو

راستے میں اربد بن قیس پر آسمان سے بجلی گری جبکہ عامر بن الطفیل کے پورے جسم پر حتیٰ کے اس کے حلق تک میں پھوڑے نکل آئے اور وہ مر گیا۔اسی موقع پر سورہ رعد کا نزول ہوا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ یُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیۡبُ بِہَا مَنۡ یَّشَآءُ وَ ہُمۡ یُجَادِلُوۡنَ فِی اللّٰہِ ۚ وَ ہُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ۔٩٦

ترجمہ۔اللہ کڑک کو بھیجتا ہے پھر ان سے جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرج کڑک کو سن کر یہ دعا پڑھتے!

اَللّٰھُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھۡلِکۡنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِكَ۔٩٧

ترجمہ۔اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا،ہمیں اپنا عذاب سے پہلے عافیت عطا فرما۔

روایت میں یہ دعا ہے(سُبۡحَانَ من یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ) حضرت علی گرج سن کر پڑھتے سبحان من سبحت لہ۔

ابن ابی زکریا فرماتے ہیں جو شخص گرج کڑک سن کر کہے دعا (سبحان اللہ وبحمدہ) اس پر بجلی نہیں گرے گی۔

عبداللہ بن زبیرؓ گرج کڑک کی آواز سن کر باتیں چھوڑ دیتے اور دعا فرماتے:

(وَ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ)اور فرماتے!

ترجمہ۔بے شک یہ زمین والوں کے لئے شدید وعید ہے۔٩٨

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا رب العزت فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو راتوں کو بارشیں برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناتا۔٩٩

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! گرج سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑاکا نہیں گرتا

وہ بجلی بھیجتا ہے جس پر چاہے اس پر گراتا ہے اسی لئے آخر زمانے میں بکثرت بجلیاں گریں گی۔۱۰۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے قریب بجلی بکثرت گرے گی یہاں تک کے ایک شخص اپنی قوم سے آکر پوچھے گا کے صبح کس پر بجلی گری؟ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔۱۰۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک مغرور سردار کے بلانے کو بھیجا اس نے کہا! کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ یا پیتل کا؟ قاصد واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا کے دیکھئے میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کے وہ متکبر، مغرور شخص ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نہ بلوائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوبارہ جاؤ اور اس سے یہی کہو اس نے جا کر پھر بلایا لیکن اس ملعون نے یہی جواب اس مرتبہ بھی دیا۔ قاصد نے واپس آکر پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھیجا اب کی مرتبہ بھی اس نے پیغام سن کر وہی جواب دینا شروع کیا، ایک بادل اس کے سر پر آ گیا کڑکا اور اس میں سے بجلی گری اور اس کے سر سے کھوپڑی اڑا لی گئی۔۱۰۲؎ اس کے بعد یہ آیت اتری۔

ایک روایت میں ہے، ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کے اللہ تعالیٰ تانبے کا ہے یا موتی کا یا یاقوت کا ابھی اس کا سوال پورا نہ ہوا تھا جو بجلی گری اور وہ تباہ ہو گیا اور یہ آیت اتری۔

قتادہ کہتے ہیں! مذکور ہے کہ ایک شخص نے قرآن کو جھٹلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا اسی وقت آسمان سے بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا اور یہ آیت اتری۔

بِحَمۡدِهٖ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ ۚ وَ يُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَ هُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ ۔۱۰۳

ترجمہ۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے

ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ ۱۰۵

ترجمہ۔ تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔

۱۱۔ مومنین کی مدد اور مغفرت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالی نے اس کائنات میں بے شمار ایسے فرشتے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو نیک انسانوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ایک مکتبہ فکر ایسا بھی پایا جاتا ہے جو اس بات کا منکر ہے کے کوئی کسی کی طرف سے بھلا کیسے نیک عمل کرسکتا ہے؟ اس کا ذکر خود قرآن کریم میں بارہا موجود ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ ۱۰۶

ترجمہ۔ قریب ہے کے آسمان ان کے اوپر ٹوٹ جائے، فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں، اور ان کے لئے جو زمین میں ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔ ۱۰۷

ترجمہ۔ (اللہ) خود بھی اور فرشتے بھی تجھ پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تا کہ اللہ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے، وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہؓ جنگ بدر کے دن حاضر تھے (بہت دنوں کے بعد جب ان کی بینائی واپس چلی گئی) تو ایک دن انھوں نے کہا اگر میں تمھارے ساتھ اس وقت بدر میں ہوتا تو میں تمھیں وہ

گھاٹی دیکھا تا جہاں سے فرشتے مومنین کی مدد کے لئے نکلے تھے۔۱۰۸؎

امام ابن جوزی لکھتے ہیں، حضرت ابوداؤد مازنی نے کہا میں جنگ بدر میں مشرکین میں سے ایک کا پیچھا کررہا تھا تا کہ میں اسے قتل کردوں پھر ایسا ہوا کے میری تلوار مارنے سے پہلے ہی اس مشرک کا سر کٹ کر گر گیا یہ دیکھ کر میں جان گیا کہ میرے علاوہ کسی اور نے اس کو قتل کیا ہے۔۱۰۹؎

مقسم بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا یوم بدر کے سوا ملائکہ نے کسی بھی دن قتال نہیں کیا باقی ایام میں وہ عددی قوت اور مدد کے لئے آتے تھے لیکن قتال نہیں کرتے تھے۔اس حوالے سے آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں!

اگر کفار کو فرشتوں نے قتل کیا تھا تو پھر مجاہدین بدر کی کیا فضیلت رہ جاتی ہے؟ جنگ بدر میں ۷۰ کفار قتل ہوئے تھے جن میں سے کچھ کو حضرت علیؑ نے جہنم واصل کیا تھا جبکہ باقی کو دوسرے مجاہدین نے اور تاریخ میں یہ بات محفوظ ہے کے کس کا فر کو کس نے قتل کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کے فرشتوں نے کس کو قتل کیا تھا؟۔۱۱۰؎

آسمانی مدد کے حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی نقل کئے جارہے ہیں۔

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ بَلٰٓى اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ۔۱۱۱

ترجمہ۔جب تو مسلمانوں کو کہتا تھا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کے تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے تین ہزار فرشتے آسمان سے بھیجے، بلکہ اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو، تو وہ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے، اور نشان دار گھوڑوں بھی مدد کے لیے بھیجے گا۔

بَلٰٓى اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ۔۱۱۲

ترجمہ۔بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر

چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

امام بخاری کے مطابق!، رافع الرزقی سے، اس کے والد (جو بدری تھے) کہتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، آپ ﷺ اہل بدر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہم ان کو افضل المسلمین سمجھتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہم فرشتوں میں سے جو بدری تھے، ان کو افضل سمجھتے ہیں۔ ۱۱۳

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ۔ ۱۱۴

ترجمہ۔ وہ موقع یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کے میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔

۱۲۔ منکرین کے لئے لعنت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالی نے کچھ فرشتے ایسے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو کے منکرین کے لئے لعنت کرتے ہیں جبکہ کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو عذاب الٰہی کو اللہ کے حکم سے اس گمراہ قوم پر لے کر آتے ہیں جس نے اس کا مطالبہ کیا ہو۔ ارشاد خداوندی ہے!

اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ۔ ۱۱۵

ترجمہ۔ وہ وقت جبکہ تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ "میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَ

الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ ۱۱۶

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں ملائکہ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو بھی لکھ لیتے ہیں اور جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے چاہئے کے وہ بلند آواز سے کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔۱۱۸؎

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۱۹

ترجمہ۔کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا ہے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے اور وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔۱۲۰؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے اور وہ اپنی روح کو نکلتے ہوئے دیکھتا ہے جب ہی مرتے ہوئے انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں۱۲۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول

دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنین کی ارواح خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے جس میں وہ اپنی ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۱۲۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے اے پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کے تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور رحمت کی طرف نکل اور جب روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۲۳؎۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔ ۱۲۴

ترجمہ۔ ایمان والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اللہ کو اختیار ہے وہ جو چاہے وہ کرے۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا! اللہ تعالی مومنین کو ان کی قبروں میں ثابت قدم رکھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کے تمھارا رب کون ہے؟ تمھارا دین کیا ہے؟ اور تمھارا نبی کون ہے؟ تو مومن ان سوالات کے درست جوابات دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے جبکہ منافقین ان سوالات کے غلط جوابات دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی قبروں کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ۱۲۵؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک مرتبہ ان کی شکل میں دیکھا اور ان کے چھ سو بازو تھے۔ ۱۲۶؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے، اور ان کے چھ سو بازو تھے جو افق پر چھائے ہوئے تھے۔ ۱۲۷

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۰۷، ۸۹ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں اللہ نے فرشتوں کو آسمان میں بسایا فرشتے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت، خشیت اور قرب رکھتے ہیں۔ فرشتے نہ تو صلبوں اور شکموں میں ٹھہرے اور نہ ہی انھیں زمانے کے حوادث نے منتشر کیا تاہم اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور آسمان کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو ان سے چھلکا دیا، آسمان کے وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی حمد وثنا کی گونج ہر جانب ہے دوسری جانب تجلیات نور کی ایسی فراوانیاں بھی ہیں جن سے نگاہ خیرہ ہو جائے باالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال کے وہ ان نظاروں کا تحمل کر سکے اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا یہ فرشتے بال و پر رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہیں وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے ان فرشتوں کو اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا یہ فرشتے ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں موجزن ہیں ان پر ہیبت اور جلال خداوندی چھائی ہوئی ہے۔

ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدود سے بھی آگے نکل گئے ہیں یہ فرشتے سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے اسی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے انھیں صرف اور صرف اللہ کی نعمتوں کی خواہش ہے اور یہ فرشتے ہر غیر کی عطا اور انعام سے بے نیاز ہیں انھیں عبادت کا والہانہ شوق ہے کیونکہ یہ عبادت اور معرفت کی حلاوت سے واقف ہیں۔ ۱۲۸

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کے ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ يَزِيۡدُ فِي الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۱۲۹

ترجمہ۔تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔

(ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں۔وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَيۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡر وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمًا ۔۱۳۰

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔۱۳۱

ترجمہ۔(اللہ) نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔

وَّ بَنَیْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعًا شِدَادًا۔۱۳۲

ترجمہ۔ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔۱۳۳

ترجمہ۔دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے پھر ہر آسمان میں اس کے کام کو القاء کر دیا جبکہ قریب کے آسمان کو ہم نے ستاروں (چراغوں) سے سجایا اور اس کی حفاظت کی، یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا کُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ۔۱۳۴

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں۔

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ۔۱۳۵

۔ترجمہ۔اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں ترازو رکھی۔

فرشتوں کی غذا:

قرآن کریم کے ہر ایک لفظ پر فرشتے مامور ہیں تاہم جس قدر جس لفظ کا وزن اور Strength ہو گی اس لفظ پر اسی قدر فرشتے مامور ہوں گے فرشتے ان مذکورہ الفاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں چونکہ وہ فرشتے ان الفاظ پر مامور ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں تو فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان آیات یا الفاظ کی باقاعدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ فرشتے بھی

وہاں باقاعدگی سے آکر اسے سنتے اور خوش ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بعد نماز عصر اللہ الصمد کا وظیفہ کرتا ہے اگر چہ یہ وظیفہ نہایت تیز تر، تیر بہ ہدف اور نہایت Powerful ہے اور کچھ مخصوص فرشتوں کی روحانی غذا یا توانائی کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں تو وہ وہ فرشتے پابندی سے وہاں آکر اس وظیفے کو سنتے ہیں تاہم اگر کسی وجہ سے طویل عرصہ تک کیا جانے والا وظیفہ کسی وجہ سے روک دیا جائے تو پھر وہ فرشتے وہاں آکر شور مچاتے ہیں کیونکہ انھیں اس مخصوص توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ملائکہ کی عبادات:

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرشتوں کی عبادات کے حوالے سے دریافت فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرؓ نے آسمان والے فرشتوں کی عبادت سے متعلق سوال کیا ہے؟ سب سے پہلے تو آپ انھیں میرا اسلام عرض کیجئے اور پھر انھیں یہ بتائے کے پہلے آسمان پر موجود ملائکہ قیامت تک سجدہ میں ہی رہیں گے اور وہ سجدہ میں قیامت تک سُبۡحَانَ ذِی الۡمُلۡكِ وَالۡمَلَكُوتِ پڑھتے رہیں گے۔ دوسرے آسمان والے فرشتے حالت رکوع میں قیامت تک رہیں گے اور اسی کیفیت میں وہ قیامت تک
سُبۡحَانَ ذِی الۡعِزَّةِ وَالۡعَظَمَةِ وَالۡقُدۡرَةِ وَالۡكِبۡرِيَاءِ وَالۡجَبَرُوتِ پڑھتے رہیں گے۔
تیسرے آسمان کے فرشتے قیامت تک حالت قیام میں رہیں گے اور وہ قیامت تک
سُبۡحَانَ الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ ڑھتے رہیں گے، جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کی تخلیق فرمائی یہ تمام فرشتے حالت قیام، رکوع اور سجود میں ہی ہیں اور روز قیامت جب یہ اپنا سر اٹھائیں گے تو اللہ سے کہیں گے کے ماعبدناك حق عبادتك۔ ۱۳۶

فرشتوں کو مشقت میں ڈالنے والا عمل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ دعا کرے

جَزَی اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ أَھْلُه تو اس کا ثواب ستر ہزار فرشتوں کا ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔ ۱۳۷ ؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۲۔ماہنامہ قلندر شعور۔شمارہ۔اگست۔۲۰۱۵ء۔

۳۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۴۲۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۴۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۔

۷۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۔۵۔

۸۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔سورہ طٰہ۔آیت۔۱۱۶۔

۱۰۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۳۰۔۳۱۔

۱۱۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔

۱۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۶۔

۱۳۔سورہ یونس۔آیت۔۲۱۔

۱۴۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۰۔

۱۵۔سورہ مریم۔آیت۔۹۷۔

۱۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔۱۴۔

۱۷۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۱۸۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۴۔

۱۹۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔۱۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۲۰۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔

۲۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

۲۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت

۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔

۲۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔
۲۵۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۶۔
۲۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۶۔
۲۷۔سورہ النجم۔آیت۔۲۶۔
۲۸۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۲۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۳۰۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۹۔۲۰۔
۳۱۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔
۳۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔
۳۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۶۔
۳۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۳۵۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۳۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔
۳۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔
۳۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔
۳۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۵۳۔
۴۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۴۱۔سورہ النجم۔آیت۔۲۷۔
۴۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۰۔
۴۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۱۔
۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۴۵۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔۸۔
۴۶۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۴۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۰۔
۴۸۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۹۔۲۱۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۷۔
۵۰۔سورہ النجم۔آیت۔۳۔۴۔
۵۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۶۱۔
۵۲۔سورہ النجم۔آیت۔۶۔
۵۳۔سورہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۵۴۔سورہ القدر۔آیت۔۴۔

۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۳۔
۵۶۔سورہ النجم۔آیت۔۱۴۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۸۔
۵۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۔۵۔
۵۹۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۶۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۶۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۲۔
۶۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔۵۲۔
۶۳۔سورہ النبا۔آیت۔۱۸۔
۶۴۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۶۵۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۳۔
۶۶۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۶۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۸۔سورہ انعام۔آیت۔۹۳۔
۶۹۔سورہ النحل۔آیت۔۲۸۔
۷۰۔سورہ انفال۔آیت۔۵۰۔
۷۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۷۲۔سورہ النحل۔آیت۔۲۹۔
۷۳۔سورہ النحل۔آیت۔۳۲۔
۷۴۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۷۵۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۳۰۔
۷۶۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۷۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۷۸۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۷۹۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۸۰۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۸۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی۔الباز مکہ مکرمہ۔
۸۲۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۸۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۸۴۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔

۸۵۔سورہ النجم۔آیت۔۲۶۔
۸۶۔سورہ التحریم۔آیت۔۶۔
۸۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۷۷۔
۸۸۔سورہ المدثر۔آیت۔۳۰۔۳۱۔
۸۹۔سورہ العلق۔آیت۔۱۸۔
۹۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۱۔سورہ الصفات۔آیت۔۱۔۳۔
۹۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۹۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۴۔
۹۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۱۔
۹۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۳۔
۹۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۹۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۹۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۹۹۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۰۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۱۰۱۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ۔
۱۰۲۔مسند ابویعلیٰ موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دار المامون التراث بیروت۔
۱۰۳۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۱۰۴۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۱۰۵۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔
۱۰۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔
۱۰۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔
۱۰۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ج۔۳۔ص۔۸۱۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۳ھ۔
نیز سیرت ابن ہشام۔ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔ جامع البیان۔ج۔۴۔ص۔۵۰۔
۱۰۹۔زاد المسیر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی۔
۱۱۰۔تفسیر نمونہ۔آیت اللہ مکارم شیرازی۔ج۔۷۔ص۔۱۰۴۔۱۰۵۔۔مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۹ھ۔

۱۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۴۔۱۲۵۔
۱۱۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۵۔
۱۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت.
۱۱۴۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔
۱۱۵۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔
۱۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۱۔
۱۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۷۔
۱۱۸۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۱۱۹۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۲۰۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔
۱۲۸۳۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۱۲۱۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۱۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۱۲۳۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۱۲۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۲۷۔
۱۲۵۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۱۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۱۲۸۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۱۲۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۱۳۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۳۱۔سورہ ملک۔آیت۔۳۔
۱۳۲۔سورہ النبا۔آیت۔۱۲۔
۱۳۳۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۱۳۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۱۳۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۱۳۶۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔
۱۳۷۔اہل بیت اطہار کے آزمودہ وظائف۔مرتب۔ص۔۶۷۔مطبوعہ۔موسستہ الرسالہ بیروت۔

باب۱۶

جنات

تمام کائناتی دنیاؤں میں اللہ کی پیدا کردہ بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظاموں میں پائی جاتی ہیں جن میں :

۱۔انسان ۔ ۲۔فرشتے ۔ ۳۔جنات شامل ہیں۔

ان کو اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے،ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے۔

۱۔فرشتے۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین ۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان ۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات ۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان لاشمار سیاروں میں آباد ہے،اور ان کی اقسام کتنی ہیں؟ اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے، یہی بات فرشتوں اور جنات کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ا؎

جنات اللہ کی ناری اور نادیدہ مخلوق ہے، دنیا میں انسان کی آمد سے پہلے اس دنیا میں جنات رہا کرتے تھے،لیکن جب جنات نے شرک، ظلم اور فساد بپا کیا اور اللہ کی زمین کو ظلم و جبر سے بھر دیا تو اللہ تعالی نے دنیا سے جنات کا صفایا فرماتے ہوئے انسان کو دنیا کی خلافت اور اپنی نیابت

عطا فرمائی، جنات ایک باشعور اور مکلف مخلوق ہے، جنات میں مسلمان اور کافر دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس نادیدہ مخلوق پر قرآن کریم میں ایک سورہ نازل فرمادی یہی نہیں بلکہ دیگر سورتوں میں بھی اس نادیدہ مخلوق کا بکثرت ذکر موجود ہے۔

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین اقسام پر پیدا فرمائی

۱۔ پہلی قسم جن، سانپوں، بچھوں اور زمین کی کیڑے مکوڑے کی صورت میں ہے۔

۲۔ دوسری قسم ہوا کی طرح فضا میں موجود ہے۔

۳۔ تیسری قسم پر حساب اور جزا وسزا بھی ہے۔ ۲؎

نظام کائنات میں جنات کا کردار:

ابن فارس کے مطابق جن سے مراد چھپا لینے کے ہیں۔ ۳؎

امام راغب اصفہانی کے مطابق جن سے مراد ایسی شے جو نظروں سے پوشیدہ، اوجھل یا حواس سے مخفی ہو۔ ۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْ كَبًا۔ ۵؎

ترجمہ۔ جب رات کی تاریکی نے اسے چھپالیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا۔

قد جن عنک۔ ہر وہ شے جو تم سے پوشیدہ ہو یا چھپ جائے اس کو قد جن عنک کہتے ہیں۔

اسی طرح سے جنن قبر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مردہ کو چھپا لیتی ہے اور خود میت اور اس کے کفن کو بھی جنن کہتے ہیں۔ ۶؎

جنات انسان کو نظر کیوں نہیں آتے:

یہاں ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کے آخر جنات ہمیں نظر کیوں نہیں آتے ؟ تو اس کا جواب نہایت آسان ہے اور وہ یہ کے انسانوں کی بہت سی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں نہایت

کمزور اور ضعیف ہیں انسان کی نگاہ بھی ایک خاص حد تک دیکھ سکتی ہے اور اس کی سماعت بھی ایک مخصوص فریکوئنسی تک کی آوازیں سن سکتی ہیں، یہ بھی روزمرہ کا تجربہ ہے کے انسان خوشبو کو محسوس تو کرسکتا ہے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتا اسی طرح سے ٹھنڈی اور گرم ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں دیکھا نہیں جا سکتا، پانی کو تمام جاندار اسی یقین کے ساتھ پیتے ہیں کے وہ پیاس بجھاتا ہے جبکہ پانی کا فارمولہ H2O ہے لیکن انسان کی ظاہری آنکھ ہائیڈروجن اور آکسیجن کو دیکھنے سے قاصر ہے، اسی طرح سے فضاء میں بے شمار گیسیز موجود ہیں لیکن کبھی کسی نے گیس کی شکل وصورت کو نہیں دیکھا لہٰذا اسی طرح سے انسانی آنکھ جنات کو دیکھنے سے قاصر ضرور ہیں لیکن انھیں دیکھنا ناممکن نہیں تاہم یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب انسان مفرد لہروں کے علم کو سیکھ لے اور جس دن ایسا ہوجائے گا تو انسان، جنات اور ان کی دنیا سے واقفیت حاصل کرلے گا۔

جنات انسان کو اس لئے نظر نہیں آتے کیونکہ انسان کا ویژن بہت محدود ہے اس کائنات میں موجود Electromagnetic Spectrum کے مطابق روشنی کی درج ذیل (۱۹) اقسام ہیں جس میں سے انسانی آنکھ صرف ایک قسم کی روشنی کو دیکھنے کے قابل ہے جو سات روشنیوں پر مشتمل ہے اور اس کو عرف عام میں عام روشنی کہا جاتا ہے۔

روشنی کی درج ذیل کچھ اقسام یہ ہیں:

ا۔عام روشنی/ مرئی روشنی:

عام روشنی کو مرئی روشنی بھی کہتے ہیں، یہ برقی مقناطیسی طیف کا وہ حصہ ہے جسے انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے، اسے مرئی روشنی یا محض روشنی بھی کہتے ہیں، ایک صحت مند انسانی آنکھ 380 سے 780 نینومیٹر طول موج تک کی شعاعوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے، عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے عام روشنی کی بیم (۱،۰۰۰) فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً (۲۰۰) فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی

لہر کا طول موج یعنی اس کا (Wave length) مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیتی ہے۔

۲۔ لیزر شعاع:

لیزر شعاعوں اور عام روشنی میں فرق یہ ہے کے عام روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے لیکن لیزر شعاع ایک رنگ شعاع ہوتی ہے عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے لیکن لیزر شعاع منشور میں سے گزرنے کے باوجود اپنے ایک ہی رنگ پر برقرار رہتی ہے نیز یہ کے لیزر شعاع کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ مثلاً عام روشنی کی بیم ۱۰۰۰ فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً ۲۰۰ فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہو جائے گی جبکہ لیزر شعاع کا پھیلاؤ زیادہ سے زیادہ آدھ یا ایک فٹ ہوگا اور اس کی طاقت بھی برقرار رہے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج (Wave length) مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیتی ہے جبکہ لیزر شعاع میں لہروں کے نشیب و فراز یکساں ہوتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے میں پیوست اور متحد ہو جاتے ہیں یہ لہریں ایک سمت میں طویل فاصلہ طے کر لیتی ہیں اور ہمیشہ یکساں حالت میں رہتی ہیں ٹھوس اشیاء کو کاٹنے اور ان میں سوراخ پیدا کرنے کے لئے جو لیزر استعمال ہوتی ہے وہ کاربن ڈائی اکسائیڈ لیزر کہلاتی ہے جو کاربن ڈائی اکسائیڈ اور نائیٹروجن کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے یہ نہایت طاقتور اور شدت کی زیریں سرخ شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں ایسی لیزر کسی جسم میں داخل ہو کر اس کی اندرونی توانائی کو بڑھا دیتی ہے نتیجے کے طور پر اس حصے کا درجہ حرارت لیزر کے ٹکراؤ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔

۳۔Gamma Vision:

اگر انسان Gamma Vision میں دیکھنے کے قابل ہو جائے تو وہ دنیا میں موجود ریڈی ایشن کو دیکھنے کے قابل ہو جائے گا تاہم اگر انسان X-Rays کو دیکھنے کے قابل ہو جائے تو پھر اس میں موٹی سے موٹی دیوار کے اس پار بھی دیکھنے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی۔
Gamma Rays ایسی برقی مقناطیسی شعائیں ہوتی ہیں جو (Excited State) میں موجود ایٹمی نیوکلئیس سے خارج ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں وہ کم توانائی کی حالت میں آجاتا ہے Gamma Rays کو تحقیقی اور صنعتی مقاصد کے لئے وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ۷؎

۴۔Infrared-Vision:

Infrared Radiation وزیریں سرخ شعاعیں بھی کہا جاتا ہے ان شعاعوں کا طول موج ایک مائیکرومیٹر سے ایک ملی میٹر تک ہوتا ہے اس شعاع کو ۱۸۰۰ء میں ولیم مارشل نے دریافت کیا تھا تاہم انسانی آنکھ ان شعاعوں کے لئے حساس نہیں، ماہیئت کے اعتبار سے یہ شعاعیں حرارتی ہیں، دس ڈگری کیلون درجہ حرارت تک مادے سے ہونے والے اشعاعی اخراج کا بیشتر حصہ انفراریڈ پر مشتمل ہوتا ہے تاہم جیسے جیسے درجہ حرارت بڑھتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اجسام سے خارج ہونے والی ل توانائی میں ہائی فریکوئنسی کا تناسب بڑھتا جاتا ہے انفراریڈ شعاعوں کے کئی فوجی، تحقیقی اور پر امن استعمالات بھی ہیں، تاریکی اور دھند میں چیزوں کو دیکھنے، ان کی تصویر کشی کرنے اور حرارت جو میزائیل کی ساخت انفراریڈ ڈیٹیکٹر (Detector) استعمال ہوتے ہیں۔ ۸؎
اگر انسان Infrered Vision میں دیکھنے ے قابل ہو جاے گا تو پھر وہ با آسانی مختلف اجسام سے نکلنے والی حرارت کو بھی دیکھ سکے گا سانپ اور کئی جانور Infrared-Vision میں دیکھ سکتے ہیں۔

۵۔Ultraviolet-Vision:

Ultraviolet Light و بالائے بنفشی شعاعیں بھی کہا جاتا ہے دراصل بالائے بنفشی روشنی برقی

مقناطیسی شعاعیں ہیں جن اطول موج مرئی روشنی سے چھوٹا اورا یکس ریز سے بڑا ہوتا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کے برقی مقناطیسی طیف میں یہ انسانی آنکھ کونظر آنے والی وائلیٹ روشنی سے اوپر چھوٹی طول موج کی طرف واقع شعاعیں ہیں انھیں ۱۸۰۱ء میں جرمن طبیعات دان جوہان ولیم ریٹر نے دریافت کیا تھا اس کے مشاہدے میں یہ آیا تھا طیف کے الٹراوئلیٹ سے عین اوپر کا علاقہ سلورکلورائیڈ کو خاص طور پر متاثر کرتا ہے چونکہ انسانی آنکھ الٹراوائلیٹ کے لئے حساس نہیں ہے جبکہ یہ شعاعیں فوٹوگرافی کی فلم کو متاثر کرسکتی ہے اس لئے ابتدامیں اس کو تاریک روشنی کا نام دیا گیا تھا چھوٹے جانوروں میں سے کچھ پرندے،خزندے اور شہد کی مکھی جیسے حشرات الٹراوائلٹ روشنی کے کچھ حصے کو دیکھ سکتے ہیں۔

الٹراوائلٹ روشنی انسانی جلدے لئے مضر ہے اور یہ کینسر کا سبب بن سکتی ہے سورج سے خارج ہونے والی الٹراوائلٹ روشنی کا بیشتر حصہ کرہ ہوائی میں موجود اوزون کی تہہ میں جذب ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کے اوزون کی تباہی کرہ ارض پر حیات کو خطرات سے دوچار کرتی ہے اگرچہ نسبتاً زیادہ طول موج کی الٹراوائلٹ شعاعیں انسانی جلد میں وٹامن ڈی کو پیدا کرتی ہیں لیکن یہی شعاعیں اگر زیادہ دیر تک پڑتی رہیں تو پھر جلد کے کینسر اور آنکھوں کی بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بھی ہوسکتی ہیں۔۹؎

اگر انسان Ultraviolet-Vision میں دیکھنے کے لائق ہوجائے گا تو پھر اس کے لئے انرجی کو دیکھنا کچھ مشکل نہ ہوگا لیکن شہد کی مکھی کو اللہ نے یہ صلاحیت عطافرمائی ہے کے وہ Ultraviolet-Vision رکھتی ہے۔

۶۔Microwave-Vision:

Microwave بھی روشنی کی ایک قسم ہے یہ برقی مقناطیسی توانائی ہے جس کا طول موج خلا میں (3.to 030) سینٹی میٹر ہو،ایسی توانائی مائیکروویو کہلاتی ہے چنانچہ 1 تا100 میگا ہرٹز فریکوئنسی کی برقی مقناطیسی لہروں کو مائیکروویوز کہا جاتا ہے زیادہ تر مقاصد کے لے مائیکروویوزان الیکٹرانی آلات کی مدد سے پیدا کی جاتی ہیں جو متعلقہ فریکوئنسی پر برقی مقناطیسی ارتعاش دیتے ہیں

ان آلات میں مائیکرو ویوز ے جھاکے (Pulse) اور مسلسل مائیکرو ویوز دونوں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

زیادہ طاقت کی مائیکرو ویوز بالعموم ویکیوم ٹیوبز پر مشتمل جنریٹرز سے پیدا کی جاتی ہے ان کی طاقت ہزاروں کلوواٹ ہوسکتی ہے جبکہ سالڈ سٹیٹ آلات کی طاقت بالعموم چند واٹس تک محدود رہتی ہے۔خلا میں مائیکرو ویوز بصری موجوں کی طرح خط مستقیم میں سفر کرتی ہیں البتہ سطح ارض کے نزدیک کرہ ہوائی کا Refractive index زیادہ ہے۔

مائیکرو ویوز کو راڈار، الیکٹرانی ابلاغ، ریڈیومیٹری، طب، طبیعات، کیمیا اور کھانے پکانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ائیکرو ویوز میں اپنے سے بڑے طول موج کی دیگر شعاعوں کے مقابلے میں 100 گنا زیادہ فریکوئنسی کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

مائیکرو ویوز جسمانی بافتوں کے درجہ حرارت کی پیمائش (Thermography)، مختلف جسمانی عوارض کی تشخیص میں مدد دیتی ہے اسے کینسر جیسے بعض امراض میں بھی استعمال کیا جاتا ہے تاہم جلد کے نیچے موجود بافتوں کی ساخت اور حالت کا مطالعہ کرنے کے لئے مائیکرو و امیجنگ (Microwave imaging) استعمال ہوتی ہے۔۱۰؎

۷۔ Radio Wave-Vision:

Radio Waves بھی روشنی کی ایک قسم ہے اس کو ریڈیائی لہریں بھی کہا جاتا ہے یہ لہریں برقی مقناطیسی طیف کا ایک حصہ ہیں ان کی فریکوئنسی مائیکرو ویو سے بھی کم ہوتی ہیں ریڈیائی لہروں کا طول موج ۳۰ سینٹی میٹر سے لے کر ہزارروں میٹر تک ہوسکتا ہے یوں ان لہروں کی فریکوئنسی ایک گیگا ہرٹز سے لے کر تین ہرٹز تک ہوسکتی ہیں ان موجوں پر مشتمل کمیونیکیشن سگنل، ہوا میں ط مستقیم پر سفر کرتے ہوئے بادلوں اور آئنوسفیئرز سے منعکس ہوتے ہیں تاہم انھیں خلا میں موجود سیٹلائیٹ کی مدد سے (Relay) بھی کیا جاتا ہے ریڈیو لہروں و ٹیلی وژن، شارٹ ویو ریڈیو، ائیر ٹریفک کنٹرول، فون ٹیکنالوجی حتیٰ کے کھلونوں کے ریموٹ کنٹرول میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔۱۱؎

تمام اشیاء کائنات کو اگر ایک میٹر کے اندر سمو دیا جائے تو انسانی آنکھ صرف ۳۰۰ نینو میٹر کے اندر موجود چیزوں کو ہی دیکھ پائے گی جس کا آسان مطلب یہ ہے کے ہم کائنات کا صرف 0.000003٪ فیصد حصہ ہی دیکھنے کے قابل ہوں گے تاہم انسانی آنکھ کو دکھائی دینے والی روشنی Visible Light کہلاتی ہے جبکہ یہ الٹراوائلیٹ اور انفرا ریڈ کے درمیان پایا جانے والا بہت چھوٹا حصہ ہے۔

ہماری کائنات اور دنیا میں اللہ کی پیدا کردہ کئی مخلوقات کا Visual-Spectrum انسانی Spectrum-Visual سے بہت مختلف ہے دنیا میں سب سے زیادہ رنگ مینٹس شرمپ کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں تاہم الورات کے گھپ اندھیرے میں بھی رنگوں کو اسی طرح سے دیکھ سکتا ہے جس طرح سے انسان کسی بھی رنگ کو دن میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

امریکن کک نامی ایک پرندہ ایک ہی وقت میں ۱۸۰ ڈگری کا منظر بھی دیکھ سکتا ہے۔

گھریلو بکری ۳۲۰ ڈگری تک کا ویو با آسانی دیکھ لیتی ہے۔

گرگٹ ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں میں دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

افریقہ میں پایا جانے والا Prongs نامی ہرن ایک صاف رات میں سیاروں کے گرد موجود دائرو ں کو بخوبی دیکھ سکتا ہے تاہم انسانی کی حس بصارت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہے۔

تخلیق روشنی کے تانے بانے پر قائم ہے:

تخلیقی پروسس کے مطابق ہر فرد روشنی کے جال پر نقش ہے یہ جال مفرد اور مرکب لہروں سے بنا ہوا ہے ہر انسان میں مرکب لہروں کے ساتھ مفرد لہریں بھی موجود ہوتی ہیں۔

اسمائے الٰہی کے علوم کے تحت مفرد لہروں کو کہیں بھی عارضی طور پر ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب لوہے کی زرہیں اور دیگر اشیاء بناتے تھے تو مفرد لہروں یعنی لیزر شعاعوں کو ہاتھوں میں سے گزار لیتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں لوہا مولڈ ہو جاتا تھا اور وہ لوہے کو حسب منشاء موڑ لیتے تھے اور اپنی انگلیوں میں لیزر شعاعیں جمع کر کے سامان حرب تیار

کرلیا کرتے تھے ترکی کے میوزیم میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کی ا یک لوہے کی بڑی ہنڈیا رکھی ہے جو اس طرح بنائی گئی ہے جیسے کمہار ہاتھ سے مٹی کی ہنڈیا بناتے ہیں۔

کائنات کی ساخت دو رخوں پر کی گئی ہے کائنات میں بے شمار مخلوقات ہیں ان مخلوقات میں قابل تذکرہ مخلوقات انسان فرشتے اور جنات ہیں یہ تینوں مخلوقات ہماری زمین کی طرح تمام عالمین اور ہر زمین پر موجود ہیں ہماری زمین پر بے شمار گیسیز بھی ہیں ان گیسیز کو روشنیاں فیڈ کرتی ہیں روشنی لہروں کی صورت میں سفر کرتی ہیں فرشتوں اور جنات کی تخلیق میں مفرد لہریں اور انسان کی تخلیق میں مرکب لہریں کام کرتی ہیں۔

مفرد لہر اور مرکب لہر:

ایک لہر یا یا حرکت مفرد جنات کی دنیا ہے جبکہ دوہری لہر یا حرکت مرکب انسان کی دنیا ہے۔مفرد لہر یا نسمہ مفرد کا جسم مادی آنکھ سے نظر نہیں آتا ہے البتہ مرکب لہر سے بنا ہوا مادی جسم نظر آتا ہے مفرد لہر ہر شے میں سے گزر جاتی ہے۔اگر انسان کے اوپر مفرد لہر کا غلبہ ہو جائے تو وہ ٹھوس دیوار میں سے گزر جاتا ہے آسمانوں میں پرواز کرتا ہے کسی شے کی ماہیت قلب کرسکتا ہے فرشتوں کے لئے ہماری ٹھوس دنیا کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے وہ ہوا کی طرح موٹی سے موٹی دیوار میں سے گزر جاتے ہیں اسی طرح سے جنات بھی مادے کے ٹھوس پن سے متاثر نہیں ہوتے جب لوہے کو بھٹی میں ڈال دیتے ہیں تو بھٹی میں آگ کی تیز تپش ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ لوہے کے نسمہ مرکب کو نسمہ مفرد سے مغلوب کر دیتی ہے نسمہ مرکب مغلوب ہونے سے چونکہ نسمہ مفرد غالب ہو جاتا ہے اس لئے لوہا نرم ہو جاتا ہے۔

نا صرف انسان کی بصارت کمزور ہے بلکہ اس کی سماعت بھی دیگر مخلوقات کے مقابلے میں کہیں زیادہ کمزور ہے یہی وجہ ہے کے جو لوگ جنات سے کسی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کے انھوں نے جنات کو سرگوشیاں کرتے سنا کیونکہ جنات کی ایک سرگوشی کی فریکوئنسی تقریباً ۱۵۰ ہرٹز ہوتی ہے جبکہ یہی وہ فریکوئنسی ہے جس میں انسان کا اپنے ذہن پر کنٹرول ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کی واضح مثال ASMR تھراپی ہے جس میں ۱۰۰ ہرٹز کی سرگوشیوں سے انسانی ذہن کو

relax کیا جاتا ہے۔

جنات کے نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کے انسانی بصارت میں اتنی طاقت نہیں یہی وجہ ہے کے قرآن یہ کہتا ہے! وہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔

اجنہ۔کی جمع جنین ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین تھے۔

المجن ۔اس ہتھیار کو بھی کہتے ہیں جس سے انسان اپنا دفاع کرے تاہم ہر پردے اور آڑ کو بھی المجن کہا جاتا ہے۔

الجنہ ۔اس ڈھال کو کہتے ہیں جو جنگ میں استعمال کی جاتی ہے۔ ۱۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ ۱۴

ترجمہ۔انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

عربوں کے یہاں فرشتوں کو بھی جن کہا جاتا اور ان کی عبادت بھی جاتی تھی۔

علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کے الجن کا استعمال دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ ۱۵؎

ا۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہوں لہذا اسی اعتبار سے جن کو بھی فرشتہ سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو نیک ہیں اس لئے وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور جو سرکش ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں اور چونکہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک اور بد دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اور یہ مخلوق چونکہ پوشیدہ اور مخفی ہیں لہذا اسے جن کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں عرب فرشتوں کی طرح جنات کی بھی عبادات کیا کرتے تھے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔۱۶

ترجمہ۔ان لوگوں نے جنات اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ اس نے ان کو پیدا فرمایا ہے، اور اس کے لئے انہوں نے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے تراش رکھے ہیں، وہ ان باتوں سے پاک ہے۔

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔۱۷؎

ترجمہ۔انھوں نے اللہ اور جنات میں رشتہ ٹھہرایا۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۔۱۸

ترجمہ۔بے شک بات یہ ہے کہ بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے جو جنات کے مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی تکبر میں زیادہ کیا، بات یہ ہے کہ انہوں نے خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا ہے کہ اللہ کس کو دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۔۱۹؎

ترجمہ۔ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں۔

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۔۲۰

ترجمہ۔انہوں نے اللہ کی اور جنات کے درمیان رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں جب عرب کسی سنسان اور ویران وادی سے رات میں گزرتے تو زور زور سے پکار کر اس وادی کے مالک جن کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، عربوں کا یہ عقیدہ تھا کے ہر غیر آباد مقام پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے وہاں پہنچ کر ان سے امان طلب کر لی جائے بصورت دیگر وہ جنات ہمیں ستائیں گے علامہ سید محمد بن محمد

زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں !انس کے برخلاف ہیں جن کا واحد جنی ہے۔

اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے اور فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے جبکہ ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ تسبیحات دی گئی ہیں اور اوپر والے آسمان پر مقیم نیچے والے آسمان کے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت اذکار اور تسبیحات کا ورود کرتے ہیں۔۲۱؎

الصحاح میں مذکور ہے کے جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور زمانہ جاہلیت میں فرشتوں کو جنات کہا جاتا تھا کیونکہ فرشتے آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں اور ابلیس کے متعلق یہ کہا گیا کے وہ ملائکہ میں سے جن تھا۔۲۲؎

زمخشری نے یہ کہا کے جنات اور ملائکہ ایک نوع ہیں لیکن ان میں سے جو خبیث اور سرکش ہو وہ شیطان ہے اور جو پاکیزہ ہو وہ فرشتہ ہے اور صاحب قاموس یہ کہتے ہیں کے جن کی تفسیر ملائکہ سے کرنا مردود ہے کیونکہ ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں نہ کے نار سے جبکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا ہے پھر یہ کے ملائکہ معصوم ہوتے ہیں ان میں مذکر مونث اور تولد و تناسل نہیں ہوتا ہے۔۲۳؎

امام ابو یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں جمہور کے قول کے مطابق ابلیس فرشتوں میں سے تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابن جریج، ابن المسیبؒ، قتادہؒ،

امام ابوالحسن اشعریؒ اور امام ابن جریر طبری بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا ابلیس کا نام عزازیل تھا اور یہ معزز فرشتوں میں تھا اس کے چار پر تھے لیکن یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔۲۴؎

قتادہؒ سے روایت ہے ابلیس فرشتوں کی اعلیٰ قسم میں شمار کیا جاتا۔

حضرت سعید بن جبیرؒ نے کہا اللہ نے کچھ ملائکہ کو نار (آگ) سے پیدا کیا جن میں ابلیس بھی تھا جبکہ باقی ملائکہ کو اللہ نے نور سے خلق کیا۔۲۵؎

ابن زید، حسن اور قتادہؒ نے کہا ابلیس ابوالجن ہے جس کا نام حارث ہے۔۲۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ابلیس کا شمار ان جنوں میں ہوتا ہے جو زمین پر رہتے انھی' فرشتوں نے زمین پر خونریزی، فساد اور قتال کیا تاہم ابلیس کو کم عمری میں قید کرلیا گیا بعدازاں اس نے فرشتوں کے ساتھ عبادت کی جس وجہ سے اس کو فرشتوں کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔اس قول کو امام ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔

جن صحابہ اور ائمہ کا یہ نظریہ ہے کے ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا تو ان کی دلیل یہ ہے کے ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی جبکہ فرشتے اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔۲۷

ترجمہ: وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس آیت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا کے ابلیس جن تھا۔

فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۔۲۸

ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا' وہ جنوں میں سے تھا' سو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے ابلیس کا تعلق فرشتوں کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا گیا اللہ نے ان کی تخلیق دھوئیں والی آگ سے کی تاہم فرشتوں کی دوسری قسم کو نور سے پیدا کیا گیا۔

ابلیس کا نام عزازیل تھا جو سریانی زبان کا لفظ ہے جبکہ عربی زبان میں اس کو حارث کہا گیا یہ جنت کے خزائین میں تھا یہی نہیں بلکہ یہ آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار بھی تھا تاہم آسمان اور زمین پر اس کی سلطنت قائم تھی یہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ عالم اور عبادت گزار تھا۔

آسمان سے زمین تک کے معاملات کا یہ محافظ اور منتظم تھا، ان امور کی وجہ سے یہ اپنا شرف اور مرتبہ سب سے زیادہ سمجھتا تھا تاہم اسی زعم، غرور اور تکبر نے اس کو کفر تک پہنچادیا اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس وجہ سے یہ شیطان رجیم اور راندہ درگاہ قرار پایا۔۲۹

جمہور مفسرین کا یہ ماننا ہے کے ابلیس ملائکہ میں سے تھا اور اس کی دلیل میں وہ قرآن کریم کی اس

آیت کو بطور حوالہ پیش کرتے ہیں!

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ۔٣٠

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم، سوانہوں نے سجدہ کرلیا، لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

امام ابن جریر طبری ؒ (متوفی ۳۱۰ھ) ، علامہ قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)، امام رازی (متوفی ۷۲۳ھ) ، قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) علامہ ابوالحیان اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) اور علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی تحقیق کے مطابق ابلیس ملائکہ میں سے تھا۔۳۱؎

دوسری جانب علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) ' علامہ نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) علامہ زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) اور دیگر مفسرین و متکلمین کی تحقیق یہ ہے کے ابلیس جن تھا اور وہ قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں جبکہ علامہ تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کے ابلیس کا تعلق نوع اجنہ سے تھا پھر اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی لیکن چونکہ وہ فرشتوں کی طرح عبادت گزار تھا اور ان کے درمیان چھپا رہتا اس لیے اس کو بھی فرشتوں میں ہی شمار کرتے ہوئے سجدہ کا حکم دیا گیا۔۳۲؎

جنات کی شکل وصورت:

جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر چونکہ مفرد لہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔۳۳؎

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں، اولین انسان اور تمام انسانوں کے باپ ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد کا نام ابوالجن طارہ نوس ہیں، قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اوران کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔ ۳۴؎

ہماری زمین ابتدا میں چونکہ آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اوران کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو باآسانی برداشت کرتی تھی۔ ۱۷۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ ۳۵؎

ترجمہ۔ ہم نے اس سے پہلے جنات کو دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ۳۶؎۔ ترجمہ۔ جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں! جان کی ایک قسم ہے اس کو الجن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے۔

اَلْجَآنَّ، سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز شعلہ جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب آگ جلائی جاتی ہے۔ ۳۷؎

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے

حضرت آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا کے یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے تمام جنات الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولادیں ہیں جنھیں ابلیس کے ساتھ ہی موت آئے گی۔۳۸؎

جنات کا ایمان:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں! میرے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے لیکن اللہ نے میری اعانت فرتے ہوئے اسے مسلمان کردیا اور وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی اور مشورہ نہیں دیتا۔۳۹؎
رسول اللہ ﷺ کی رسالت جس طرح سے دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے بالکل اسی طرح سے آپ ﷺ کی رسالت کے دائرے میں قوم اجنہ بھی آتی ہے۔
حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔
۱۔ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کردیا گیا۔
۲۔تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور طہارت کا آلہ بنادی گئی۔ پس میرا امتی جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔
۳۔میرے لئے غنیمتوں کو حلال کردیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔
۴۔مجھے شفاعت دی گئی۔
۵۔پہلے صرف نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔۴۰؎
۴۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، پہلے صرف انسانوں کی طرف رسول مبعوث ہوتے تھے

اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کے بھی رسول ہیں اور جنات کے بھی رسول ہیں اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۴۱

جنات کی پیدائش:

جنات کو اللہ نے شعلوں والی آگ سے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا تاہم دونوں کی خلقت الگ الگ ہے اور ان میں مومنین اور کافرین دونوں ہی ہوتے ہیں لیکن ابلیس ان دونوں کا ہی دشمن ہے وہ کافرین سے دوستی جبکہ مومنین سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ۴۲ ترجمہ۔ جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔ ۴۳

ترجمہ۔ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف، ہم کئی مسالک میں متفرق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔ نصیبن کے رہنے والے انیس جنات تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، جنات دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھیرے گئے اور وہ نصیبیں کے اشراف اور سردار جنات تھے۔

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔

ترجمہ۔ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم! بیشک ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے نازل کی گئی ہے وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دینے والی ہے، اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔ ۴۴؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنات پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا جس کو حجون کہا جاتا ہے۔ ۴۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدم سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔ ۴۶؎

علقمہ کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ میں سے کوئی شخص اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات جنات سے ہوئی؟ تو انھوں نے کہا کے ہم میں سے کوئی بھی اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ موجود نہ تھا لیکن ایک رات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گم پایا اور ہم کو یہی خیال آیا کے کسی دشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دھوکا دیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا ہے ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غار حرا کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی پریشانی بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا تھا میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا یہ کہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں بھی اس مقام پر لے کر گئے وہاں ہم نے ان کے اور آگ کے نشانات دیکھے۔

شعبی نے بیان کیا کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ناشتہ طلب کیا تھا عامر نے کہا یہ ایک جزیرے کے جن تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمھارے ہاتھوں میں آئے گی تو وہ گوشت سے بھر جائے گی اور اسی طرح گوبر تمھارے جانوروں کا چارہ بنے گا پس

ائے مسلمانوان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو کیونکہ یہ تمھارے جنات بھائی کی اور ان کے جانوروں کی خوارک ہیں۔ ۴۷؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔ ۴۸؎

امام ابن اسحاق نے ذکر کیا کے سورہ جن اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کی طرف گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ثقیف سے تبلیغ اسلام پر مدد طلب کی اور یہ واقعہ بھی بعثت کے ابتدائی دس سالوں کا ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم صحابہ کرام سے پوچھا! آج رات تم میں سے کون میرے ساتھ جنات کی ملاقات کے لئے چلے گا؟ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا پھر مکہ کے بالائی حصے میں ایک جگہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ ایک لکیر کھینچ کر مجھ سے فرمایا کے تم اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہوکر تلاوت قرآن کریم شروع کردی، میں نے دیکھا کے بہت سے اشخاص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اور وہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل تھے۔ ۴۹؎

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ) لکھتے ہیں! حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے قرآن کریم پڑھ سکیں پھر جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے حتی کے شعب ابن ابی دب کے ساتھ مقام الحجون کے نزدیک پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچ کر فرمایا کے اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجون کی طرف گئے تو جنات بہت بڑے بڑے اجسام میں آپ کی جانب بڑھے وہ اس طرح سے دف بجارہے تھے جس طرح سے عورتیں دف بجایا کرتی ہیں حتیٰ کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کے کئی عرصے کے بعد جب میں کوفہ گیا تو میں نے وہاں جاٹوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو کے الحجون کے مقام پر موجود جنات کے گروہ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے۔۵۰؎

دوسری روایت یہ ہے کے جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا! میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں پھر انھوں نے کہا! اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ درخت پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کو اپنے قریب بلایا درخت جڑوں کے ساتھ چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا کے تم میرے لئے کس چیز کی گواہی دیتے ہو درخت نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا! جاؤ اپنی جگہ لوٹ جاؤ یہ سن کر درخت اپنی جگہ پر لوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس آ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا! یہ جنات میرے پاس قرآن کریم کو سننے کے لئے آئے تھے اور اب یہ اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے واپس گئے ہیں انھوں نے مجھ سے اپنی خوارک کے بارے میں پوچھا تو میں نے ان سے یہ کہا! میں نے انھیں ہڈیوں اور مینگنیوں میں ان کی خوارک کی طرف نشاندہی کی پس تم میں سے کوئی ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرے۔۵۱؎

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

۱۔اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں ۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات ۔ ۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے ۔جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر اور شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات پائے جاتے ہیں وہ بھی انسانوں کی طرح روزہ ،نماز اور

حج وزکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔ ۵۲ ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ ۵۳

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

الطبرانی فی مسند الشامیین والحاکم فی التاریخ والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی ابودرداءؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے میرا اور جن وانس کا فیصلہ بھی عجیب ہے میں پیدا کرتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کی عبادت کرتے ہیں، میں رزق دیتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ۵۴

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔ ۵۵

ترجمہ۔روز (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں، سو چھوڑ دیجئے ان کو اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔۵۷

ترجمہ۔میں پناہ مانگتا ہوں وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔۵۸

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے کئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کے جن اور انس میں سے ہر فرد کو اس کے اعمال کی پوری جزا یا سزا ملے گی تاہم مومن جن بھی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کے انسانوں کی طرح جنات بھی جو اللہ کے اطاعت گزار تھے وہ داخل جنت کئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے کل ملائکہ جنت میں اور کل شیاطین دوزخ میں ہوں گے اور جنت اور دوزخ میں ودنوں انسان اور جنات ہوں گے۔ ۵۹؎

امام ابوالشیخ عبداللہ بن محمد اصفہانی (متوفی ۳۹۶ھ) روایت کرتے ہیں! ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، مخلوقات کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ کل فرشتے جنت میں جائیں گے۔

۲۔ کل شیاطین دوزخ میں جائیں گے۔

۳۔ مومن انس اور جن جنت میں جائیں گے۔

۴۔ گناہ گار انس وجن دوزخ میں جائیں گے۔ ۶۰؎

ضحاک نے مزید کہا، جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہ وہاں کھائیں اور پیں گے۔ ۶۱؎

ارطاۃ بن المنذر نے ضمرۃ بن حبیب سے پوچھا، کیا جنات جنت میں داخل ہوں گے؟ تو انھوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن کریم کا حوالہ پیش کیا۔

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔ ۶۲

ترجمہ۔ ان باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو نیچی نگاہ رکھنے والی ہوں گی ان کو ان لوگوں سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے استعمال نہ کیا ہوگا۔

انھوں نے مزید کہا کے جنات کے لئے جنت میں جنیات اور انسانوں کے لئے جنت میں انسیات ہیں۔ ۶۳؎

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ وابوالشیخ نے العظمہ میں ارطاۃ بن منذرؒ سے روایت کیا، جب ہم نے ضمرہ بن حبیبؒ کے پاس یہ ذکر کیا کے جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی آیت۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ کے جنات کے لئے جنی عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے انسانی عورتیں ہوں گی۔ ٦٤ے

معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کے اس واقعہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے پے در پے وفود آنا شروع ہو گئے جن کا تعلق مختلف قبائل اور علاقوں سے تھا اور مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کے ان کی تعداد اندازاً چھ کے قریب تھی۔

اسی حوالے سے حضرت بلال بن حارث فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے پھر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ دور تشریف لے گئے تھوری ہی دیر گزری تھی کے میں شور کی آواز سنی ایسی آواز جیسے کچھ لوگ لڑ رہے ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شور کیسا ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اور مشرک جنات آپس میں مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے تو میں نے مومن جنات کو بستیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر رہنے کے لئے کہا جبکہ مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کے لئے حکم دیا۔ ٦٥ے

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔ ٦٦

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات میں سے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔ ٦٧

ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا ہے بہت سے جنات اور انسان کو جہنم کے لئے۔

جنات اکثر سانپوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینے میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم نے ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو ان

کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۶۸؎

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر البدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔۶۹؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گھروں میں جنات سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے۔۷۰؎

ضحاک کے مطابق جن الجان کی اولادیں ہیں اور یہ شیطان نہیں ہیں ان پر بھی موت وارد ہوتی ہے، ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر بھی ہوتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۷۱؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان گھروں میں جنات سانپوں کی صورت میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کر دو، وہ کافر ہے۔۷۲؎

جنات کے فرقے:

انسانوں کی طرح جنات کے بھی کئی فرقے ہیں ان کی بھی تہذیب وتمدن، قبائل، علاقے، شہر اور وادیاں ہیں جہاں مختلف فرقے سے تعلق رکھنے والے جنات اپنے خاندانوں کے ساتھ آباد ہیں جنات بھی مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کی بھی رسم ورواج، عادات، رنگ ونسل، گروہ اور طبقات ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خدوندی ہے!

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔۷۳

ترجمہ۔ بے شک ان میں سے (جنات) چند نیک اور کچھ برے ہیں اور باہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں لفظ 'قددا' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قدۃ کی جمع ہے اس کے معنی چمڑے کے ٹکڑے اور قدد کے معنی متعدد فرقوں کے بھی ہے یعنی ثابت یہ ہوا کے جس طرح سے انسانوں کے مختلف فرقے اور قبائل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے جنات کے بھی کئی فرقے اور قبائل ہوتے ہیں جہاں وہ مختلف زبان بولتے ہیں اور ہر قبیلہ مختلف رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! جنات کے بارہ طبقات ہیں اور یہ وہ بارہ طبقات ہیں جو کے ہماری زمین پر آباد ہیں تاہم ہر طبقہ کے جنات کی شکل صورت، عادات واطوار اور رسم ورواج دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ علیحدہ سے پہچانے جاتے ہیں وہ مزید لکھتے ہیں کے ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی میں بھی جنات کے کئی طبقات آباد ہیں اگر چہ یہ ایک سنسان اور غیر آباد علاقہ ہے اور اگر کوئی مسافر بھولے بھٹکے اس طرف نکل جاتا تو اس کو شریر جنات تنگ کیا کرتے۔ ۷۴؎

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں! انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف عقائد اور نظریات کے حاملین ہوتے ہیں جن میں مرجیہ، قدریہ، روافض، اور خوارج شامل ہیں۔

ضحاک نے کہا ان میں مومن اور متقی بھی ہیں اور مومن وفاسق بھی ہیں۔

ابوالشیخ نے العظمہ میں سدیؒ سے روایت کیا کہ آیت كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا۔ سے مراد جنات کے مختلف فرقے ہیں، جو تمہاری طرح ہیں، یعنی ان میں بھی قدریہ مرجۂ روافضہ اور شیعہ ہیں۔ ۷۵؎

المسیب نے کہا ان میں یہود ونصاری، مجوس اور مسلمان بھی ہیں اور ان میں وہ جنات بھی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور وہ بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۷۶؎

اسی حوالے سے ارشادات خداندی ہیں!

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔''

ترجمہ۔(جنات نے کہا) بے شک ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں سو جنھوں نے اطاعت کی انھوں نے ہدایت کا راستہ تلاش کرلیا اور رہے سرکش تو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

عبد بن حمید نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کے آیت وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ سے مراد ظلم کرنے والے ہیں، اور ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۔

ترجمہ۔اگر وہ راستہ پر قائم ہوجاتے تو ہم انہیں فراغت پانے سے سیراب کرتے۔

یعنی اگر سب ایمان لے آتے۔لَاَسْقَيْنٰهُمْ ہم ان کو سیراب کرتے یعنی ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت کر دیتے۔۷۸ے

عبد بن حمید نے حسنؒ سے آیت وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا کے بارے میں روایت کیا کہ وہ اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا، تو اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں کثرت پیدا فرما دیں گے یہاں تک کے وہ غنی ہوجائیں گے ، پھر حسنؒ فرماتے ہیں! اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اللہ کے اطاعت گزار تھے تو اللہ نے ان پر قیصر و کسریٰ کے خزانے کھول دیئے گئے۔۷۹ے

عبد بن حمید نے ربیع بن انسؒ سے روایت کیا ہے! مَّآءً غَدَقًا سے مراد آسودہ زندگی ہے۔۸۰ے

جنات اور انسانوں سے متعلق اللہ کے علم میں یہ بات تھی کے وہ کفر کریں گے اور اللہ کے سوا دوسروں کو عبادت کا مستحق ٹھہرائیں گے لہٰذا ایسے سرکشوں کو روز قیامت جہنم میں گھسیٹا جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی کل مخلوقات میں سے صرف انسان اور جنات کو ارادہ اور اختیار کے ساتھ پیدا فرمایا ہے یہ دونوں ہی مکلف ہیں چونکہ انھیں عمل کی آزادی حاصل ہے جبکہ بقیہ مخلوقات اللہ کی عبادت تکوینی اور غیر ارادی طور پر کرتی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کے ان کے جسمانی پروگرام

میں اللہ کی اطاعت اور عبادت کو فیڈ کر دیا گیا ہے۔

جنات کی خوراک:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ ھ) لکھتے ہیں، امام بیہقی کی روایت ہے! جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوراک کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا! تمھارے لئے ہر ہڈی میں خوراک ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کے جنات کھاتے ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے ہیں بلکہ ہڈی کو شوق سے تناول کرتے ہیں اور ان کے لئے ہڈی ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے جیسی انسانوں کے لئے گوشت یہی نہیں بلکہ ہمارے جانوروں کا فضلہ جس میں گوبر، لید اور مینگنی وغیرہ شامل ہے وہ جنات کے جانوروں کے چارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے لئے فضلہ سبز گھاس بن جاتی ہے اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حلوائی کی دوکان سے رات گئے جنات مٹھائیاں لے کر جاتے ہیں تاہم جنات کی خوارک کا بڑا حصہ فاسفورک ایسڈ پر بھی مشتمل ہے لہٰذا جنات کی غذا میں کوئلہ بھی شامل ہے۔۸۱؎

مفرد اور مرکب لہریں:

ہر جسمانی وجود کے اوپر ایک اور جسم بھی پایا جاتا ہے جیسے صوفیاء کے یہاں ہیولیٰ کہا جاتا ہے باطنی نگاہ سے اگر اس ہیولیٰ کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں تمام جسمانی اعضاء اور خدوخال پائے جاتے ہیں جس میں آنکھ، ناک، ہاتھ، پیر اور تمام چہرہ مہرہ شامل ہے اس ہیولیٰ کے اندر روشنی کا ٹھوس پن بھی پایا جاتا ہے تخلیق کا قانون یہ ہے کے سب سے پہلے روشنی سے بنا ہوا جسم تخلیق ہوتا ہے اس کے بعد مادی وجود کی تخلیق عمل میں آتی ہے لیکن ان دونوں میں ہی ٹھوس پن موجود ہوتا ہے۔

مفرد لہریں ایسی حرکات کا مجموعہ ہیں جو ایک سمت سے دوسری سمت میں جاری وساری ہیں اگر ایک سمت سے دوسری سمت سفر کرنے والی یہ مفرد لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں اور اس کے اوپر نقش و نگار بھی بن جائیں تو اس سے بنی ہوئی مخلوق جنات یا عالم جنات کہلائے گی لیکن اگر مرکب لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں اور ان کے درمیان واقع درمیانی فاصلے بھی

قطعاً ختم ہوجائیں اور اس بساط پر نقش ونگار بھی بن جائیں تو یہ انسان اور عالم انسانیت کہلائے گا۔ ۸۲؎

انسانی دنیا میں جس طرح سے انسانوں کے علاوہ دیگر کئی مخلوقات پائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے عالم جنات میں بھی ہماری دنیا کی طرح زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے اور دیگر مخلوقات پائی جاتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کے انسان کی تخلیق میں مرکب جبکہ جنات کی تخلیق میں مفرد لہروں کا استعمال ہوا ہے جس طرح سے مرکب لہروں کی تخلیق میں پانچ حسیات کام کرتی ہیں بالکل اسی طرح سے مفرد لہروں کی تخلیق میں بھی پانچ حسیات کام کرتی ہیں جنات ہنستے، بولتے، کھاتے، پیتے ،نوکری کرتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں ان کے

یہاں بھی ڈاکٹر، انجینئر اور سائنسدان ہوتے ہیں اور بالکل ہماری دنیا کی طرح ان کے یہاں بھی اسکول، کالجز، یونیورسٹیز، ہاسپٹل اور دیگر ادارے پائے جاتے ہیں۔

جنات کی دنیا ہماری زمین کے گلوب کی حدود میں ہے اور ہماری زمین سے تقریباً دس لاکھ چھپن ہزار فٹ اوپر خلاء میں ہے۔ ۸۳؎

لیکن ان کی زمین ہمیں اس لئے نظر نہیں آتی ہے کیونکہ ہماری زمین سے اتنی بلندی پر ایک نہ نظر آنے والی چھت ہے جس کے اوپر وہ رہائش پذیر ہیں جس میں ان کے مکانات، کھیت کھلیان اور فیکٹریز اور کارخانے ہیں لہٰذا نہ وہ انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں اور نہ جنات انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں۔

جنات کی عمریں:

انسانی دنیا میں ماں کے بطن سے بچہ نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے جبکہ جنات کی دنیا میں جنی ماں اپنے بچے کو ہماری دنیا کے اعداد وشمار کے مطابق نو سال کے بعد جنم دیتی ہے لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے جنات کی بھی عمریں ہوتی ہیں انسانوں کی طرح جنات بھی مکلف مخلوق ہیں لہٰذا اپنے وقت کے رائج علوم کے علاوہ وہ روحانی علوم بھی سیکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ارشادِ خداوندی ہوا!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ۔ ۸۴

ترجمہ۔اے گروہ جنات اور اے گروہ انسان تم زمین اور آسمان کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان (روح) کے۔ یہاں سلطان (روح) سے مراد روحانی صلاحیتیں ہیں اگر کوئی انسان یا جن روحانی صلاحیتوں کو سیکھ کر انھیں بیدار اور متحرک کر لے تو وہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا کا مشاہدہ کر سکتا ہے تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا اگر کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کر لے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے ہر آسمان ایک شعور ہے اور آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ضروری ہے جب انسان ان سات شعوروں کا ادراک حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ۸۵؎

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کے ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کہ تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ابلیس کا پڑپوتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا کے انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کے جی یہی دو واسطے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ پھر اس نے بتایا کے میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت

فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی بعد ازاں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لایا ہوں جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا کے میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تاہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہوتو انھیں میرا اسلام کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کے ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو، پھر حام بن حیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ، سورہ عمایتسالون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس وغیرہ۔

پھر صحابہ کرام نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔۸۶؎

۞

حوالہ کتب:

۱۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ۔ناظم آباد کراچی۔
۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ
۵۔سورہ انعام۔آیت۔۷۶۔
۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۷۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۵۔ص ۹۳۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۸۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۶۔ص۔۱۱۰۴۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔

۹۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۱۰۔ص۔۱۸۰۹۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۰۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۷۔ص۔۱۲۷۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۱۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۸۔ص۔۱۵۱۷۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۲۔سورہ النجم۔آیت۔۳۲۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۴۔سورہ مجادلہ۔آیت۔۱۶۔
۱۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۰۔
۱۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۵۸۔
۱۸۔سورہ جن۔آیت۔۶۔۷۔
۱۹۔سورہ جن۔آیت ۱۴۔
۲۰۔سورہ الصفت۔۱۵۸۔
۲۱۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۲۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۳۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔الجامع الاحکام القرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دار۔
۲۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۲۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۲۷۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔
۲۸۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۲۹۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۹۴۔ مطبوعہ انتشارات ناصخسر وایران۔۱۳۸۷ھ۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۳۱۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔
۳۲۔شرح عقائد نسفی۔علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ)۔ص۔۹۹۔مطبوعہ محمد سعید تاجران
۳۳۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان
۳۴۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی۔
۳۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۷۔

۳۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۳۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۱۹۔
مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔
۳۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۴۳۔سورہ جن۔آیت۔۱۱۔
۴۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔۳۱۔
۴۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۶۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۴۷۔سورہ جن۔آیت۔۱۔
۴۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۴۹۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۹۔ص۔۶۷۸۔
دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۰۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۵۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔
۵۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۵۷۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔۶۔
۵۸۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۔۔
۵۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۲۔
۶۰۔فتاوی حدیثیہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) ۔ص۔۶۱۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی
۶۱۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۱۶۰۔مطبوعہ
دارالکتب العلمیہ۔
۶۲۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔
۶۳۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۱۶۰۔

مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔
۶۴۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۵۔ تفہیم القرآن۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ۶۲۹۔ مطبوعہ۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۶۶۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۱۲۔
۶۷۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۷۹۔
۶۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۹۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۰۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۱۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۲۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۳۔ سورہ الجن۔ آیت۔ ۱۱۔
۷۴۔ احسان وتصوف۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۹۵۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۷۵۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔ تفسیر کبیر۔ امام فخرالدین محمد بن ضیاالدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ ج۔ ۱۰۔ ص۔ ۶۷۱۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۷۷۔ سورہ الجن۔ آیت۔ ۱۴۔ ۱۵۔
۷۸۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۹۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۰۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔ التذکرہ فی امورالاخرۃ۔ امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۸۲۔ احسان وتصوف۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۹۰۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۸۳۔ احسان وتصوف۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۹۰۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۸۴۔ سورہ الرحمن۔ آیت۔ ۳۳۔
۸۵۔ احسان وتصوف۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۱۸۔ اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان
۸۶۔ ا (اس واقعے کو امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں، امام رازی نے تفسیر الکبیر میں، امام زمخشری امام بیہقی، امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھا اور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو اس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔

باب ۱۷

وقت کی تعریف اور تقسیم

وقت:

علم طبیعیات میں وقت کی تعریف زمان ومکاں کے لحاظ سے یوں کی جاتی ہے کے وقت غیر فضائی (nonspatial) ہے یعنی بالفاظ دیگر زمانی (temporal) واقعات کا ایک تسلسل ہے جو نا قابل واپسی یعنی (irreversible) ہے، تاہم وقت ماضی سے حال اور پھر مستقبل کی جانب مسلسل رواں دواں ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کے ممکن ہے کسی اور ڈائمنشن میں ایسا جہاں آباد ہو جس کی وسعت اس زمین وآسمان پر محیط ہو تاہم وہاں بھی وقت موجود ہو گا۔

قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللہ تعالی نے وقت کی اہمیت اور مختلف Time Zone کی وضاحت فرمائی ہے، اللہ تعالی نے انسان کو بتایا کے ایک ایسا وقت بھی تھا جب انسان نا قابل تذکرہ شے تھا، یا ایک مقام پر اللہ نے وقت کی قسم کھائی ہے۔

ذیل میں اس کی وضاحت اختصار سے کی جارہی ہے۔

وَ الْعَصْرِ /وقت کی قسم:

قرآن کریم کی متعدد آیات ایسی ہیں جس میں وقت، زمانہ، دن رات کی گردش، سورج اور چاند کا ذکر کیا گیا ہے، قدیم دور میں سورج گھڑی جبکہ چاند کلینڈر کا کام دیتے تھے اور لوگ سورج سے وقت کا تعین جبکہ چاند کی گھٹتی بڑھتی شکل سے مہینے میں دنوں کا تعین کیا کرتے تھے۔

وقت اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قسم کھائی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
وَ الۡعَصۡرِ ۔ا ۔ترجمہ۔قسم ہے زمانہ کی۔
وَ الۡعَصۡرِ ۔سے مراد صرف زمانہ نہیں ہے بلکہ نہایت تیزی سے گزرنے والا زمانہ ہے۔
الدَّهۡرِ ۔وَ الۡعَصۡرِ ۔عربی زبان کے الفاظ ہیں، اگرچہ جامعیت کے اعتبار سے دونوں ہی الفاظ معانی کا ایک خزانہ ہیں۔
ان الفاظ میں صرف زمان (Time) نہیں بلکہ زمان ومکان کے مرکب (Time and Space Complex) کی جانب بھی اشارہ موجود ہے۔قرآن کریم میں الدَّهۡرِ ۔وَ الۡعَصۡرِ ۔نام کی دونوں ہی سورتیں موجود ہیں، تاہم ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کے سورہ الدَّهۡرِ میں مرکب زمان ومکان کی وسعت کا لحاظ رکھا گیا ہے یا جدید فلسفے کی اصطلاح میں یوں کہہ لیں کے زمان مطلق سے مراد (Absolute Time or Pure Duration) ہے۔
جبکہ لفظ والۡعَصۡرِ ۔میں زمانہ کی تیزی سے گردش اور گزرنے کی جانب اشارہ موجود ہے، اس کو فلسفیانہ اصطلاح میں زمان مسلسل یا زمان جاری یعنی (Serial Time) بھی کہا جاتا ہے۔
والۡعَصۡرِ ۔سے مراد تیزی سے گزرنے والا زمانہ شاہد ہے، یعنی وہ گواہی دے رہا ہے۔ ۲
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَ الۡعَصۡرِ سے مراد دن کے اوقات میں سے ایک وقت۔ ۳
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت وَ الۡعَصۡرِ سے مراد وہ وقت جو شام کے وقت سورج غروب ہونے سے پہلے کا ہوتا ہے۔ ۴
وَ الۡعَصۡرِ ۔سے مراد دہر اور زمانہ ہے۔
ایک قول کے مطابق اس سے مراد! رب عصر کی قسم ہے۔
ابن کیسان نے کہا! اس سے مرادن اور رات ہے۔

حسن بصری نے کہا! اس سے مراد زوال شمس سے لے کر غروب شمس تک کا وقت ہے۔
قتادہ نے کہا! اس سے مراد دن کی ساعات میں سے آخری ساعت ہے۔
مقاتل نے کہا! اس سے مراد عصر کی نماز ہے کیونکہ وہ صلوۃ وسطیٰ ہے۔ ۵ ؎
مقاتل نے کہا! وَ الْعَصْرِ سے مراد عصر کی نماز ہے۔

زمان (وقت) کی تعریف:

سائنسدانوں کے مطابق، وقت کا آغاز یا اس کا جنم تقریباً 13 ارب 70 کروڑ سال پہلے اس وقت ہوا جب ایک بڑے دھماکے یعنی بگ بینگ کے نتیجے میں یہ کائنات ظہور میں آئی۔
اس کرہ ارض پر وقت سب کے پاس ایک جتنا ہے یعنی ایک دن میں 24 گھنٹے، 1440 منٹ یا 86400 سیکنڈ، نا کم نا زیادہ، چنانچہ کوئی شخص یہ شکایت نہیں کر سکتا ہے کے میرے پاس وقت بہت کم تھا لہٰذا میں بہت پیچھے رہ گیا اور فلاں کے پاس وقت بہت زیادہ تھا اس لئے اس نے زیادہ ترقی کر لی۔
تاہم ہزار کوششوں کے باوجود سائنسدان اب تک وقت کی درست تعریف کرنے سے قاصر ہیں تاہم وقت کو مدت کا شعوری تجربہ کہیں تو بے جا نا ہوگا کیونکہ یہی وہ عرصہ ہے جس میں کوئی فعل یا واقعہ رونما ہوتا ہے جبکہ جدید طبیعات میں وقت کو چوتھی جہت بھی کہا جاتا ہے جو مختلف افعال و واقعات کے ایک لامتناہی سلسلہ کی نمائندہ بھی ہے، وقت کو اگر طبعی دنیا کی اساسی مقدار کہا جائے تو یہ بھی درست ہوگا کیونکہ وقت میں متنوع واقعات کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ قائم ہے جس کی کڑیاں آپس میں پیوست اور جڑی ہیں بالکل اسی طرح سے اس کو واقعات کی وقوع پذیری کا حوالہ بھی کہا جا سکتا ہے جبکہ اس کے دوٹوک یقین کا انحصار فلکیاتی اور ایٹمی تعریفوں پر بھی منحصر ہے جسے سائنسدانوں نے نہایت عرق ریزی اور برسوں کی مشقت کے بعد انتہائی ریاضیاتی درستگی کے ساتھ قائم کیا ہے دوسری جانب تمام ماہرین طبیعات کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کے وقت، کائنات کو سمجھنے کے لئے ایک مشکل خواص کی حیثیت رکھتا ہے۔

وقت کا سائنسی مطالعہ:

وقت کا سائنسی مطالعہ سولہویں صدی میں اطالوی طبیعات دان اور ماہر فلکیات گلیلیو گلیلی کے کام سے شروع ہوا پھر سترہویں صدی میں انگلش ریاضی دان اور طبیعات دان سر آئزک نیوٹن نے اس سلسلے میں مزید پیش رفت کی جبکہ بیسویں صدی کے اوائل میں جرمن سائنسدان البرٹ آئن اسٹائین (۱۹۵۵ء۔۱۸۷۹ء) نے پہلی مرتبہ وقت کی جامع وضاحت کرنے کی کوشش کی ۱۹۰۵ء میں آئن اسٹائین نے یہ نظریہ پیش کیا کے رفتار کے ذریعے وقت کو پھیلایا یا پھر سکیڑا جا سکتا ہے اس نظریے نے سائنسی دنیا میں ایک ہلچل مچادی ۱۹۱۵ء میں آئین اسٹائین نے اپنا نظریہ اضافیت مکمل کر لیا اور بتایا کے کشش ثقل وقت کو بھی لپیٹ سکتی ہے پھر اسی نظریے کو بنیاد بناتے ہوئے آگے چل کر بلیک ہول اور وارم ہول کا نظریہ پیش کیا آئین اسٹائین نے اپنے نظریے کی وضاحت میں مزید کہا کے ماضی، حال اور مستقبل محض ایک دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں۔

آئین اسٹائین نظریہ اضافیت کا بھی خالق تصور کیا جاتا ہے لہذا اس نے ۱۹۰۵ء میں اپنی ایک کتاب 'متحرک اجسام کی برقی حرکیات' میں یہ نظریہ پیش کیا کے خط استوا پر رکھا ہوا کلاک قطبین پر رکھے ہوئے کلاک کے مقابلے میں تھوڑا سست ہوگا جبکہ موجودہ دور میں لوگوں نے جب اس کا تجربہ کیا تو وہ درست ثابت ہوا پھر یہ بھی کے اگر ایک کلاک گھر کی بالائی منزل پر رکھا ہوا اور دوسرا کلاک گھر کی نچلی منزل پر ہو تو بالائی منزل پر رکھا ہوا کلاک گھر کی نچلی منزل پر رکھے ہوئے کلاک کے مقابلے میں تیز چلے گا اگرچہ آئین اسٹائین کے نظریہ اضافیت کو ماہرین طبیعات و فلکیات نے کئی بار جانچا لیکن وہ ہر بار اس نظریے کی صداقت کے معترف ہوئے۔

Time Dilation یا (وقت کی لچک):

Time Dilation آئن سٹائن کے تصورِ زماں کا خاصہ ہے۔ Time Dilation اس وقت ہوتا ہے جب کوئی آبجیکٹ سپیس میں روشنی کی رفتار کے قریب ترین رفتار سے سفر کرے، جب اُس آبجیکٹ کا وقت آہستہ گزرتا اور زمین پر موجود اشیاٗ کا وقت جلدی سے گزر رہا

ہوتا ہے۔مثلاً۔ایک شخص کی عمر بائیس سال ہے جبکہ اس کے بیٹے کی عمر ایک سال ہے۔اب اگر وہ شخص خلائی سفر پر روانہ ہو کر روشنی کی رفتار سے سفر کرے، تو ایک سال بعد جب وہ واپس آئے گا تو اس کی عمر تیئس سال جبکہ اس کے بیٹے کی عمر اسّی سال ہو چکے گی۔زیادہ رفتار پر واقعی Time Dilation وقوع پزیر ہوتا ہے، اس حقیقت کو متعدد تجربات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔جن میں خلائی شٹل میں جانے والے خلابازوں کی عُمر سے لے کر ہیڈران کولائیڈرز میں مادے کے چھوٹے ذرّات کی رفتار اور ٹائم تک کے بے شمار تجربات شامل ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کے اُونچے درجے کی رفتار پر وقت آہستہ گزرتا ہے۔

وقت کی تعریف اور تقسیم:

بے شمار کائناتی دنیاؤں میں وقت کی تقسیم الگ الگ ہے کسی سیارے کا دن ۱۲ گھنٹے کا ہے تو کسی سیارے کا ایک دن چھ ماہ کا ہے الغرض یہ اللہ کی شان ہے کے اس نے کائنات کے مختلف زون پر وقت کو مختلف انداز سے تقسیم کیا ہے۔

ذیل میں اس کی کچھ مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

حقیقی سیکنڈ:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء وقت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں! صرف ایک سیکنڈ جو حقیقی ہے اور اس سیکنڈ کی تقسیم سے ازل سے ابد تک وجود صادر ہوا ہے یعنی وہی ایک سیکنڈ حقیقی سیکنڈ (وقفہ کا چھوٹے سے چھوٹا یونٹ) تقسیم ہو کر وقت کے لامتناہی یونٹوں میں رونما ہو رہا ہے اس ایک سیکنڈ کے تکوینی مراحل کا اظہار اس عمل پر مبنی ہے کے اس کی تقسیم لامتناہی یونٹوں کی شکل وصورت اختیار کرے، اس شکل وصورت کا نام مظاہر کائنات یا عالم ناسوت و جبروت و لاہوت ہے۔[۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! قلم لکھ کر خشک ہو گیا۔[۷]

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! فتح کا حامل بندہ یہ دیکھتا ہے کے لاشمار کہکشانی نظام تخلیق ہو رہے ہیں اور لاشمار دور سے گزر کر فنا بھی ہو رہے ہیں، فتح کا ایک سیکنڈ ازل سے

ابد تک محیط ہے، اس سے یہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے کے وقت محض ایک مفروضہ اور ایک اطلاع ہے، جس اطلاع کو ہم شعوری طور پر محیط کر کے دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ وہ محدود نہیں ہے۔۸؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں !ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ۔۹

انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے،جس میں لامحدودیت ہے لیکن وہ اسفل سافلین یعنی محدودیت میں مقید ہوگیا، جبکہ قرآنی تعلیمات انسان جو اللہ کی بہترین تخلیق ہے اس کو محدودیت یعنی (ٹائم اور اسپیس) سے نکل کر لامحدودیت میں داخل ہونے کے پیغامات دیتی ہے، تاہم انسان ساری عمر محدودیت میں ہی زندگی بسر کر کے مرجاتا ہے، دوسری جانب اسپیس سے بھی سرف نظر آسان نہیں جبکہ ٹائم یعنی ایک سیکنڈ کا ہزارواں فریکشن بھی وقت ہی سمجھا جائے گا۔۱۰؎

وقت کی روحانی تفسیر:

علمائے باطن لکھتے ہیں کے جب کائنات کی تخلیق سے پہلے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب صرف اور صرف ماضی ہے بالفاظ دیگر ماضی کے سوا کچھ نہیں تاہم یہی تشخص حقیقی ہے جس کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کے جو کچھ ہونے والا ہے اسے قلم لکھ کر خشک ہو چکا یعنی اگر اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کے یہاں ماضی کے سوا اور کوئی زمانہ نہیں جبکہ حال اور مستقبل بھی اسی ماضی کے اجزاء ہیں چنانچہ یہیں سے کائنات کی ابتداء اور اس کی ساخت کا سراغ ملتا ہے اس کی مزید وضاحت اس طرح سے بھی کی جاسکتی ہے جب کوئی شخص فلم دیکھتا ہے تو وہ اسے ابتداء سے اختتام تک نہایت توجہ سے دیکھتا ہے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کے اس کا انجام کیا ہے؟ لیکن اس فلم کے ڈائریکٹر کو اس فلم کی ابتداء اور انتہاء دونوں کا علم ہوتا ہے لیکن فلم بین اس کے ایک ایک منظر کو انہاک سے دیکھتے ہیں بالکل اسی طرح سے اس کائنات کے ڈائریکٹر نے بھی ایک مکمل فلم بنائی جس میں مختلف کردار ہیں جو اپنا اپنا رول پلے

کر کے پردے سے غائب ہوتے چلے جارہے ہیں یعنی قلم لکھ کر خشک ہو چکا یعنی فلم بن چکی ہے اوراس کا انجام بھی ڈائریکٹر کو معلوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو، ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ،ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰىۙ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى۔ ۱۱

ترجمہ۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا، پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں۔ ۱۔ایک صحت۔ ۲۔دوسری فراغت۔ ۱۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اچھا مسلمان ہونے کی یہ خوبی ہے کے وہ بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔ ۱۴؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! نگاہ میں جب تک فاصلہ نہیں ہوگا وہ نہیں دیکھ سکتی یعنی نگاہ فاصلہ کا احاطہ کرتی ہے، اگر حد فاصل ختم ہوجائے تو وجود سوالیہ نشان بن جاتا ہے، زمین سے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں آسمان نظر آتا ہے یعنی جب انسان زمین سے آسمان کی جانب دیکھتا ہے تو وہ پہلے اس کے درمیان واقع فاصلے کو دیکھتا ہے، باالفاظ دیگر انسان کی نگاہ پر محدودیت کا غلبہ ہے، اسی طرح سے آسمان پر بھی وقت کی صفات کا غلبہ ہے، یہ وقت لہروں کی شکل میں سفر کرتا ہے، جبکہ ۲۵ برس کی مسافت میں اسپیس کا غلبہ ہے، اگر تصور میں ۲۵ سال کا وقفہ غیر محسوس ہونا وقت میں سفر ہے۔ ۱۵؎

موسم (فصل) seasons:

رات اور دن کی بدلتی ہوئی لمبائی اور سورج سے موصول شدہ حرارت یا توانائی کی مقدار میں جب تبدل واقع ہو تو اسی بنیاد پر سال کی تقسیم عمل میں آتی ہے تاہم یہ تغیر اور تبدل سورج کے گرد زمین کی گردش اور زمین کے گردشی محور کے جھکاؤ سے پیدا ہوتے ہیں زمین پر موجود کسی بھی مقام پر سورج کی حرارت کے انجذاب کا انحصار اس بات پر ہے کے وہاں دھوپ کس زاویے پر پڑتی ہے نیز ۲۴ گھنٹوں میں دھوپ کتنی دیر وہاں رہتی ہے تاہم سائنسی اصطلاح میں دھوپ کا زاویہ وقوع عمود کے جتنا قریب تر اور اس کا دورانیہ جس قدر طویل تر ہوگا سطح ارض میں اسی قدر حرارت کا انجذاب زیادہ ہوگا اگر چہ سال کے مختلف حصوں میں ان عوامل میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے چنانچہ اسی اعتبار سے موسم میں بھی تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔ ۱۶؎

وقت کی تعریف ہر سیارے پر مختلف ہے:

کائنات بے شمار رازوں سے بھری پڑی ہے، سائنسدان جس قدر اس پر تحقیق کر رہے ہیں وہ اس قدر بے بس ہوتے چلے جارہے ہیں تاہم کائنات میں وقت یعنی Time پر گریویٹی اثر انداز ہے

جبکہ گریویٹی کا دارومدار mass پر ہے یعنی جتنا بڑا سیارہ ہوگا اس کی گریویٹی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اس سیارے پر وقت آہستگی سے گزرے گا اگرچہ یہ انتہائی اہم کائناتی راز ہے یعنی اگر سورج کا mass بہت بڑا ہے تو یقیناً وہاں دنیا کے مقابلے میں وقت آہستگی سے گزرے گا دوسری جانب بلیک ہولز میں چونکہ کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن وہاں وقت نہایت سست رفتاری سے گزرتا ہے اسی طرح سے اگر ایک گھڑی کو ایک بہت بلند پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا جائے جبکہ ایک دوسری گھڑی کو اسی پہاڑ کے بالکل نشیب میں رکھ کر دونوں گھڑیوں کا وقت بھی ایک کر دیا جائے لیکن تھوڑی ہی دیر میں پہاڑ کی بلندی پر رکھی ہوئی گھڑی کا وقت سست اور نشیب کی جانب رکھی ہوئی گھڑی کا وقت تیز ہو جائے گا۔

وقت کی تقسیم Division of Time:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسدانوں نے وقت کی تقسیم کو مزید سائنٹفک انداز سے واضح کیا چنانچہ اب وہ منٹ اور سیکنڈز کے مزید چھوٹے یونٹس کو بھی بیان کرنے کے قابل ہوئے۔

حالیہ سائنسی تحقیق میں بتایا گیا کے کائنات کے وقت کی سب سے چھوٹی اکائی کلک ہے، یہ کلک اس سے بھی کہیں زیادہ چھوٹی ہے جتنا اس سے پہلے سوچا گیا تھا۔ کلک ایک سیکنڈ کے ایک ارب ویں کے ایک ارب ویں، کے ایک ارب ویں، حصے کے برابر ہے۔ یہ اتنی چھوٹی اکائی ہے جس کا تصور بھی محال ہے، اسی لیے تو کائنات کا سارا نظام انتہائی خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔

وقت کی اکائی "کلک" عام طور پر استعمال نہیں ہوتی۔ وقت کی بنیادی اکائی سیکنڈ (ثانیہ) ہے، اور اس سے بڑی اکائیاں گھنٹہ، دن، ہفتہ، مہینہ اور سال ہیں۔ "کلک" کا لفظ کسی خاص آلے یا عمل میں وقت کے وقفے کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم وقت کی تقسیم اور اس کے مروجہ اصول وقانون اور ان کے ناموں کو بیان کر رہے ہیں۔

ا۔ شمسی وقت:

شمسی وقت کی بنیاد دراصل کرہ ارض کے اپنے محور پر گھومنے کے دورانیے پر قائم ہے۔

کرہ ارض کا اعداد و شمار:

سورج سے اوسط فاصلہ 149.6 ملین کلومیٹر مدار کا دورانیہ 365.25 دن جبکہ مدار میں حرکت کی رفتار 29.8 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے تاہم اس کے گھومنے کا دورانیہ (23.93) گھنٹے اور قطر (خط استوا پر (12.756)) کلومیٹر ہے۔ ۱۷ے

کرہ ارض اپنے ایکسز (محور) پر عمودی رخ پر 23.5 ڈگری پر جھکا ہوا ہے جبکہ سورج کے گرد سیارے کے سالانہ چکر کے دوران یہ جھکاؤ آب و ہوا میں تبدیلیوں کی ایک بڑی وجہ بنتا ہے اگرچہ یہ تبدیلیاں خط استوا سے کافی اوپر کے عرض بلد پر سب سے زیادہ واضح محسوس کی جاتی ہیں تاہم سال کے ان مواقع میں سے جب سورج خط استوا سے دور ترین ہوتا ہے، شمال میں سب سے زیادہ دوری کا یہ نقطہ ۲۱ جون کو اور جنوب میں ۲۲ دسمبر کو ہوتا ہے اول الذکر کو گرمائی انقلاب جبکہ موخر الذکر کو سرمائی انقلاب کہتے ہیں۔ ۱۸ے

۲۔کوکبی وقت:

کوکبی وقت کو Sidereal کا دورانیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کوکبی وقت آسمان پر ستاروں کی بدیہی حرکت پر مبنی ہوتا ہے۔

۳۔ایٹمی وقت:

ایٹمی وقت مخصوص ایٹمز یا مالیکیولز کی خارج یا جذب کی ہوئی مقناطیسی لہروں کی فریکوئنسی کو بنیاد بناتا ہے۔

۴۔نوری سال Light Year:

نوری سال کو Light Year بھی کہتے ہیں یہ علم فلکیات میں فاصلے کو ناپنے کی ایک اکائی ہے جو کبھی کبھی وسیع فاصلے کو ناپنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے تاہم ایک شمسی سال میں روشنی کا طے کردہ فاصلہ ایک نوری سال کہلاتا ہے جو تقریباً تین لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی شرح سے ایک نوری

سال (61,94000,00,00,00) کلومیٹر بنتا ہے۔۱۹؎

ماہرین نے روشنی کی رفتار کے حوالے سے جو تحقیق کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

روشنی کی رفتار ۳ لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ۔

ایک سیکنڈ میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے ۳ لاکھ کلومیٹر کا۔

ایک منٹ میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے ۱ ارب آٹھ کروڑ کلومیٹر کا۔

ایک دن (۲۴ گھنٹوں) میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے ۲۵ ارب ۹۲ کروڑ کلومیٹر کا۔

ایک سال (۳۶۵ دنوں) میں روشنی فاصلہ طے کرتی ہے ۹۴ کھرب، ۶۰ ارب، ۸۰ کلومیٹر کا۔

ستاروں کے ایک بہت بڑے گروپ کو کہکشاں یا گلیکسی کہا جاتا ہے تاہم بڑی کہکشاؤں میں اربوں ستارے ہوتے ہیں جبکہ چھوٹی کہکشاں میں لاکھوں ستارے ہوتے ہیں لیکن یہ چھوٹی کہکشاں بھی اپنے اندر اتنی وسعت رکھتی ہے کے اس میں روشنی کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے میں ہزاروں نوری سال درکار ہوتے ہیں یعنی روشنی کی رفتار سے بھی اگر سفر کیا جائے تو ہزاروں برس کے بعد روشنی دورے سرے تک پہنچ پائے گی جبکہ ماہرین یہ کہتے ہیں کے ایک بڑا سپر کلسٹر بھی ایک بڑے جھنڈ کا ہی ایک چھوٹا حصہ ہے جبکہ یہاں بھی روشنی کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچنے میں تقریباً ۱۰۰ ملین (۱۰ کروڑ) نوری سال درکار ہیں اگر چہ سنبلہ نامی جھرمٹ تقریباً ۶۰ ملین (۶۰ کروڑ) نوری برس کے فاصلے پر ہے۔۲۰؎

سال Year:

سال یعنی Years بھی وقت کو ناپنے اور اس کے تعین کا ایک طریقہ ہے اگر چہ کرہ ارض ایک دن میں ایک بار اپنے محور پر گھومتا ہے جبکہ سورج کے گرد کرہ ارض کا ایک چکر مکمل ہونے میں ایک سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

شمسی سال:

شمسی سال میں 365 دن، 5 گھنٹے 48 منٹ اور 45.5 سیکنڈز درکار ہوتے ہیں۔

قمری سال:

قمری سال 354 دنوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی شمسی سال سے ۱۱ دن کم جبکہ قمری مہینہ دو چاند کے درمیانی عرصہ پر محیط ہوتا ہے اور اس کا دورانیہ (29.5 دن) ہوتا ہے تاہم جدید کلینڈرز میں مہینے کے دنوں کی بنیاد تقریباً 12 حصوں پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی (30-28) دن۔۲۱؎

مہینہ :Month:

قمری کلینڈر ہو یا شمسی کلینڈر ہو عیسوی سال ہو یا ہجری سال ہو دونوں کلینڈرز میں ایک سال میں ۱۲ مہینے ہی ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔ ۲۲

ترجمہ۔ درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

ہفتہ Week:

ہفتہ، بھی وقت کی ایک اکائی ہے، جو سات دنوں پر مشتمل ہے۔ ہفتے کی شروعات چھٹی صدی قبل مسیح، یہودیوں کے کیلنڈر میں ہوئی جس کو بعد میں رومیوں، مسلمانوں اور دوسرے کئی کیلنڈروں میں شامل کیا گیا۔

ہفتے کے لیے انگریزی لفظ week قدیم انگریزی زبان میں wice سے اخذ شدہ ہے، جس کا مفہوم تبدیل ہونے، گھومنے یا جاری رہنے کا ہے۔ گو بنیادی لفظ کا مفہوم کافی وسیع ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی آتی رہی، تاہم رومیوں کی اپنے کیلنڈر میں اس کی شامل کرنے کی وجہ سے ایک مشہور اکائی بن گیا۔

عام طور پر ہفتے کے سات دن ہی تصور کیے جاتے ہیں لیکن دنیا بھر میں مختلف کیلنڈروں میں ایک

ہفتے میں دنوں کی تعداد متضاد ہے۔اس وقت 4 سے 10 دنوں تک کے ہفتے بطور وقت کی اکائی استعمال ہوتے ہیں۔ 10 دن سے زیادہ کے حامل ہفتے کو صحیح معنوں میں ہفتہ تصور نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہ پندرہ روزہ اکائی کے زیادہ قریب شمار ہوتا ہے۔۔

دن Days:

شمسی کلینڈر میں سات ماہ یعنی (جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر) ۳۱ دن کے جبکہ چار ماہ (اپریل، جون، ستمبر اور نومبر) ۳۰ دن کے ہوتے ہیں تاہم فروری ۲۸ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے لیکن قمری مہینے میں چونکہ چاند دیکھ کر مہینے کا آغاز کیا جاتا ہے چنانچہ مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا چاند ہوتا ہے۔

22 جون سے 22 دسمبر تک روزانہ 80 سیکنڈ کے حساب سے دن چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کے دن 10 گھنٹے اور رات 14 گھنٹے کی ہوجاتی ہے اسی طرح سے 22 دسمبر سے 21 جون تک 45 سیکنڈ کے حساب سے دن بڑا ہوتا ہے یہاں تک کے دن 14 گھنٹے اور رات 10 گھنٹے کی ہوجاتی ہے تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہر 23 مارچ اور 23 ستمبر کو دن اور رات بالکل برابر یعنی 12 گھنٹے کے ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ کروڑوں سالوں سے جاری ہے جس میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گھنٹہ Hour:

زمین پر ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے جبکہ ہر گھنٹے میں ۶۰ منٹ ہوتے ہیں۔

سیکنڈ Second:

ایک منٹ میں ۶۰ سیکنڈز ہوتے ہیں، ایک گھنٹے میں (۳۶۰۰) سیکنڈز اور ایک دن میں (۸۶۴۰۰) سیکنڈز ہوتے ہیں تاہم انسانی دل ایک سیکنڈ میں ایک مرتبہ دھڑکتا ہے جبکہ ایک سیکنڈ میں چاند کی روشنی زمین تک پہنچتی ہے۔

ملی سیکنڈ Mili Second:

ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو ملی سیکنڈ کہتے ہیں۔

مائیکروسیکنڈ Micro Second:

اگر ایک سیکنڈ کو دس لاکھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس کے ہر حصے کو مائیکروسیکنڈ کہیں گے تاہم ماہرین کے مطابق چمگادڑ میں اللہ تعالی نے اتنی تیز صلاحیت رکھی ہے کے وہ اپنی جانب آنے والی کسی بھی شے کو صرف دو مائیکروسیکنڈز میں با آسانی سمجھ لیتی ہے۔

پیکوسیکنڈPico Second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں پھر اس ایک حصے کے بھی مزید ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ہزارویں حصے کو پیکوسیکنڈ کہیں گے۔

آٹوسیکنڈAtto second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں اور پھر جو حصہ fraction حاصل ہو اس کے بھی ایک کروڑ حصے کر دئے جائیں تو اس کو ایک آٹو سیکنڈ کہتے ہیں۔

نینوسیکنڈNino Second:

ایک سیکنڈ کے ایک ارب ویں حصے کو نینوسیکنڈ کہتے ہیں۔

وقت کا سائنسی مطالعہ Scientific Study of Time:

وقت کا سائنسی مطالعہ سولہویں صدی میں ایک اطالوی طبیعات دان اور ماہر فلکیات گلیلو گلیلی نے شروع کیا اس نے اپنی تحقیق میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کے زمین اور دیگر سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں یہی نہیں بلکہ اس نے ۱۵۸۰ء میں پنڈولیم والی ایک گھڑی بھی ایجاد کی جس نے بعد کی گھڑیوں کے لئے ایک بنیاد فراہم کی لیکن گلیلیو کی یہ تحقیق چونکہ کیتھولک چرچ کے عقائد کی خلا

ف ورزی تھی چنانچہ چرچ کی جانب سے گلیلیو پر کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا اور ۱۶۳۳ء میں اسے مستقل طور پر قید کر دیا گیا جہاں طویل قید و بند کی صعوبتوں کو سہتے ہوئے ۱۶۴۲ء میں اس کا انتقال ہو گیا یہ الگ بات کے ساڑھے تین سو سال کے بعد خود کیتھولک چرچ نے گلیلیو کے نظریات کی نا صرف تصدیق کی بلکہ انھیں تسلیم بھی کیا لیکن گلیلیو کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے Vincenzo نے اپنے باپ کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا بعد ازاں سترہویں صدی عیسوی میں انگریز ریاضی دان اور طبیعات دان سر آئزک نیوٹن نے وقت کے حوالے سے اپنی تحقیق کو آگے بڑھایا جبکہ اسی ضمن میں بیسویں صدی کے اوائل میں جرمن سائنسدان البرٹ آئین اسٹائین نے پہلی مرتبہ وقت کی ایک جامع تعریف پیش کرنے کی کوشش کی اگرچہ آئین اسٹائین نے ہی وقت کو چوتھی جہت کے طور پر متعارف کروایا۔

وقت کی پیمائش کا طریقہ Method of Time Measurement:

ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۔۲۳

ترجمہ۔ درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

قدیم ادوار اور تہذیب میں بھی وقت کو جاننے کے طریقے رائج تھے قصص الانبیاء میں ہے کے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو صبح و شام کی عبادات تعلیم فرمائیں چونکہ ہر عبادت پابندی وقت کے ساتھ مشروط ہے چنانچہ لازمی وہ لوگ بھی وقت کی پابندی اور اس کو دیکھنے، جاننے اور سمجھنے کے اصول سے واقف تھے بعد ازاں یہ علم ان کی نسلوں میں بھی منتقل ہوا جبکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم اسمائے عطا فرمائے لہٰذا وقت جاننے کا علم بھی یقینی طور پر وہ جانتے تھے یعنی اللہ تعالی نے سورج کو گھڑی اور چاند کو کلینڈر بنایا ہے جب ہی ہم سورج کو دیکھ کر صبح، دوپہر، سہ پہر اور رات کا اندازہ قائم کرتے ہیں جبکہ نئے چاند کو دیکھ کر مہینے کی ابتداء اور

چودہویں کے چاند کو دیکھ کر مہینے کے وسط کا اندازہ قائم کیا جاتا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم اس سے برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کرسکو اللہ نے اس کو بغیر کسی مصلحت کے پیدا نہیں کیا اور ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں تفصیل سے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔

قدیم تہذیب میں وقت کے تعین کا کوئی با قاعدہ آلہ نہ تھا لیکن یہ بات تسلیم شدہ ہے کے ہزاروں برس قبل مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں آباد تہذیبوں نے وقت کا حساب رکھنا شروع کر دیا تھا بعد ازاں ۳۵۰۰ ق م میں اہل مصر نے پتھر کی لوح کی صورت میں وقت کی پیائش کے طریقے کو ایجاد کرلیا تھا وہ پتھر کی تراشیدہ لوح کے سایے سے وقت کا تعین کرتے پھر اسی دور میں شمسی گھڑیاں بھی ایجاد ہوئیں اگرچہ یہ گھڑیاں آج کی گھڑیوں سے مختلف تھیں لیکن ان کا اندرونی میکنزم کسی حد تک آج کی گھڑیوں سے مماثل تھا پھر آبی گھڑیاں اور ان کی باقیات بھی فرعون آمن حوتپ اول کے مقبرے سے دستیاب ہوئیں۔

۱۲۸۵ء میں ٹک ٹک کرنے والی گھڑیاں بھی ایجاد کی گئیں اگرچہ وقت کی پیائش کی مختلف کوششیں عرصہ دراز سے جاری تھیں جس میں بلا آخر ۱۶۸۰ء میں کافی پیش رفت ہوئی چنانچہ اب سائنسدان منٹوں اور سیکنڈز کے حساب کو بھی درست بنیادوں پر استوار کرنے میں کامیاب ہوئے بعد ازاں میگمنڈ رائفلر نے ۱۸۸۹ء میں پنڈولیم کلاک تیار کی جو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو بھی درست بتاتی۔ ۲۵

ارشادات خداوندی:

وقت اللہ کی ایک باشعور مخلوق ہے، جو اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہے، قرآن کریم میں متعدد

مقامات پر وقت پر آیات بیان کی گئی ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۔٢٦

ترجمہ۔بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! اس سے مراد غیر معین مدت اور غیر محدود زمانہ ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔٢٧

ترجمہ۔اسی (زمین) سے ہم تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا۔٢٨

ترجمہ۔(تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا۔٢٩

ترجمہ۔جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔٣٠

ترجمہ۔جو کچھ یہ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر صبر کیجئے، سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو۔اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دو پہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تا کہ تم خوش ہو جاؤ۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ۔۳۱

ترجمہ۔ بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کے رو سے ہزار برس کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، دنیا ایک جمعہ ہے، آخرت کے جمعوں میں سے، یعنی سات ہزار سال اور جس میں سے چھ ہزار سال گزر چکے۔ ۳۲؎

حضرت سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، بے شک دنیا ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعوں میں سے۔ ۳۳؎

قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ۔ ۳۴؎

ترجمہ۔ (خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟

قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡـَٔلِ الۡعَآدِّيۡنَ۔۳۵

ترجمہ۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیئے۔

قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔۳۶

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے اگر تم جانتے ہو۔

وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا غَيۡرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوۡا يُؤۡفَكُوۡنَ۔۳۷

ترجمہ۔ جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے۔

يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الۡاَرۡضِ ثُمَّ يَعۡرُجُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗۤ اَلۡفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ۔۳۸

وہ آسمان سے زمین تک دُنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر روداد اوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔ کہو، تمہارے لیے ایک ایسے دن کی میعاد مقرر ہے جس کے آنے میں نہ ایک گھڑی بھر کی تاخیر تم کر سکتے ہو اور نہ ایک گھڑی بھر پہلے اسے لا سکتے ہو؟

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا۔ ۴۰

ترجمہ۔ جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا۔ ۴۱

ترجمہ۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا! مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک، بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔ جب اُن کے بارے میں (عذاب) کا وعدہ پورا ہوگا تو ہم اُن کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دے گا، اس لئے کے لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دھر (زمانہ) کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ خدا ہے۔ ۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں! آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کے وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیارات ہیں اور میں ہی شب و روز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔ ۴۵

احمد نے زہد میں ضمیر بن نہار سے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے غریب لوگ۔ امیر لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ آیت۔ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ ۴۶ پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جنازہ پر نماز پڑھی، پھر اس کے دفن سے فارغ ہونے سے پہلے واپس آ گیا تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہوگا، اگر اس نے انتظار کیا یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو گئے تو اس کے دو قیراط ثواب ہوگا اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا قیامت کے دن اپنے ترازوں میں پھر ابن عباس رضی الہ عنہما نے فرمایا۔ ہمارے رب کی عظمت کا یہ حق ہے کہ اس کا قیراط احد کے برابر ہو اور اس کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہو۔ ۴۷

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا ساری سات دن ہے آخرت کے دنوں میں سے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے نزدیک ایک ایسا دن ہے جو تم لوگوں کے شمار کے مطابق ایک سال کے برابر ہوگا۔ ۴۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

۱۔ اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔

۲۔ اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے۔

۳۔ اپنی مال داری کو اپنی تنگدستی سے پہلے۔

۴۔ اپنی فرصت کو اپنی مصروفیت سے پہلے۔

۵۔ اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔ ۵۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ اعلان کرتا ہے کے ہے کوئی جو

مجھ میں اچھا کام کرسکتا ہےتو کرلے کیونکہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کرنہیں آؤں گا۔۵۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صحت اور فراغت اللہ کی طرف یہ دو ایسی نعمتیں ہیں، جن کے بارے میں لوگ اکثر خسارے میں رہتے ہیں۔۵۲؎

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! زمانہ دو ہی دنوں پر محیط ہے۔
۱۔ایک وہ دن جس دن تمھیں نعمتیں ملیں تو تم اس دن اللہ کا شکرادا کرو۔
۲۔ایک وہ دن جس دن تم پر مشکلات آئیں تو تم اس دن صبر کرو۔
جب زمانے اور اہل زمانہ پر خیر اور صلاح کی حکمرانی ہو اور ایسے میں کوئی کسی شخص کسی نیک انسان کے بارے میں بدگمانی کرے تو اس نے ظلم کیا اور اگر زمانہ اور اہل زمانہ پر فتنہ وفساد کا راج ہو اور ایسے میں کوئی شخص کسی سے حسن ظن رکھے تو بلاشبہ اس نے دھوکا دیا۔
بے صبری زمانے کے مددگاروں میں سے ہے۔
زمانہ انسان کے جسم کو پرانا اور تمناؤں کو نیا کر کے اس کو موت سے قریب کر دیتا ہے۔
ہر زمانے کی ایک خوراک ہے اور تم موت کی خوراک ہو۔لوگ اپنے آباء واجداد کے مقابلے میں اپنے زمانے سے زیادہ مشابہہ ہوتے ہیں۔زمانے اپنوں کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور اپنے سے شاکی افراد کی شکایات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتا۔
دور اندیش اور عقلمند ہے وہ انسان جو اپنے زمانے سے اچھی طرح سے پیش آئے۔
سب سے بڑا زمانہ شناس وہ ہے جو زمانے کے تغیرات سے متعجب نا ہو۔
جب زمانہ خراب ہوتا ہے تو برے لوگ حکمران بن جاتے ہیں۔زمانے کی کوئی ضمانت نہیں۔
کوئی انسان بھی زمانے کے تغیرات سے محفوظ نہیں اور نا ہی کوئی شخص روز آنہ نازل ہونے والی بلاؤں سے بچا ہوا ہے۔
جو انسان زمانہ شناس ہو اس کو چاہئے کے وہ زمانے کے تغیرات سے اپنے آپ کو امان میں نہ سمجھے۔

زمانے کی دو ہی حالتیں ہیں۔ا۔لینا۔۲۔دینا۔پس زمانے نے اگر کچھ لے لیا تو وہ کبھی واپس نہیں ملتا۔اور اگر زمانے نے کچھ دے دیا تو وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔جو شخص زمانے کو امانت دار سمجھتا ہے زمانہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔

جو شخص زمانے کو باعظمت سمجھتا ہے زمانہ اس کو ذلیل ورسوا کرتا ہے۔

جو شخص زمانے کی پناہ میں چلا جاتا ہے زمانہ اس کو ہلاکت میں پھینک دیتا ہے۔

زمانہ ایک ایسا دشمن ہے جس سے دشمنی کی نہیں جاسکتی۔یہ ایک ایسا حاکم ہے جو ظالم نہیں اور یہ ایک ایسا جنگجو ہے جو ناقابل شکست ہے۔

کتنے ہی حد درجہ مالداروں کو زمانے نے حقیر کر دیا۔

تم کیونکر اپنی حالت پر باقی رہ سکتے ہو جبکہ زمانہ تمھیں ہر دم بدل رہا ہے۔۵۳؎

حوالہ کتب:

ا۔سورہ العصر۔آیت۔ا۔

۲۔راہ نجات۔ڈاکٹر اسرار احمد۔ص۔۴۳۔مکتبہ خدام القرآن لاہور۔۱۹۷۳ء۔

۳۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۔معالم التنزیل۔ابومحمد حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۱۱۲۲ء)۔ج۔۵۔ص۔۳۰۲۔دار احیاء التراث العربی۔بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۶۔تذکرہ قلندر بابا اولیاء۔ص۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۸۔شرح لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۳۳۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۹۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔

۱۰۔خطبات لاہور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۴۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۱۱۔سورہ الیل۔آیت۔۵۔ صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۔ماہنامہ قلندر شعور۔اپریل۔۲۰۲۱ء۔
۱۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۶۵۴۔سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۱۷۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۹۳۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۱۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۳۰۵۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۱۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۲۰۸۹۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۶۶۵۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۱۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۱۵۲۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۲۳۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۲۴۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۲۵۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۷۸۴۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۲۶۔سورہ الدھر۔آیت۔۱۔
۲۷۔سورہ طحہ۔آیت۔۵۵۔
۲۸۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۰۳۔
۲۹۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۰۴۔
۳۰۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۳۰۔
۳۱۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۳۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۳۔ابن ابی الدنیا۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد۔مکتبہ۔دارالکتب بیروت۔
۳۴۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۲۔
۳۵۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۳۔
۳۶۔سورہ مومنون۔آیت۔۱۱۴۔
۳۷۔سورہ روم۔آیت۔۵۵۔
۳۸۔سورہ السجدہ۔آیت۔۵۔
۳۹۔سورہ سبا۔آیت۔۳۰۔
۴۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۳۔

۴۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۱۴۔
۴۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۸۔
۴۳۔سورہ نمل۔آیت۔۸۲۔
۴۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۵۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۶۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۴۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۴۸۔سورہ الحج۔آیت۔۴۷۔
۴۹۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۵۰۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۱۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۲۔صحیح الترغیب للالبانی۔
۵۳۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۲۳۔مطبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی۔۲۰۰۳ھ۔

باب ۱۸

خلائی مخلوقات

خلاء میں کتنی مخلوقات آباد ہیں، گزشتہ ابواب اور سطور میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۔۱

ترجمہ۔آپ ﷺ کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔۲؎

حضور قلندر بابا اولیاء کائنات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں!

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی

ہے،انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں ۔ وہاں بھی بھوک پیاس ،خواب و بیداری ،نفرت ،محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر بالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں ۔ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگر چہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات ،حیوانات ،نباتات اور انس وجن ہیں۔ ۳؎

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں !روحانی انسان اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے،جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہورہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہوجاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی ہیں ،جو کچھ اس زمین پر ہورہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔ ۴؎

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! سیر کی آنکھ دیکھتی ہے کے یہ سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے، اور لوح محفوظ کا منقوش پروگرام خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں (Screens) پر ڈسپلے (Display) ہورہا ہے،تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار انواع اور انسانی شماریات سے ماوراء ان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں ، یہ کائناتی مشین ایک دائرے (Circle) میں چل رہی ہے، جزولاتجزیٰ وجود سے اس کی حرکت شروع ہوتی ہے، اور ماوراء ہستی کی طرف لوٹ جاتی ہے،آسمان ،زمین ،درخت ،پہاڑ ،چرندے ،پرندے ،حشرات الارض ،فرشتے ،جنات اور انسان سب اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں ،جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے، البتہ انسان ایسا واحد فرد ہے جو نظام کائنات کی میکانزم

سے واقف ہے، باقی مخلوق اس میکانزم سے واقفیت نہیں رکھتی۔۵؎

سائنسی تحقیقات:

سائنسی تحقیق کے معتبر جریدے جرنل آف ایسٹروفزکس میں شائع ایک نئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کے ہمارے ستاروں کی کہکشاں یا گیلیکسی میں زندگی اور ذہانت سے بھرپور 36 مختلف تہذیبیں ہو سکتی ہیں۔ برطانیہ کی ناٹنگھیم یونیورسٹی کے ماہرین نے اس بات کو بنیاد بنایا کے کرہ ارض کی طرح باقی سیاروں پر بھی ذہانیت سے بھرپور مخلوقات کو ابھرنے میں اندازاً پانچ ارب سال لگ سکتے ہیں۔ انھوں نے مزید کہا! کائنات میں شاید صرف انسان ہی اشرف المخلوقات نا ہو بلکہ ہمارے جیسی یا ہم سے بھی زیادہ ذہین مخلوق کا وجود ممکن ہے۔

سائنس فکشن:

سائنس فکشن میں خلائی مخلوقات کی سیکڑوں اقسام بیان کی جا چکی ہیں۔جن میں سے 10 مقبول ترین خلائی مخلوقات کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے:

ا۔سرمئی خلائی مخلوق:

سرمئی خلائی مخلوقات کو گرے ایلین بھی کہا جاتا ہے،جن کا قد 3 سے 4 فٹ تک ہوتا ہے لیکن انسان کے مقابلے میں ان کا سر بہت بڑا ہوتا ہے۔ان کے نتھنے بھی ہوتے ہیں مگر ان کے چہروں پر ناک موجود نہیں ہوتی۔ باقی جسم کی نسبت ان کے ہاتھ بہت لمبے ہوتے ہیں جبکہ مزاج کے اعتبار سے انہیں فسادی تصور کیا جاتا ہے۔خلائی مخلوقات پر یقین رکھنے والوں کا دعویٰ ہے کے انسانوں کو اغوا کر کے کچھ وقت کے لیے لاپتا کر دینا اور انسانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا،اس سرمئی خلائی مخلوق کی خاص عادت ہے۔

۲۔چھوٹے قد کے سبز انسان:

یہ خلائی مخلوقات کی دوسری مقبول ترین قسم ہے جن کا قد چھوٹا،سر بہت بڑا اور جلد سبز رنگ کی ہوتی

ہے، تاہم ان کے سر اور جسم پر بال نہیں ہوتے ۔البتہ، کیڑے مکوڑوں کی طرح اِن کے سر پر انٹینا ہوتے ہیں۔

۳۔شمالی یورپی خلائی مخلوق:

شمالی یورپی خلائی مخلوقات کو نورڈِک ایلین بھی کہا جاتا ہے، ان کی رنگت سفید، سنہرے لمبے بال، بیضوی چہرہ جبکہ نیلی یا گرین آنکھیں ہوتی ہیں۔ یہ خلائی مخلوقات بے حد حسین و جمیل ہوتی ہیں، بالخصوص ان کی خواتین کا حسن بے حد متاثر کن ہوتا ہے، جو انسانوں کے لئے بھی باعث کشش تصور کیا جاتا ہے۔

۴۔ پلائیڈیئن خلائی مخلوق:

پلائیڈیئن خلائی مخلوقات کے قد لمبے، چہرے گول، سر پر ہلکے سنہری بال اور خوبصورت خدوخال ہوتے ہیں۔

سائنس فکشن میں انھیں بہت مہربان، نرم مزاج، انسان دوست اور امن پسند دکھایا جاتا ہے۔

۵۔اینڈرومیڈن خلائی مخلوق:

اینڈرومیڈن خلائی مخلوقات کی مشابہت انسانوں سے بے حد قریب ترین تصور کی جاتی ہے، بالفاظ دیگر ان میں اور عام انسان میں فرق بہت مشکل ہے، تاہم ان کے ستواں چہرے کا (دماغ والا) بالائی حصہ، انسانوں کے مقابلے میں قدرے بڑا ہوتا ہے۔ یہ خلائی مخلوقات ٹیلی پیتھی کی ماہر تصور کی جاتی ہیں، جو بڑی آسانی سے انسانی سوچ کو پڑھ سکتی ہیں۔ان کا تعلق ہماری پڑوسی کہکشاں اینڈرومیڈا کے کسی نظامِ شمسی کے ستارے سے بتایا جاتا ہے۔

٦۔ہوّامی خلائی مخلوق:

ہوّامی خلائی مخلوقات کو انگریزی میں ریپٹائلیئن ایلینز کہا جاتا ہے۔ یہ خلائی مخلوق مینڈک، چھپکلی اور گوہ کے خاندان سے تعلق اور مشابہت رکھتی ہیں۔ان کا قد لمبا ہوتا ہے لیکن دیکھنے میں یوں لگتا

ہے جیسے کوئی مینڈک بہت بڑا ہو کر دو پیروں پر کھڑا ہو گیا ہو، کیونکہ ان کی کھوپڑی مینڈک جیسی جبکہ ان کے پیروں کی انگلیوں کے درمیان بھی مینڈکوں جیسی جھلیاں ہوتی ہیں۔ اسی بناء پر انہیں بہترین پیراک اور غوطہ خور بھی دکھایا جاتا ہے جو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں، آکسیجن سلنڈر استعمال کیے بغیر، اترتے چلے جاتے ہیں۔

۷۔ الفاڈریکونیئن خلائی مخلوق:

یہ خلائی مخلوق بہت خطرناک، امن دشمن اور فسادی ہوتی ہے۔ یعنی ان میں مکمل شیطانی صفات پائی جاتی ہیں۔ ان کے چہرے بھیانک، سفاک اور کرخت ہوتے ہیں، ان کے قد 14 سے 22 فٹ کے جبکہ ان کا وزن 1800 یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ نہایت ظالم، فسادی اور کائنات کی سب سے بدترین مخلوقات تصور کی جاتی ہیں۔ یہ مخلوقات انسانوں کو نہایت حقیر اور خود کو تمام مخلوقات کا حاکم سمجھتے ہیں۔

۸۔ سائرئین خلائی مخلوق:

سائرئین خلائی مخلوقات کا تعلق ایک بہت روشن ستارے شعری (Sirius) سے بتایا جاتا ہے۔ یہ دو ستارے ہیں جو زمین سے ایک ستارے کے طور پر دکھائی دیتے ہیں، سائرئین خلائی مخلوقات کا تعلق ان ہی دو ستاروں میں سے ایک (سائرئیس بی) سے ہے۔

اگرچہ یہ مخلوقات شکل و شباہت میں انسانوں کی طرح دکھائی دیتی ہے لیکن ان کے چہرے پر نیلگوں مائل نقش و نگار نمایاں ہوتے ہیں جبکہ سائنس فکشن فلموں میں انہیں سمندروں اور جھیلوں کی گہرائی میں رہنے والی خلائی مخلوقات کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ مچھلیوں کی طرح کھلی ہوا میں سانس نہیں لے سکتی انھیں لازماً پانی ہی میں رہنا ہے۔

۹۔ انوناکی خلائی مخلوق:

قدیم سمیری تہذیب میں انونا کی دیوتا کی پوجا کی جاتی تھی، جو ایک خلائی مخلوق ہے، یہ مخلوق ہزاروں سال سے زمین پر آتی ہے، تاہم ان کے زمین پر آنے کے مقاصد میں شامل زمین پر بسنے

والے انسانوں کو اپنا غلام اور تابع بنانا ہے۔
یہ دیکھنے میں دراز قامت انسانوں جیسے ہی لگتے ہیں ،لیکن ان کا قد 8 سے 9 فٹ تک بتایا جاتا ہے۔
سائنس فکشن کے ماہرین کا یہ ماننا ہے کے انونا کی کا تعلق نظامِ شمسی کے سب سے بیرونی سیارے نبیرو (Nibiru) سے ہے، جواب تک دریافت نہیں ہوا۔

۱۰۔آرکچیو ریئن خلائی مخلوق:

آرکچیو ریئن خلائی مخلوقات کا تعلق ملکی وے کہکشاں سے ہے، یہ مخلوق نہایت قدیم، تجربہ کار اور ذہین تصور کی جاتی ہے۔ان کا قد عموماً 4 سے 5 فٹ لمبا جبکہ سر باقی جسم کے مقابلے میں خاصا بڑا ہوتا ہے، ان کی جلد کی رنگت نیلگوں مائل جبکہ ان کی جسمانی ساخت نہایت بھدی اور بے ڈھب ہے۔ان کے ہاتھوں پیروں کی جسامت میں بھی کوئی توازن نہیں البتہ ان کے مزاج میں شر پسندی اور امن پسندی دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

مقتدر حکمرانوں کی پالیسی:

خلائی مخلوقات کے حوالے سے سائنسدانوں نے کئی واضح اشارے دیئے ہیں لیکن مقتدر حکمران اس راز کو راز ہی رکھنا چاہتے ہیں اگر چہ ان حکمرانوں کی یہ پالیسی کبھی نا کبھی تو عیاں ہو ہی جائے گی اس ضمن میں ایک امریکی خلاء باز ڈاکٹر ایڈ گر مچل جن کا تعلق ناسا سے بھی تھا انھوں نے ایک نہایت حیرت انگیز انکشاف نہایت ذمہ داری سے کرتے ہوئے بتایا ہے خلائی مخلوق ہم سے کئی بار رابطہ کر چکی ہے لیکن حکومتوں نے (60) سال سے زائد عرصہ تک اس حقیقت کو چھپائے رکھا، انھوں نے اپنے انٹرویو میں یہ دعویٰ کیا کے خلائی مخلوقات کئی بار زمین پر بھی آ چکی ہیں اور بطور خلاء باز وہ اپنے کریئر کے دوران ان خلائی مخلوقات کے ہر دورے سے آگاہ بھی تھے۔
دوسری جانب ناسا بھی ان خلائی مخلوق کے ہر دورے سے آگاہ اور واقف تھی لیکن ناسا نے ان خلائی مخلوقات کی ہر بار آمد کو نہایت خفیہ رکھنے کی کوشش کی یہی وجہ ہے کے اس حیرت انگیز حقیقت

سے صرف چند لوگ ہی واقف ہیں۔

ایڈگر کے مطابق اگرچہ انھوں نے بذات خود ان خلائی مخلوقات سے ملاقات نہیں کی لیکن ایجنسی کے جن اہلکاروں سے ان کی ملاقات ہوئی وہ بتاتے ہیں یہ خلائی مخلوقات چھوٹے قد کی عجیب وغریب ہیں، یہ مخلوقات سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں اور ہم ٹیکنالوجی میں ان سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔٦

ڈاکٹر ایڈگر مچل امریکہ کے ایک معتبر خلاء باز ہیں جن کو اپالو (14) کے مشن کے ذریعے 9 فروری ۱۹۷۱ء کو چاند پر بھی بھیجا گیا تھا وہ چاند کی زمین پر چہل قدمی کرنے والے چھٹے خوش نصیب خلاء باز ہیں یہی نہیں بلکہ انھیں اپالو (14) کے کمانڈر شیپرڈ کے ہمراہ چاند کی سطح پر چہل قدمی کرنے کا اعزاز بھی حاصل رہا ہے۔

خلائی مخلوقات کے زمین پر آمد کا ایک دوسرا واقعہ، ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کا ہے جب روز ویل آرمی ائیر فیلڈ (RAAF) نے ایک پریس ریلیز جاری کی جس میں یہ بتایا گیا کے فوجیوں کے ایک گروپ نے روز ویل کے مضافات میں جانوروں کے ایک باڑے سے ایک اڑن طشتری کا ملبہ دریافت کیا ہے، اس ملبے سے انھیں انسان سے مشابہہ ایک سوختہ جسم بھی ملا تھا جو مبینہ طور پر ایک خلائی مخلوق تھی اس خلائی مخلوق کے جسم کو، روز ویل کا نام دیا گیا اگرچہ اسی روز امریکی فضائیہ کے کمانڈنگ جنرل نے اس پریس ریلیز کی یہ کہتے ہوئے تردید کی کے وہ ملبہ اڑن طشتری کا نہیں بلکہ ایک دیوہیکل غبارے کا تھا لیکن اس واقعے نے بہت شہرت حاصل کی تاہم اس واقعے کے تیس برس بعد اڑن طشتری کے ملبے کو دریافت کرنے والی ایک ٹیم میں شامل ایک فوجی نے میڈیا کو یہ بتایا کے وہ ملبہ اڑن طشتری کا ہی تھا اور وہ سوختہ لاش ایک خلائی مخلوق کی تھی، دوسری جانب ایڈگر مچل نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کے واقعی روز ویل ایک خلائی مخلوق ہی تھی ان کے خیال میں خلائی مخلوقات کا دنیا میں آمد کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

ناسا نے اپنے سابق اہل کار کے اس بیان پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے صرف یہ کہا کے ناسا کا کام صرف اڑن طشتریوں کا سراغ لگانا نہیں اور نا ہی ناسا زمین یا کسی اور سیارے پر خلائی مخلوق کی موجودگی سے متعلق حقائق چھپانے میں ملوث ہے۔٧

مریخ سے آنے والا لڑکا بورسیکا:

روس سے تعلق رکھنے والا بورسیکا نامی ایک لڑکا جو کے ایلین ہونے کا دعوے دار ہے وہ روس کے ایک شہر بورسکی میں ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء میں پیدا ہوا، اس کی ماں ڈاکٹر جبکہ والد رشیئن آرمی میں ہیں، بورسیکا کے والدین کا کہنا ہے کے ان کا بچہ پیدائشی طور پر چند غیر معمولی حرکات وسکنات کی وجہ سے شروع سے ہی دوسرے بچوں سے الگ تھا بورسیکا نے چار ماہ کی عمر میں بولنے کی ابتدا کی اور وہ آٹھ ماہ کی عمر تک صاف بولنے لگا تاہم ڈیڑھ سال کی عمر میں اس نے اخبار پڑھنا شروع کر دیا اور دو سال کی عمر تک وہ باقاعدہ ڈرائینگ کرنے لگا تاہم چار سال کی عمر میں بورسیکا نے سولر سسٹم اور کائناتی رازوں کی عقدہ کشائی شروع کر دی، بورسیکا کے والدین حیران تھے تاہم انھوں نے کئی ڈاکٹرز سے رجوع کیا، ڈاکٹرز بھی اتنے کم عمر بچے کی غیر معمولی صلاحیتوں پر حیران اور پریشان تھے، بورسیکا نے گیارہ سال کی عمر میں دنیا کو یہ کہہ کر حیران کر دیا کے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں بلکہ مریخ سے ہے اور وہ اس دنیا میں ایک ایلین ہے اور دنیا میں اس کا یہ دوسرا جنم ہے بورسیکا کے والدین نے ڈاکٹرز اور دیگر ماہرین کو یہ بتایا کے ان کا بیٹا بورسیکا خلائی مخلوقات اور اسپیس سے متعلق بہت جانکاری اور معلومات رکھتا ہے جبکہ یہ باتیں انھوں نے کبھی بھی بورسیکا کو نہیں بتائیں۔ بورسیکا نے سات سال کی عمر سے یہ بتانا شروع کر دیا تھا کے وہ دنیا میں آنے سے قبل مریخ پر رہتا تھا تاہم رشیئن میڈیا پر جب اس بچے سے متعلق خبر نشر ہوئی تو دنیا یہ جان کر حیران تھی۔ ۲۰۰۸ء میں بورسیکا پر ایک ڈاکیومینٹری فلم بنائی گئی بورسیکا نے ماہرین کو بتایا کے ماضی بعید میں مریخ پر ایک خوفناک ایٹمی دھماکہ ہوا جس کے نتیجے مریخ تباہ ہو گیا، مریخ پر پائی جانے والی مخلوق سات فٹ اونچی ہے جو مریخ کی زمین کے نیچے آباد شہروں رہتی ہے اگر چہ خوفناک ایٹمی دھماکہ کے بعد بہت لوگ فنا ہو گئے وہاں رہنے والی مخلوق کاربن ڈائی آکسائیڈ میں سانس لیتے ہیں بورسیکا نے یہ بھی بتایا کے مریخ پر رہنے والی مخلوق لافانی ہیں جبکہ ۳۵ برس کے بعد ان کی عمر کے بڑھنے کا سلسلہ رک جاتا ہے دوسری جانب مریخ پر پائی جانے والی مخلوقات ٹیکنالوجی میں دنیا کے انسانوں سے کہیں آگے ہیں۔ مریخ پر رہنے والی مخلوق ستاروں کے درمیان سفر کرتے ہیں اس کے

علاوہ مریخ پر رہنے والی مخلوق کئی دفعہ دنیا میں بھی آئے ہیں خود بورسیکا بحیثیت پائلٹ کے مریخ کے خلائی مشن پر تھا اور وہ ۱۹۹۶ء میں زمین کے دورے پر آیا تھا تاہم اس کا دوسرا جنم زمین پر ہو گیا ، بورسیکا نے یہ بھی بتایا کے انسانوں کو ابھی بہت کچھ جاننا ہے اور اس علم کی چابی اہرام مصر میں گیزا کے ابوالہول کے مجسمے میں ہے اور جب بھی ابولہول کا مجسمہ کھلے گا تو انسانی زندگی بدل جائے گی جبکہ ابولہول کے مجسمے کا میکنزم اس کے عقب میں واقع کسی کان میں موجود ہے بورسیکا کا بے پناہ علم اور مریخ پر گزرے دن ماہرین کے لئے حیران کن ہیں کیونکہ وہ جس تواتر اور برجستگی سے تمام جوابات دیتا ہے وہ غیر معمولی ہے ، بورسیکا نے یہ حیران کن انکشاف بھی کیا کے وہ اور اس جیسے کئی ایلین زمین پر ایک اہم مشن کے تحت بھیجے گئے ہیں کیونکہ وہ اور دوسرے ایلین دنیا کو ایٹمی جنگ سے بچانا چاہتے ہیں لیکن اگر دنیا کے یہی حالات رہے تو پھر دنیا کا حال بھی مریخ جیسا ہو جائے گا۔ ۸؎

سائنسدانوں کا یہ کہنا ہے کے ایک نامعلوم ذریعہ کم از کم ۱۹۸۸ء سے زمین کی طرف ریڈیو سگنلز بھیج رہا ہے۔ ۹؎

کیا ماضی میں جھانکنا ممکن ہے؟

اب ماضی میں جھانکنا ممکن ہے، کیونکہ سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات نے جیمز ویب نامی ایک نہایت طاقتور خلائی دوربین ایجاد کی ہے جو دراصل ایک ٹائم مشین ہے، اس خلائی نہایت طاقتور دوربین کی مدد سے اب ماضی میں جھانکنا ممکن ہو گیا ہے اس دوربین کی کارکردگی پر بحث سے قبل اس سائنسی کلیے کو سمجھنا ضروری ہے کے روشنی کی رفتار 300,000 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے اور سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں تقریباً آٹھ منٹ ۲۰ سیکنڈ لگتے ہیں یعنی ہم جو سورج دیکھتے ہیں وہ آٹھ منٹ ۲۰ سیکنڈ پرانا ہے۔

اب جیمز ویب کے موجودہ کارنامے کی بات کر لیتے ہیں۔

امریکی خلائی ادارے ناسا نے اپنی ایک حالیہ تحقیق کو Publish کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کے جیمز ویب نامی ٹیلی اسکوپ کے ذریعے ۱۳ ارب سال قدیم ایک انتہائی قدیم اور عمر رسیدہ کہکشاں

میں واقع ایک بلیک ہول کا سراغ لگایا گیا ہے یہ کہکشاں بیگ بینگ کے ۵۷۰ برس بعد وجود میں آئی تھی۔

ناسا کے مطابق اس بلیک ہول کا حجم سورج سے ۹ ملین گنا زیادہ ہے تاہم جیمز ویب نے اس بلیک ہول کے علاوہ دو دیگر بلیک ہولز اور تقریباً گیارہ نئی کہکشائیں بھی دریافت کی ہیں۔ناسا نے اپنے آفیشل پیج پر ان تمام بلیک ہولز اور دریافت شدہ نئی کہکشاؤں کی رنگین تصاویر بھی جاری کردی ہیں۔

جیمز ویب نامی ٹیلی اسکوپ ماضی میں لگ بھگ 13.55 ارب سال پیچھے دیکھ سکتا ہے چنانچہ اس جادوئی ٹیلی اسکوپ کے ذریعے اب حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور اور باقی پیغمبران اور ان کے ادوار کا مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

خیالات ایک ہیں:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں یہ ایک عجیب سربستہ راز ہے کے پوری کائنات کے افراد اطلاعات اور خیالات میں ایک دوسرے سے ہم رشتہ ہیں البتہ اطلاعات میں معنی پہنانا الگ الگ وصف ہے، بھوک کی اطلاع شیر اور بکری دونوں میں موجود ہے لیکن بکری اس اطلاع کی تکمیل میں گھاس کھاتی ہے اور شیر بھوک کی اس اطلاع کو پورا کرنے کے لئے گوشت کھاتا ہے ،بھوک کے معاملے میں دونوں کے اندر قدر مشترک ہے بھوک کی اطلاع کو الگ الگ معانی پہنانا دونوں کا جداگانہ وصف ہے۔۱۰؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۱۔

۲۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۴۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ۔ناظم آباد کراچی۔

۵۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ۔ناظم آباد کراچی۔
۶۔روزنامہ ایکسپریس کراچی۔اشاعت ۴،اا گست۔۲۰۰۸ء۔
۷۔روزنامہ ایکسپریس کراچی۔اشاعت ۴،اا گست۔۲۰۰۸ء۔
۸۔ماخوذ۔
۹۔Independent Urdu
۱۰۔ نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۴۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

کتابیات

ماخذومراجع:

۱۔القرآن۔
۲۔تورات۔
۳۔انجیل۔

کتب احادیث:

۴۔المصنف۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی،۱۴۰۶ھ۔
۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ
۲۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۶۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی(متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔
۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی(متوفی ۲۸۵ھ)مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت.
۱۴۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۱۵۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ
۱۶۔مسند اصحابہ۔امام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی(متوفی ۳۰۷ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔مسند ابویعلیٰ موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی(متوفی ۳۰۷ھ)مطبوعہ دارالمامون التراث بیروت۔
۱۸۔تحفۃ الاخیار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی(متوفی ۳۲۱ھ)مطبوعہ داربلنسیہ ریاض۔۱۴۲۰ھ۔
۱۹۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی(متوفی ۳۵۴ھ)مطبوعہ موسستہ الرسالہ.
۲۰۔الشریعہ۔امام ابوبکر احمد بن حسین آضری(متوفی ۳۶۰ھ)مطبوعہ مکتبہ دارالسلام ریاض۔۱۴۱۳ھ۔
۲۱۔معجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی(متوفی ۳۶۰ھ)مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔۱۳۸۸ھ۔

۲۲۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۲۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۲۴۔کتاب الدعاء۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۵۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۲۶۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۷۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۲۹۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۳۰۔کتاب الاسماء والصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۱۔معرفۃ السنن والآثار۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۳۳۔کتاب الآداب۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔کتاب فضائل الاوقات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ المنارۃ۔مکہ مکرمہ۔
۳۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۶۔الجامع لشعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ الراشد ریاض۔
۳۷۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔الفوائد۔امام عبدالوصاب بن محمد ابن مندہ (متوفی ۴۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔
۳۹۔جامع البیان العلم وفضلہ۔امام ابوعمر یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۴۰۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۴۱۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۲۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۴۳۔تہذیب وتاریخ دمشق۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۴۴۔جامع الاصول۔امام مجدالدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف با بن الاثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۴۵۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۴۶۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت۔
۴۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔

۴۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.
۴۹۔کشف الاستار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت.
۵۰۔کنوز الحقائق۔امام عبدالرؤف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔البدور السافرہ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۵۲۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۵۳۔الخصائص الکبری۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۵۴۔الدرر المنتثرۃ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۵۵۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ۔
۵۶۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۵۷۔الفتح الربانی۔علامہ احمد عبدالرحمن البناء (متوفی ۱۳۷۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

کتب تفاسیر:

۵۸۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت ۱۴۱۰ھ
۵۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۶۰۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۶۱۔احکام القرآن۔امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ۔
۶۲۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۶۳۔تفسیر القشیری۔علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۴۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۵۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۶۶۔احکام القرآن۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ۔
۶۷۔زادالمیسر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی.
۶۸۔۱۳۹۔تفسیر کبیر۔امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی.
۶۹۔تفسیر القرآن الکریم۔علامہ محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران.
۷۰۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۷۱۔انوار التنزیل۔قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) مطبوعہ دارفراس للنشر والتوزیع مصر۔
۷۲۔مدارک التنزیل۔علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور۔
۷۳۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ
۷۴۔نورالعرفان۔مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفی ۱۳۹۱ھ) مطبوعہ دارالکتب اسلامیہ گجرات۔
۷۵۔معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع دیوبندی (متوفی ۱۳۹۶ھ) مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔۱۳۹۷ھ۔

اور جہاں

۷۶۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلی مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۷۷۔التبیان۔علامہ سید احمد سعید کاظمی (متوفی ۱۴۰۶ھ) مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان۔
۷۸۔تفسیر نمونہ۔آیت اللہ مکارم شیرازی۔مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۹ھ۔
۷۹۔ضیاء القرآن۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
۸۰۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعی فاران فاونڈیشن لاہور۔
۸۱۔اعراب القرآن وصرفہ وبیانہ۔علامہ محمد صافی۔مطبوعہ انتشارات زرین ایران۔

کتب شروح حدیث:

۸۲۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۸۳۔عمدۃ القاری۔حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر۔۱۳۴۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔

کتب الغات:

۸۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۵۔الفائق۔علامہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۸۶۔نہایہ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۸۷۔مختار الصحاح۔علامہ محمد بن ابو بکر بن عبد الغفار ارزی (متوفی ۶۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی.
۸۸۔تہذیب الاسماء واللغات۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۸۹۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) مطبوعہ نشر ادب الحوذۃ قم ایران۔
۹۰۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
۹۱۔مجمع بحار الانوار۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ مکتبہ دار الایمان المدینہ المنورہ۔۱۴۱۵ھ۔
۹۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۹۳۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعیٰ (متوفی ۱۸۶۷ء) مطبوعہ المطبعہ الغاثولیکہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۹۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔

کتب تاریخ سیرت وفضائل:

۹۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۹۶۔تاریخ ابن خلدون۔علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

کتب شیعہ:

۹۷۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۹۸۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران۔
۹۹۔الفروع من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران۔

کتب متفرقہ:

۱۰۰۔احیاء علوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۱۰۱۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۱۰۲۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۸۔
۱۰۳۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۱۰۴۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۰۵۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۰۶۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمی۔۵ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء
۱۰۷۔ایک سو ایک اولیا خواتین۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۰۸۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۰۹۔آگہی۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۰۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۱۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۱۱۳۔صدائے جرس۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۴۔قوس وقزح۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۵۔مراقبہ۔شمس الدین عظیمی۔الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔
۱۱۶۔توجیہات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۱۷۔قلندر شعور۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۸۶ء۔
۱۱۸۔تذکرہ خواجہ شمس الدین عظیمی۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۱۹۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۲۰۔ماہنامہ قلندر شعور۔کراچی۔
۱۲۱۔ماہنامہ۔روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔

۱۲۲۔روزنامہ ایکسپریس کراچی۔
۱۲۳۔کلیات اقبال (اردو ترجمہ۔بال جبرائیل)۔ڈاکٹر محمد اقبال۔خزینہ علم وادب
۱۲۴۔فقیر رنگ۔سید سرفراز ائے شاہ۔جہانگیر بکس۔لاہور۔
۱۲۵۔سائیں بھلے شاہ۔جے۔آر۔پوری اور جے۔آر۔شنگاری۔فکشن ہاوس لاہور
۱۲۶۔نفسیات ومابعد النفسیات۔رئیس امروہوی۔ویلکم بک پورٹ کراچی۔۲۰۱۳ء۔
۱۲۷۔اقوال دانش کدہ۔حضرت وارث علی شاہ۔مرتب مجلس ادارہ۔ثناء پبلی کیشنز۔
۱۲۸۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔
۲۰۰۷ء۔
۱۲۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ پبلیشر۔الفیصل۔لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۱۳۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

---ختم شد---